

UNIVERSAL
LIBRARY

OU 190018

UNIVERSAL
LIBRARY

مثنوی تغلق نامہ

شائع کردہ مجلس مخطوطات فارسیہ - حیدرآباد دکن
به حسن اعانت دولت آصفیہ دام اقبالہما

سلسلہء مخطوطات فاؤنڈیشن (۱)

تغلق نامہ خسرو دہلوی
مشنوی

تذیب و تحشیہ

سید ماشی فرید آبادی

بہ اہتمام محمد صدیق حسن صاحب، مطبع اردو، اورنگ آباد، دکن، طبع گردید

۱۳۵۶ھ
۱۹۳۳ع

ارکان مجلس مخطوطات فارسی

۱ - نواب سر اکبر حیدر نواز جنگ بہادر (صدر نشین)

۲ - نواب معتمد یار جنگ

۳ - مولوی عبدالعق صاحب

۴ - مولوی قلام یزدانی صاحب

۵ - مولوی عبداللہ العہدای صاحب

۶ - سہن ہاشمی (معتمد اعزازی)

۷ - سر سید مسعود جنگ

۸ - نواب صدر یار جنگ شروانی

۹ - ڈاکٹر عبدالعق صاحب پروفیسر عربی

۱۰ - ڈاکٹر نظام الدین صاحب پروفیسر فارسی

۱۱ - ڈاکٹر قاری کلہم اللہ صاحب

مجلس مخطوطات فارسی

فہرست اجزائے کتاب

صفحہات	اجزائے کتاب	نشان
۲۴ - ۱	دیباچہ (بقلم سید ہاشمی)	۱
۷۲ - ۲۵	خلاصہ مثنوی (ایضاً)	۲
۹۳ - ۷۳	مقدمہٴ ناتمام مولوی رشید احمد	۳
	”کتاب خانہ حبیب گنج کے قلمی نسخہ کا ایک نسخہ“ (عکس)	۴
۱۵۱ - ۱	معنی مثنوی تغلق نامہ	۵

دیباچہ

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)

تغلق نامہ کی تاریخ نویسی | جیسا کہ امیر خسرو کے سوانح ، تذکروں اور فارسی تاریخوں سے ثابت ہے ، ان کی سب سے آخری تصنیف تغلق نامہ ہے جو انہوں نے صاحب مغلضب التواریخ کے بقول سلطان فیات الدین تغلق اول کی فرمایش سے تحریر کی تھی * - قرآن السعدین ، دول رانی خضر خاں ، خزائن الفتح اور نہ سپہر کی طرح یہ بھی اپنے عہد کی نہایت دلچسپ اور مفید تاریخ نویسی ہے جس میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے قتل ، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاہی اور پھر فیات الدین تغلق کی فتح اور تخت نشینی کے حالات درج ہیں ۔ یہ تمام واقعات شاعر کی زندگی اور بعض اوقات اس کی موجودگی میں ہوئے تھے ۔ اگر کشف الظنون اور ملا عبد القادر کا قول صحیح مانا جائے کہ یہ مثنوی سنہ ۷۲۵ھ میں نظم ہوئی تو احتمال ہوتا ہے کہ اس میں تغلق اول کے بادشاہی کے حالات بھی ہوں گے جو

کتاب کے آخری اوراق ضائع ہونے کی وجہ سے اب مفقود ہو گئے۔

لیکن کشف الظنون اور بعض تذکروں میں یہ بھی
تعداد اشعار

لکھا ہے کہ اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد تین
ہزار تھی۔ اور جو نسخہ اب ہمیں دستیاب ہوا، اس میں سے
حیاتی کاشی کے (۱۷۹) اشعار خارج کر دینے کے بعد بھی جو اشعار
محفوظ رہیں (مع ملاحظہ عنوانات) ان کی تعداد (۲۷۴۲) باقی
رہتی ہے۔ یہ تھیک اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ ابتدائی اشعار
جو تلف ہوئے ان کی تعداد کتنی تھی۔ تاہم یہ قیاس کرنا بے جا
نہ ہوگا کہ آخر کے جو اشعار اب نہیں ملتے وہ کم و بیش دو سو ہوں گے
اور اس کے معنی یہ ہیں کہ شاعر نے اپنے مہدوح کی تخت نشینی
کے بعد اس عہد کے دوسرے واقعات قلم بند نہیں کیے اور کہے
بھی تو بہت سرسری طور پر ان کا ذکر کیا ہوگا۔

اس میں شک نہیں کہ امیر خسرو بلکالہ کی
سنہ تصنیف

فوج کشی تک تعلق اول کے ہمراہ اور بادشاہ کے
ذہیم تھے لیکن ان کی تاریخ وفات ۱۸ شوال سنہ ۷۲۵ ھ ہے۔
اور زندگی کے آخری چند مہینے انہوں نے اپنے محبوب و معتمد
پیر کے ماتم میں گزارے۔ پس یہ قول کسی قدر مشکوک معلوم
ہوتا ہے کہ امیر خسرو نے یہ پوری مثنوی زندگی کے اسی آخری
سال میں نظم کی ہو *۔

* مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنے ناتمام مقدمے میں کشف
الظنون کا یہ قول لکھا ہے کہ ”یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی
(بقیہ حاشیہ صفحہ آٹھ پر)

بہر حال چونکہ یہ مثنوی امیر خسرو کے آخری زمانے اور پیرانہ سالی کی تصنیف ہے دوسرے ایک ایسے بادشاہ کے ایہا سے لکھی گئی جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ان کے محترم مرشد سے چنداں حسن عقیدت نہ رکھتا تھا، بظاہر اسی لئے اس مثنوی میں وہ جوش و ولولہ نہیں پایا جاتا جو حضرت طوطی ہندی کی سب سے پہلی تاریخی مثنوی قرآن السعدین کا امتیاز ہے۔

ادبی حیثیت | قلم کی استادانہ پختگی اور بہان کی حیرت انگیز قوت و قدرت ہر ورق سے نمایاں ہے۔ تاریخی جزئیات کی صحت کا پاس ہر داستان سے آشکارا ہے۔ اور یہ وہ خصوصیت ہے جس کی بدولت یہ فنخر آہرز دعویٰ کرنا بالکل بجا ہوگا کہ شاید دنیا کی کسی قوم نے ایسا شاعر نہیں پیدا کیا جس نے طویل اور اہم تاریخی واقعات کو شاعرانہ حسن گفتار کے ساتھ اتنی صحت سے نظم کا جامہ پہنانے میں کامیابی پائی ہو جیسی کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی، مگر کشف الظنون (مطبوعہ لائپزگ سنہ ۱۸۳۵ ع) کی جلد دوم صفحہ (۳۲۱) میں تغلق نامہ کے متعلق صرف یہ عبارت درج ہے:-

”تغلق نامہ خسرو الدہاوی المتوفی سنہ ۷۳۵ھ و هو نظم فارسی فی ثلاثة آلاف بہت“ (تغلق کی بجائے ”تغلق“ صریحاً کاتب کی غلطی ہے - ۱۲)۔

اس عبارت سے مولوی رشید احمد صاحب کا قیاس ثابت نہیں ہو سکتا۔ مگر ممکن ہے کسی دوسری جگہ کشف الظنون میں ضمناً کوئی ایسی عبارت آگئی ہو جس سے ان مردہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا - ۱۲ -

ہرانی دہلی کے اس درباری شاعر کے حصے میں آئی * —

مگر جیسا کہ ہم کہہ رہے تھے تغلق نامہ میں شاعرانہ رنگہنیاں کم ہیں۔ صنایع بدایع جن میں اسرار خسرو کو بڑی مہارت حاصل ہے، ان کی مثالوں اتذوقی طور پر کہوں کہوں نظر آجاتی ہیں۔ اور مجموعی طور پر یہ مثنوی ہندوستان کے اس بے مثل ادیب کے

بہترین ادبی یا شاعرانہ کارناموں میں شمار نہیں
تاریخی مرتبہ | ہو سکتی بلکہ یہ محض ایک بھس بہا بلند پایہ

تاریخی نظم ہے۔ دوسری تاریخی مثنویوں کے خلاف اس میں بہت تھورے زمانے کے حالات نظم کیے گئے ہیں۔ اور سب سے بڑے جو بات اس موقع پر ہم جتانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس مثنوی کا بڑا حصہ سلطان قطب الدین کے قتل، سلاطین خلجی کے خاندان کی تباہی، اور ایک ادنیٰ درجے کے نو مسلم، نو دولت کے فہم سلطنت اور پائے تخت دہلی کے مسلمانوں پر مصائب و شہادت کے درد انگیز حالات پر مشتمل ہے۔

مسلمانوں کے اعلیٰ طبقات میں آج سے سو برس
ناہابی کے اسباب | پہلے تک ہفت اقلیم کی بادشاہی کا جو غرور

و ناز، اور اسی نسبت سے ان کی عظمت و خود داری جس مرتبے کی تھی، اگر اس کا لحاظ رکھا جائے تو یہ قیاس محض لایعنی نہ ہوگا کہ تغلق نامہ کی سادہ بھائی سے بڑے کر اس کا تاریخی موضوع ایسا تھا کہ آج سے چند صدی پہلے کے تعلیم یافتہ مسلمانوں

* سر ہلری الیٹ نے بھی اپنی مشہور تاریخ ہند میں ایک انگریز مستشرق کی قریب قریب یہی رائے نقل کی ہے (جلد سوم ضمیمہ)۔

میں درجہ قبول حاصل نہ کر سکا۔ اسی پر پہلے تو سلطان محمد تغلق نے پانچ تخت دہلی کی آبادی دکن میں منتقل کی اور اس شہر کو بالکل دہران دے چراغ کر دیا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد تیسویں کے خوفناک حملے اور بعد کی طوائف الملوک کی ہتکاموں میں جہاں اور علم و فن کے خزانے غارت ہوئے، وہاں بظاہر یہ کتاب بھی قریب قریب منقرض ہو گئی۔ —

امیر خسرو کی بعض اور تصانیف زمانے کی اس دست برد سے محفوظ نہیں رہیں اور جیسا کہ بعض مصنفین کا اندازہ ہے ان کا آدھ سے زیادہ کلام بے نشان ہو گیا۔ اسی میں مثنوی تغلق نامہ کو بھی شامل سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ اکبر کے عہد میں جب دوبارہ ہندوستان میں امن و آسائش اور علم و فن کا چرچا ہوا تو اس وقت یہ مثنوی بہت ہی کم یاد ہو گئی تھی۔ —

اس بارے میں سب سے دلچسپ اور نوپختی شہادت

فہمی کا رقعہ

ملک الشعراء فوضی کے رقعے سے ہم پھنسی ہے جو

اس نے راجہ علی خان فاروقی والی خانہ دہس کو تصدیق کیا تھا۔ یہ رقعہ سر ہنری الیٹ کے کاغذات کے ساتھ معصوم برطانویوں سے محفوظ ہے اور اس تک میری رہنمائی لندن یونیورسٹی کے ایک طالب علم معصوم اشرف صاحب نے کی جو خود بھی غالباً امیر خسرو کی شاعری کے متعلق علمی تحقیقات کر رہے تھے۔ اس معاہدے پر میں ان کا دل سے مشکور ہوں۔ رقعے کی عبارت یہ ہے: —

”ہے سلطنت و ایتھ پناہ سیدالانراں راجہ علی خان فاروقی والی خانہ دہس
اسد کہ نواب معنی القاب مزکی اوصاف سوید و منصور پاشیہ۔ این

دیکھا چہ

ذرا بے نام و نشان خاک نشین را چہ یارا کہ دم از اشتیاق ...
 بموجب ضرورت استدعا می نماید کہ از کتاب تغلق نامہ کہ از انفس
 مقدسہ امیر خسرو ہست ، چند ورق از اول و چاندے از آخر رفته ،
 انفس فرمودہ دو جز از اول و ہمیں قدر از آخر بہ یکے از
 خدمت گزاران اور فرمایند کہ بہر خطے مسودہ نمودہ بصحت بندہ
 مصحوب حاملان عرضہ فرستند ۔ امید کہ مکارم عالیہ را عذر پذیر
 اہن جرأت و تصدیع خواہند داشت ۔ ادام اللہ افضالکم —

العمید اقل فیضی —

اس رسم سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی اکبر بادشاہ
 کے زمانے میں کم سے کم شہالی ہندوستان میں بہت نادر الوجود
 ہو گئی تھی ۔ دوسرے یہ کہ بظاہر شاہی کتب خانہ میں اس کا
 جو نسخہ موجود تھا اس کے ابتدائی اور آخری اوراق ضایع ہو گئے
 صاحب فرہنگ جہانگیری | تھے ۔ تغلق نامہ کا جو نسخہ مولف فرہنگ
 اور تغلق نامہ | جہانگیری جمال الدین انجو کے سامنے

تھا ممکن ہے وہ کوئی دوسرا اور مکمل نسخہ ہو لیکن اول تو اس
 نے اپنے نسخے کا جس سے کام لیا کوئی ذکر نہیں کیا دوسرے یہ بات
 بعد از قیاس ہے کہ فیضی کو اس نسخے کا علم نہ ہوا ہو کہیں کہ انجو
 اکبر بادشاہ ہی کے حکم سے اس کے آخری زمانے میں فرہنگ جہانگیری
 کی تالیف میں مصروف تھا ۔ خود اس موافق لغت کا تغلق نامہ سے
 کام لینا متعدد اظہار سے ثابت ہے جو اس نے سلیک میں نقل کئے
 ہیں اور انہوں ہم آگے اپنے ناظرین کے سامنے پیش کریں گے —

فرشتہ کا قول | اس موقع پر محمد قاسم فرشتہ کا قول بھی نقل کر دینا چاہئے۔ اس نے اپنی مشہور تاریخ (کم سے کم اس کے ابتدائی مقالے) سنہ ۱۰۱۵ھ یعنی عہد چہانگیری کے بالکل ابتدا میں قائف کی - اور وہ یہی بیان کرتا ہے کہ تغلق نامہ جسے امیر خسرو نے قیث الدین تغلق کے نام لکھا تھا ، کم یاب ہو گیا ہے ۔ اس مورخ نے تغلق نامہ کے چار شعر نقل کیے ہوں جن کا مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے مقدمہ میں حوالہ دیا ہے + ۔ لیکن یہ شعر سلطان معزالدین کی قباد کے حالات کی ضمن میں درج ہوں ۔ قطب الدین مبارک ، خسرو خاں یا خود قیث الدین تغلق کے حالات میں اس مثنوی کا کوئی شعر نقل نہیں کیا حالانکہ جا بجا دوسرے اشعار اور قطعات موجود ہوں —

مذکورہ بالا اسباب کو پڑھنے کے بعد حیاتی کاشی | حیاتی کا بیان کی عبارت جو اس نے کتاب کے عنوان میں لکھی ہے سمجھنی آسان ہو جاتی ہے :—

* جلد اول مطبوعہ نول کشور صفحہ ۱۳۲ —

† اشعار یہ ہیں :—

نہ در عشق و ہوس پھوست بردن نہایت پاکشہ را مست بودن
 خطا ہاشک کہ باشد پاسہاں مست بود شہ پاسبان خلق پھوست
 رسمہ در معہہ گزگل کند خواب شہاں چوں شد خراب از بادۂ ناب
 ثبات کار ہا در ہوشیاری است در آنہے کہ رسم ملک داری است

(فرشتہ - طبع نول کشور - جلد اول - صفحہ ۸۶)

تغلق نامہ میں ان اشعار کا نشان ۲۷۹ تا ۲۸۲ ہے —

” آواز سخن در شرح چگونگی یلظم آوردن این چند داستان و با تمام رسانیدن کتاب تغلق نامہ سخن پورائے گزار ہر تازگی و نوی گنجور خزانہ معنوی امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ نہ از نقوش دیباچہ اش اثرے بود و نہ از نگارش خاتمہ اش خبرے ، نہ حقیقت حمدش را در ہا باز و نہ گاشن مدحت را داستان سرائے بآواز “ —

نسخہ میں ” خانہ اش “ کی بجائے ” خامہ اش “ درج ہے مگر یہ صریحاً کتابت کی غلطی ہے کہونکہ یہ ظاہر ہے کہ حواشی نے صرف ” این چند داستان “ نظم کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور کتاب تغلق نامہ کو جس میں دیباچہ حمد مدح خاتمہ موجود نہ تھا اتمام کو پہنچایا ہے ۔ نہ یہ کہ پوری کتاب خود لکھنے کا ادعا کیا ہو ۔ اپنی منظوم تہہہک میں بھی حمد اور بادشاہ وقت جہانگیر کی صفت و ثناء کے بعد حیاتی لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۱۹ھ میں ایک رات بادشاہ نے امیر خسرو کے تغلق نامہ کا ذکر کیا :

ع ” کہ • در تاریخ سال شش صد و اند “

من جملہ اور منظوم تصانیف کے یہ کتاب بھی خسرو نے

* یہ جہانگیر یا خود حواشی کی غلطی ہے ۔ امیر خسرو کی عمر کا بڑا زمانہ ” شش صد و اند “ یعنی ساتویں صدی میں گزرا لیکن جہاں کہ ہم اوپر بھان کر چکے ہیں اور خود مثنوی کے واقعات سے جو سنہ ۷۲۰ھ میں ہوئے ، ظاہر ہے ، کہ تغلق نامہ آٹھویں صدی کی تصنیف ہے ۔

لکھی مگر اس کے آغاز و آخر کے اشعار ضایب ہو گئے ہیں —
 ازاں شعر، ولے ز آغاز و اقصاء سخن را نے نشان نے قصہ را نام
 اوو اسی کمی کو پورا کرنے کا حیاتی کو حکم دیا۔ حیاتی کے
 اشعار کی تعداد اور ان کا لب لباب ہم نے اپنے خلاصہ مثنوی میں
 لکھ دیا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کے فاقہام مقدمے میں یہی
 یہ بحث خاصی تفصیل سے موجود ہے —

حیاتی کے اشعار کی | تعداد اور ان کا صلہ
 (۱۷۵) ہے۔ ممکن ہے کہ اس نے اخیر
 کے بھی کچھ شعر جن کا وعدہ کیا ہے (دیکھو بیت ۱۶۸ تا
 ۱۷۷) تحریر کیے ہوں لیکن وہ اب مفقود ہیں۔ ان محفوظ
 قہیدی اشعار کی قاری بھی اہمیت اور معنوی خوبی تقریباً صفر
 ہے مگر اس میں شک نہیں کہ اہلی اعتبار سے یہ شعر نہایت
 صاف و شگفتہ ہیں۔ کم سے کم اس کے مدوح جہانگیر کو تو
 وہ اتنے پسند آئے کہ اس نے حیاتی کو زر سوغ و سفید سے
 تبرا کر اس کے ہم وزن روپہہ انعام دیا۔ تذکروں میں حمیدائے
 کیلانی کا یہ قطعہ تاریخ اس واقعے کی یادگار میں نقل
 کیا ہے:—

چوں چھانی را ہزر سنجید شاعرشاه عصر
 بادشاہ عدل گستر شاہ گوریں اقتداو
 شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
 آنعام ہفت کشور سایۂ پروردگار
 پھر تاریخیں ہرے کئے مہوان چرخ

شاعر سنجھوہ شاهی رقم زد روزگار

احوال حیاتی کاشی | اس موقع پر حیاتی کاشی کے حالات میں مختصر طور پر یہ بتانا دلچسپی سے خالی

نہ ہوگا کہ یہ شاعر اپنے وطن ایران سے پہلے احمد نگر آیا اور بظاہر اپنے آخری زمانے میں جہانگیری دربار میں پہنچا تھا۔ یہ جہانگیری کی مشہور تاریخوں میں اس کا حال نہیں ملتا۔ توک جہانگیری بھی اسے سولے چاندی میں تولنے کا ذکر نہیں کرتی۔ قریب العصر تاریخی تذکرہ یعنی 'طبقات شاہ جہانی' ذیل کی جلد سطوروں پر اکتفا کرتا ہے:—

جہانی کاشی۔ "از درد مذداں بود و در اقسام شعر مستثنی۔ صاحب دیوان بود و باسخندان اکابر سرے داشک اکرچہ از مادہ علمی ماری بود اما فہمے درست دانستہ۔ وفاتش در زمان جہانگیر ہاشاہ واقع شد"

'والہ دانستانی' کے ضخیم تذکرے میں صرف ایک سطر حیاتی کاشی کے حصے میں آئی۔ بعد کے ہندوستانی تذکروں میں سب سے واضح کھنٹھ ہم کو 'خزانہ عامراہ' میں دست یاب ہوئی جس نے بعض پہلے تذکروں کی غلطی بھی صحت کر دی ہے:—

حیاتی کاشی

"جہاتی کاشی شاعر شیریں ابہات است و میر آب

چشمہ آب حیات۔ آواز حال تخلص 'سقائی' می کرد۔

وجہ تخلص میں اسے کہ بمصاحبت بعضے ملاحظہ

پرکار ہمتش کرد اہل نقطہ گردید و در علم منطقہ

ترقی ہسہار کردہ مرکز دائرہ نقطوبار گشت و نقہ ہوش

در عشق صراف پسرے باخته همراه او از 'گلشان' ،
 'بقرزیس' رفت و مدتی در آنجا با امنا یعنی اهل
 نقطه احتلاط داشت جمعے ازین طائفه را با چند کتاب
 در حضور 'شاه طهماسب صفوی' بردند و بحکم شاهی
 همه این ها معبوس و معذب گردیدند - بعد در سال
 جانے از شکنجهٔ همس نجات یافته جانب شہراز رفت و
 یک دو سال در آنجا گزرانده در سنہ ۹۸۶ ستہ و قمانہن
 وتسع مائتہ بوطن مانوس گلشان شہادت و نقطہ را از لوح
 خاطر شستہ سرہر خط دین نبوی گذاشت و بعد زماں
 بسہر از گلشان متوجہ دیار دکن گردیدہ در احمد نگر
 بسوسی ہون - یکے از مقربان چہانگیر بادشاہ تعریف او
 بہ سمع بادشاہ رسانید - حکم طلب او صادر شد -
 جہانی امتثال امر نمودہ خود را بدرگاہ رسانید و مشمول
 عواطف خسروانہ گردید - در سنہ تسعۃ و ہشرو الف
 مثنوی امیر خسرو مسمی بہ تغلق نامہ پسند خاطر
 بادشاہ افتاد - یک مبحث آن کتاب مفرد ہون - شعراء
 ملازم رگاب بہ نظم آن مبحث ماسر شدند - ہر کدام
 سرمایہ نگر خود تحفۂ محل بادشاہی ساخت - ازین جملہ
 نظم جہانی نہایت مقبول افتاد - حکم شد تا بجلدوئے
 آن حیاتی را بوز سرخ و سفید سلجقیدند - شش خریطہ
 در پادہ افتاد - ہر یک خریطہ مشتمل بر ہزار اشرفی
 و روپہہ - و سعیدائے کیلانی در تاریخ این واقعہ گوید :-

”چوں حیاتی را - الخ“

خان آرزو را در حیاتی گھلانی و حیاتی کاشی غلط واقع شدہ - از مطالعہ مجموعہ الفناؤس تالیف اور واضح میں ہوئے - از انفا میں حیاتی اسماء : اشعار (خزانہ ہامرا) -

حیاتی کی نظم | آزاد کے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہے کہ حیاتی کا صحیح زمانہ | نے تعلق نامہ کا صرف ایک ”مبدا“ (یا فصل)

جو کم ہوگیا تھا تحریر کیا . دوسرے ‘ قطعاً تاریخ سے حیاتی کی نظم کا صحیح سال وہی معلوم ہوگیا اور اس میں مطلق شبہ نہیں رہا کہ وہ تعلق نامہ جس سے فرشتہ نے سنہ ۱۰۱۵ھ میں چار شعر نقل کیے حیاتی کا لکھا ہوا کلام نہیں ہو سکتا کہوں کہ ‘ حیاتی ‘ نے تعلق نامہ میں جو کچھ لکھا وہ فرشتہ سے چار سال بعد سنہ ۱۰۱۹ھ کی تحریر ہے -

۲ - علیٰ ہذا فرہنگ جہانگیری کی تالیف اکبر کے عہد سنہ ۱۰۰۵ھ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۰۱۷ھ میں تکمیل کو پہنچی چنانچہ ع :-

”وہ فرہنگ نور الدین جہانگیر“

سال تکمیل کی تاریخ ہے - اگر تعلق نامہ کا یہ نسخہ جو ہمارے سامنے ہے حیاتی کاشی کی سنہ ۱۰۱۹ھ کی تصنیف ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس کے چند سال پہلے کی تالیف فرہنگ جہانگیری میں اس کے اشعار نقل نہیں کیے جا سکتے تھے دوسرے فرشتہ اور عبدالکولہ انجوشونوں تعلق نامہ کے اشعار کو صراحتاً امیر خسرو کے نام سے نقل کرتے ہیں اور یہ نام ہی ہے کہ انہوں نے اپنے ہم عصر

حیاتی کے کلام کو امیر خسرو سے منسوب کر دیا ہو —

تغلیق نامہ کے اشعار | فرشتہ کے اشعار ہم اردو نقل کر چکے ہیں۔
فرہنگ جہانگیری میں ذیل میں وہ اشعار نقل کرتے ہیں جو

ایک سرسوی تلاش سے فرہنگ جہانگیری میں صراحتاً امیر خسرو کے نام سے ہمیں دستیاب ہوئے اور جو ہمارے نسخہٴ تغلیق نامہ میں موجود ہیں:—

اشعار تغلیق نامہ جو فرہنگ جہانگیری (سطبوعہ سہ ماہی ۱۸۷۶ع مطبع
ٹور ہند لکھنؤ) میں سندا نقل کئے گئے ہیں:

صفحہ	تصحت نشان بیت	تغلیق نامہ	شعر
۳۳۶	خراب	۲۸۱	شہاں چوں شد خراب از بادۂ فاب وہ در معدۂ گوگل کلد خراب
۴۰۵	مردم	۲۸۶	نشاید ہیچ مردم خفتہ در کار کہ در پایاں پشہوانی دھ باد
۳۲۸	چرخ	۶۱۱	کسے کھن چشم زخم از چرخ روزیست رسد گرچہں جہاں در چرخ روزیست
"	"	۶۱۲	چو زخم از تہر بے تدبیر چرخ است نہ کم تر نیز چرخ از تہر چرخ است
۳۲۰	بزانہ	۱۱۷۶	ولایت دارم و گنج و خزانہ سواہ نیز چوں باد بزانہ
۳۰۴	گر	۱۲۱۱	ملک کو لشکر آفت سکا لہن چو سورہ لر پریشان دید حالہن
۳۰۴	لر	۱۲۱۲	ترہں رو بود چوں افغانی جنکی ولے ہم چوں کلاہ لر بہ قنکی

دیہاچہ

۱۷۳ شارک ۱۶۱۴ اگر شاہین زبوں کردہ ز شارک

کله گل مرغ را زہد بتارک

۹۱ باخہ ۱۸۷۱ بسا پر دل نھنگ از تھغ کھدہ

کہ بر ہز ہدہ چون باخہ ہسیتہ

(ف) شمس اللغات چھاپہ بمبئی صفحہ (۱۱۳) میں بھی

یہ شعر امیر خسرو کے نام سے درج ہے —

۱۲۳ دار ۲۱۳۸ خودش در دہلی و جاں در ہوا دو

تلس در شہر و جاں در دار مندو

۴۰۴ لر ۲۱۵۳ لرے کردند ناہوار در پیش

کہ باد از سر برآید در تگ خویش

۱۲۷ تار - قال ۲۱۹۶ ز سیری بسکہ ہند در سیرو خورشید

ہمہ قال برنجش قال زر شد

۱۲۰ پایکاہ ۲۸۳۹ رسمہ کرگان رہا بندہ از سپاہی

فوس دزدان برزہ از پایکاہ

ذیل کے در شعروں کے متعلق جو تعلق نامہ کے ہمیں نشان

۶۴۸) و (۶۴۹) ہیں، فرہنگ جہانگیری جلد اول صفحہ (۴۵۱) میں

یہ عبارت آئی ہے: —

” حکیم امیر خسرو این معنی را در کور کردن پسران سلطان

السلطین، رتباب الامم، ملوک الہدی والعجم علاہ الذین والذنیہا کفہ: —

کسے کو بوجھد این دیدہ سر ہسان خستہ شغلا لو ہون تر

ہو چشم او چو دو عذاب خستہ ہہیشہ خستہ ودر خون نشستہ

تغلق نامہ کی دوبارہ نیاابی کی اس قدر آسانی اور کاروں کے باوجود تغلق نامہ

کا یہ نسخہ بھی جس کی حواشی نے تہہ پید لکھی تھی ملک میں رواج نہ پاسکا اور بعد کی تاریخوں اور تذکروں میں اس کا بہت ہی مجمل ذکر یا صرف نام باقی رہ گیا ہے۔ اسی سلسلے میں مجھے مددگاہ برطانیہ میں نواب ضیاء الدین خاں نیر دہلوی کی ایک تحریر ملی جو انہوں نے امیر خسرو کے حالات اور تصانیف کے معنی بطور یادداشت قلمبند فرمائی تھی۔ یہ غالباً سنہ ۱۸۳۸ء کی تحریر ہے اور سر ہنری الیٹ کے ذخیرے کے ساتھ مددگاہ مذکور میں داخل ہو گئی ہے۔

نواب ضیاء الدین خاں | نواب صاحب موصوف نے سن جولاء اور تاریخیں
کا بیان | مخطوطات کے امیر خسرو کی تاریخیں مثنوی

خواجگان الفتح کا ایک نسخہ سر ہنری الیٹ کو دیا تھا۔ اور اسی فاضل انگریز کی فرمائش سے خود اپنی قلم سے امیر خسرو کے حالات بھی لکھے اور کتاب کے ساتھ بھیجے تھے۔ اس میں نواب صاحب موصوف لکھتے ہیں :-

”مثنوی نہ میں تغلق نامہ است کہ در حال تغلق شاہ
تصنیف نموده کہ بس عدیم الوجود است و آخرین
تصنیفات است“

پھر حاشیہ پر یہ سطر تحریر کی ہے :-

”ہم کی کتب مذکورہ مصنف امیر خسرو ہجرت تغلق نامہ
کہ جز اسے مسمی ندارد نزد این احقر العباد موجود“

اس طرح اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی کوشحہ ہر صدی میں بھی نایاب رہی اور سنہ ۱۹۱۴ء میں جب نواب استعاق خاں مرحوم نے کلمات خسرو کی تلاش اور طبع کا وسیع پیمانے پر اہتمام کیا تو اس وقت بھی ہندوستان یا بیرونی ممالک کے کسی مشہور کتب خانے میں اس کتاب کا پتہ نہیں چلا اور یہ بعض ناشران تغلق تھا کہ یہ مشہور مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج کے ذاتی کتب خانے سے اور جہانگیر نامہ کے نام سے پڑ آسکتی ہوگی۔ مولانا شروانی صاحب کو ایک مدت تک یہ شبہ رہا کہ یہ کتاب حقیقت میں امیر خسرو کا تغلق نامہ ہے یا حیاتی کلمہ کی بعد کی نظم۔ لیکن ذنیائے ادب کو مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم کا احسان مند ہونا چاہیے جنہوں نے بہت جلد معلوم کر لیا کہ حیاتی کلمہ کی تمہید کے ساتھ اصلی تغلق نامہ یہی ہے۔ اس عظیم الشان ”دریافت“ کا فخر انہی مرحوم کو حاصل ہے۔ پھر انہوں نے شروانی صاحب کے نسخے کی لپے قلم سے نقل کی اور اس پر ایک مقدمہ بھی تحریر کیا جو پورا نہ ہونے پایا تو ان کا ان انتقال ہو گیا۔

نواب استعاق خاں کے انتقال سے کلمات خسرو کی طبع و اشاعت کا کام بھی معرض التوا میں پڑ گیا اور تغلق نامہ کو شاید اس واسطے اور بھی نظر انداز کر دیا گیا کہ اس کی اصلیت ہی مشکوک و مشتبہ تھی۔

تین سال ہوتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا

نسخہ ان کے داماد کی وساطت سے مہری نظر سے گزرا۔ اور معض کتاب کی چلند داستانیں پڑھ کر ہی مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اسہر خسرو کی کم شدہ مثلوی ہے۔ یورپ کے سفر میں بھی یہ نسخہ مہرے ساتھ تھا۔ اور میں نے کوشش کی کہ وہاں کے کسی کتب خانے میں اس کا دوسرا نسخہ ناقص یا کامل مل سکے تو بہم پہنچایا جائے۔ لیکن اس تلاش میں کامیابی نہ ہوئی اور آخر میں یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ مجلس مخطوطات فارسہ کی طرف سے مولوی رشید احمد صاحب کا نسخہ خرید لیا جائے اور مولانا شروانی کے اصل نسخے سے اس کا مقابلہ کر کے یہ کتاب مجلس چھاپ دی جائے۔

مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نا تمام مقدمہ بھی کتاب کے ساتھ چھاپا جا رہا ہے۔ اور مثلوی کے تاریخی واقعات کا ایک خلاصہ میں نے لکھ کر مقدمے کے بعد شامل کتاب کر دیا ہے۔

تغلق نامہ کی تاریخی اہمیت | کتاب کی تاریخی اہمیت

مثلوی بلکہ معض اس کے اردو خلاصے

کے مطالعہ سے واضح ہو گی لیکن میں یہاں خاص طور پر اس کی ایک خصوصیت بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس مثلوی میں سلطان قطب الدین کے قتل، خاندان علائی کی تباہی، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاہی، تغلق کی سرتابی، بعض اسرا سے خط کتابت، دہلی پر چڑھائی اور دو بڑی لڑائیوں کے بعد فتح یابی، خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری، اور قتل کے متعلق ایسے صحیح اور تفصیلی حالات ملتے ہیں جو کسی

دوسری تاریخ میں موجود نہیں ہیں۔ افریقی سیاح ابن بطوطہ کا بیان ہے ربط اور بہت مجہول ہے اور ہمیں اس سے زیادہ توقع رکھنے کا حق بھی نہیں ہے۔

برنی کی تاریخ | لیکن ضیاءالدین برنی جس کی تاریخ محفوظ ہے اور فلطیان اور جو ان تمام واقعات کے وقت خون دہلی یا اس

کی نواح میں موجود ہوگا، افسوس ہے کہ اس نے بھی ان واقعات کو اچھی طرح اور پوری صحت و وضاحت کے ساتھ قلم بند نہیں کیا۔ اور اس کی تاریخ میں ان واقعات کا کوئی صحیح مہینہ یا سنہ تک درج نہیں ہے۔ 'خسرو' کی بادشاہی کا زمانہ اس نے ایک جگہ "چار ماہ" اور دوسری جگہ "سہ چار ماہ" لکھ دیا ہے •

معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اسی بے احتیاطی سے بعد کے اکثر تاریخ نگاروں کو طرح طرح کے مغالطے ہوئے۔ اور قطب الدین کے قتل سے محمد تغلق کی قبضہ نشینی تک جملہ واقعات کی تاریخوں منہدم ہو گئیں پس تغلق نامہ کے مل جانے سے ہماری تاریخ کا اہم واقعات کی | یہی فائدہ کچھ کم نہیں کہ اس مثنوی کی صحیح تاریخیں بدولت سب تاریخوں کی تھہریج ہو جاتی ہے کیونکہ اور خسرو نے نہایت صراحت سے لکھا ہے کہ قطب الدین کا قتل جہادی الثانی سنہ ۷۲۰ھ کی عین چاند رات کو واقع ہوا + :-

• برنی مطبوعہ ایشیا تک سوسائٹی، صنفہ ۱۴۱۱، ۴۱۲ + سیرالولیا (مطبوعہ چرنہوی لال صنفہ ۱۵۱) اور حضرت (بقیہ شاہہ بر صنفہ آئندہ)

چو تاریخ عرب شد ہندو بہت نہات قطب شد کم جانب زیست
 جماد دوموں را شد پدیدار ہلال تیرہ و تاریک دیدار
 شد آن سے پورہمہ گہاں مبارک مگر ہر طالع سلطان مبارک
 اور تھیک دو پہلے بعد غازی ملک تغلق فاضل خسرو خان
 کو شکست دے کر پہلی شعبان سنہ ۷۲۰ھ کو تخت دہلی پر
 متمکن ہو گیا :-

”چو صبح قرۃ شعبان فرخ نمود از تخت کا آسماں رخ“
 یہ ہفتے کا دن تھا اور خسرو خان سے آخری لڑائی اس سے
 ایک دن پہلے یعنی جمعہ کو ہوئی تھی :-

ہمہ شب بود خسرو اشکر آراے سران و سر کشاوش نیز برہائے
 چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت زمانہ فلغل خونریز برداشت
 دن کا ذکر ہرئی اور بعد کے مورخوں نے بھی کیا ہے کہ لڑائی
 جمعہ کو ہوئی اور دوسرے دن تغلق تخت نشین ہوا مگر ان میں
 سے کوئی صحیح تاریخ نہیں لکھتا —

اس عہد کے رسل و رسائل کے | اس اہم تاریخی اطلاع کے بہم پہنچ جانے
 کے بعد ہمیں یہ اندازہ کرنے کا بھی موقع ملتا ہے کہ اس زمانے میں رسل و رسائل کا کس قدر عمدہ انتظام تھا
 کہ صرف دو مہینے کے اندر تغلق بعض اور ہم خیال امہروں کی فوج

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

سلطان المشایخ کے بعض دوسرے تذکروں میں بھی یہ بات صفاً
 تحریر ہے کہ سلطان قطب الدین چاند رات کو مارا گیا لیکن ان
 تذکروں میں صحیح مہولہ درج نہیں ہے —

دیپال پور

ساتھ لے کر دیپال پور سے لوتا بھرتا پائے تخت دہلی تک پہنچ گیا حتیٰ کہ شروع میں راقم الحروف کو اس دو مہینے کی مدت تسلیم کرنے میں اسی لیئے نامل تھا کہ اٹنے قلیل زمانے میں غازی ملک تغلق کو دور دور کے صوبہ داروں سے خط کتابت کرنے کی مہلت کیونکر ملی۔ امیر خسرو نے ان صوبہ داروں کے نام اور مقام اور ان کی مکاتبت کا حال خاصی تفصیل سے تحریر فرمایا ہے (۱۰۷۳ تا ۱۳۱۵)۔ پائے تخت دہلی سے خود تغلق کا مستقر دیپال پوراً سو سو میل سے زیادہ فاصلے پر تھا۔ اگرچہ اس صوبہ کی حدود سرستی ندی یعنی موجودہ شہر حصار کے قریب تک پھیلائی ہوئی تھیں جس کا فاصلہ دہلی سے سو میل سے بھی کم ہے۔ جن صوبہ داروں کو تغلق نے خط لکھا کر خسرو خاں کی مخالفت پر ابھارا ان میں سب سے زیادہ دور سہوان (موجودہ ضلع لڑکانا) صوبہ سندھ اور جالور (ریاست جود پور) کے والی تھے۔ نقشے میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ دیپال پور سے سہوان کا فاصلہ تقریباً (۴۲۵) میل اور جالور کا (۴۰۰) میل کے قریب ہے۔ تاک چوکھی کے عہدہ انتظام کی دہلوی اٹنے دور کے مقامات تک سرکاری تاک کا ہتھہ عشرہ میں پہنچ جانا خلات قیاس نہیں اور ابن بطوطہ کے سفر نامے نیز ہرنی وغیرہ مورخوں کی تصدیقوں میں ایسی نظیریں بھی ملی ہیں کہ سرکاری ہرکاروں نے اس سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام تک اطلاعات پہنچا دیں۔ جیسا کہ مذکورہ یا اس کے خلاصے سے معلوم ہوا تغلق نے جن صوبہ داروں کو خط لکھے تھے ان میں سے صرف ایک شخص 'بہرام ابیہ' فرج کے

ساتھ تعلق سے آملہ اور دھلی پر لشکر کھی میں نمایاں خدمات انجام دیں اسی بہرام کو بعد میں کشلے خان کا خطاب اور پورے سندھ و ملتان کی صوبہ داری عطا ہوئی تھی —

کتاب کے ادبی محاسن یا صنایع بدایع پر میں نے کچھ نہیں لکھا۔ تعلق نامہ میں ایسے صنایع بہت کم ہیں اور مصنف عیالہ الرحمتہ کے ان کمالات پر زیادہ واقف اہل ذوق کلیات خسرو کے بعض دیباچوں میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ البتہ مختصر طور پر یہ لکھنا باقی ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نسخہ مجلس مخطوطات کے لیے خریدنے کے بعد اس کی اصل کتب خانہ حبیب گنج سے ملنائی گئی اور مخدومی مولانا شرذانی رئیس حبیب گنج کی عنایت سے تعلق نامہ کا یہ دنیا میں واحد نسخہ کئی ہفتے میسرے پاس رہا۔ اس عنایت پر میں مجلس کی طرف سے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہوں —

حبیب گنج کے اس نسخہ میں بھی کاتب نسخہ حبیب گنج کا نام یا کتابت کا سن درج نہیں ہے۔ جیسا کہ

اوپر بیان ہوا آخری اوراق مفقود ہیں، آخری صفحہ پر ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے ضرور کم سے کم ایک یا زیادہ اوراق موجود تھے۔ اسی خاتمہ کتاب سے چند ورق پہلے حاشیہ پر ایک عنوان کا شعر تحریر ہے۔ یہ اسی بصر و قافیہ میں ہے جس میں تعلق نامہ کی داسعانون کے دوسرے عنوانات لکھے گئے ہیں —

حدیث چتر و کشوردان شہزادگان وانکہ بشغل آراستن کارملوک و بلندہ و چاکر

دیباچہ

اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم ایک داستان اس پر خسرو کی لکھی ہوئی اور موجود تھی جس میں تغلق کی تخت نشینی کے بعد، ملوک و امرا کے جدید مراتب و مناصب کا حال تحریر تھا —

نسخے کے اوراق بھی بعض جگہ غہر مرتب ہو گئے ہیں مگر ان کا سلسلہ تھوڑے سے تجسس کے بعد مل جاتا ہے۔ کتابت کی بے شمار غلطیاں پائی جاتی ہیں، جن میں بہت سی مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنی نقل میں درست کردی تھیں اور ہم نے اس اصلاح سے کافی استفادہ کیا۔ کتاب کو بار بار محنت اور غور کے ساتھ پڑھنے سے بہت سی دوسری غلطیاں بھی صاف ہو گئیں۔ مگر سوائے بالکل صریحی اور یقینی افلاط کے ہم نے متن میں ہر جگہ نسخۂ حبیب گنج کی کتابت کی پچیسہ نقل کردی ہے اور مولوی رشید احمد صاحب یا اپنی تھامی تصحیح کو حاشیہ میں لکھا ہے۔ کتاب کی آخری خواندگی اور تصحیح میں مولانا احتشام الدین صاحب حقی دہلوی سے نہایت مفید مشورے ملے جس کے لئے میں ان کا منت گزار ہوں۔ ہر بار کی خواندگی اور تصحیح میں شہداء محمد صاحب حیدرآبادی جو مجلس مخطوطات کے دفتر میں کام کرتے ہیں، برابر معین رہے اور بعض عمدہ مشوروں سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔

نسخۂ حبیب گنج کے ایک صفحہ کا عکس لے کر شامل کتاب کر دیا گیا ہے جس سے اس کی تقطیع اور خط کا اندازہ ہوگا۔ یہاں اتنا اور لکھ دینا چاہئے کہ اس نسخہ کے سرورق پر یہ

الفاظ تصحیر ہیں :

” جہانگیر نامہ عطائے جہاتی کاشی -

الذہ اکبر -

دہلی - خانقاہ قطب صاحب -

مرزا سکندر بخت“

پہلے جملے سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید یہ نسخہ خود جہاتی کاشی نے لکھوا کر اپنے کسی دوست کو ”عطا“ کیا تھا۔ مگر انسوس ہے کہ اس کے بعد کی سرگزشت نامعلوم ہے اور خود مرزا سکندر بخت کے متعلق بجز اس صریحی قیاس کے کہ تیموری خاندان کے شہزادے ہوں گے * اور کچھ حالات معلوم نہیں ہوئے۔ نسخہ معجلہ ہے۔ اگرچہ جلد کچھ بہت پرانی نہیں ہے۔ البتہ کاغذ یقیناً کم و بیش دو سو سال کا پرانا معلوم ہوتا ہے۔ جگہ جگہ سے کرم خوردہ اور کھوں کھوں پانی کی سیل کا نشان بھی موجود ہے۔ کل صفحات (۱۹۷) ہیں۔ نثر کا پہلا عنوان اور بعد کے

* مکرسی مولوی غلام یزدانی صاحب جنہوں نے ازراہ کرم اس مقدمے کو ناقدانہ ملاحظہ کیا اور اپنی رائے سے مجھے مستعد فرمایا، لکھتے ہیں کہ :

” ایک میوزا سکندر بخت دہلی میں قدر کے بعد

بھی موجود تھی اور تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا انتقال

ہوا ہے۔“

خود جناب شروانی صاحب کو یہ کتاب لکھنو کے کسی کتب

فروش سے ملی تھی۔

دیباچہ

منظوم عنوانات نہز کہوں کہیں بعض نام سوخی سے لکھ
ہوے ہیں —

آخر میں دولت آصفیہ نام اقبالہا کا شکر یہ ادا کرنا فرض ہے
جس کی امداد سے مجلس مخطوطات فارسیہ اس قابل ہوئی کہ
اس فادر و نایاب تاریخی مثنوی کو دنیاے علم کے سامنے چھاپ
کر پیش کرتی ہے۔ فقط —

خاکسار
سید ہاشمی

جہادی الاول سنہ ۱۳۵۱ ھ
حیدر آباد دکن



خلاصہ مثنوی

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)
حیاتی کو تمہید

حمد کے (۳۶) شعر ہوں اور اس کے بعد یہ کہہ کر کہ 'حیاتی'
حمد کا پورا حق کون ادا کر سکتا ہے بخیر کسی نعمت و منقبت
وفیرہ کے مدح بادشاہ (جہانگیر ابن اکبر) کی طرف گریو
کہا ہے —

(۳۸) شعر بادشاہ کی مدح میں لکھے کر مثنوی ہذا کے
متعلق لکھتا ہے کہ یہ سنہ ۱۰۱۹ھ کا ذکر ہے کہ وقت مساعد
اور زمانہ سازگار تھا جب کہ ایک نہایت مبارک واقعہ کو میں بادشاہ
کی خدمت میں حاضر آیا۔ بادشاہ نے زبان مبارک سے ارشاد
فرمایا کہ ”چہ سو کچھہ“ سنہ میں شاعر مشہور امیر خسرو نے
بہت سی دوسری تصانیف کے بعد تعلق نامہ کی ترتیب کی اور
حمد و مدح نہز بادشاہوں کے اوصاف اور اہل فطرت کی فتوح
پرکازی اور بعض مآحتوں کی غناری و سوکھی کے متعلق بہت
کچھہ تحریر کیا۔ اس کتاب کا ایک ”دفتہ“ محفوظ ہے لیکن
ابتدائی اور آخری اوراق اور سلسلہ نظم حتمی کہ خرد کتاب کا نام

غائب ہو گئے ہیں۔ اور جا بجا سے عنوان بھی پھٹ گئے ہیں۔ ایسی عہدہ کتاب کو حوادث روزگار نے ابتر و پریشان کر دیا ہے۔ میرے خیال میں اسی وقت یہ بات آئی کہ کسی ایسے شاعر سے جو اس کا اہل ہو فرمائیں کی جائے کہ اس نظم میں سے جو چیزیں ضائع ہو گئی ہیں وہ ان کو پورا کر دے۔

یہ نرمانے کے بعد (حیاتی بیان کرتا ہے کہ) اس وقت جب کہ زمانہ فتنے سے خالی تھا، میرے نصیبیے کا قتل کھلا۔ اور بادشاہ کی نظر مجھ پر پڑی اور اشارہ ہوا کہ اے شخص اس پرالے مجھ سے کو تو نیا کر تاکہ خسرو کی روح ہم سے خروں ہو۔ تو اس کام کی بخوبی اہلیت رکھتا ہے۔ جب تک یہ اتہام کو نہ پہنچے ہاتھ سے قلم نہ رکھیو (نمبر ۸۰ تا ۱۰۰)۔ حیاتی کہتا ہے کہ میں نے حکم بادشاہی کو بسر و چشم قبول کیا اور اس نظم کے لکھنے میں دل و جان سے مصروف ہو گیا۔ پھر چند اشعار میں بادشاہ کے اس خیال کی تعریف لکھ کر اسے دعائیں دی ہیں (تا نمبر ۱۲۵) اور یہ ہو شعر نقل کھے ہیں:—

۱ - چو بھند آسماں از دیدہٴ مہر شود خارا ز از زہبائی چہر
۲ - نگر ہدھد کہ مرفے کم ہنر شد سلیمہاں چوں گزیدہں تاجور شد
پھر نیکوں کی تعریف اور ان کی صحبت کے فوائد اور تمثیل میں ایک حکایت لکھی ہے (نمبر ۱۲۷ تا ۱۵۱) اور اس کے بعد صراحت کی ہے کہ میں نے یہ اشعار نصیحت آمیز اس وجہ سے لکھے کہ قتل نامہ خسرو میں ایک داستان پند و موعظت

کی تھی جو ضایع ہو گئی اور اب اس کے صرف یہی دو شعر (جو
 اوپر نقل کیے گئے) باقی رہ گئے ہیں۔ چونکہ بادشاہ کا حکم تھا
 کہ یہ کہی پوری کی جائے لہذا میں نے چند-تکڑے اسی-مثنوی
 کی طرز پر نظم کیے۔ اور ان دو شعروں پر اتنے نفیس اشعار کا اضافہ
 کر دیا (تا نمبر ۱۶۷) —

مذکورہ بالا بیان کے بعد متن میں تو صرفتاً اصل مثنوی یعنی
 تغلق نامہ امیر خسرو کی نظم شروع ہو جاتی ہے لیکن حاشیہ پر بارہ
 شعر ' بظاہر بعد میں ' بڑھا دئے گئے ہیں۔ ان میں حیاتی لکھتا
 ہے کہ اگر اب بھی میرے (یعنی حیاتی کے) صدہ کلام کی تشنگی
 باقی ہے تو ناظرین کتاب کے خاتمے کو دیکھیں جہاں میں نے بڑے
 تکلف سے بزم مسرت کا نقشہ کھینچا ہے * (نمبر ۱۶۸ تا نمبر ۱۸۰) —
 یہو امیر خسرو کے وہی دونوں شعر ' (جن پر یہ تمہید
 کے ایک سو چہتر شعر لکھے تھے) نقل کر دیے ہیں جو اس بات
 کا مکرر اشارہ ہے کہ یہاں سے اصل مثنوی تغلق نامہ خسرو
 شروع ہوتی ہے —

اصل مثنوی تغلق نامہ

(۱)

ہر چاند تغلق نامہ کے ابتدائی اوراق ضایع ہو گئے اور بظاہر
 حہد و نعمت کی داستان یا پہلے باب میں صرف وہ دو شعر باقی

* لیکن جیسا کہ مقدمہ کتاب میں ہم بیان کر چکے ہیں ہوا
 نسخہ ناقص الآخر ہے اور اصل مثنوی کے آخری اوراق کے ساتھ
 بظاہر حیاتی کے یہ موصولہ بالا اشعار بھی ناہون ہو گئے ہیں۔

خلاصہ مہذوب

وہ کتبہ چین کا ہیبتی نے اور ذکر کہا تاہم مثلوی کا اصل مضمون
 ہے۔ شروع ہوتا ہے اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ ایک کتبہ ملی
 حکایت سے کتاب کا آغاز کرتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے جوہریوں
 کی ہرکھہ آزمائے کے لیے انکو تھی پر سبز بلور کا ٹکڑا جزوا لیا اور
 فن کے ایک ماہر کو دے کر کہا کہ اس زمرد کی قیمت کیا ہوگی۔
 وہ شخص جس طرح اپنے فن میں کمال تھا اسی طرح نہایت مائل
 و ادب شناس بھی تھا۔ کہنے لگا کہ ایسا جواہر دنیا بھر میں
 نہیں مل سکتا۔ اس پر بادشاہ نے بگڑ کر ارادہ کیا کہ اس جوہری
 کو اندھا کرادے لیکن اس نے دو کر جان کی اسان مانگی اور مرض
 کہا کہ اے بادشاہ میں نے پہلی ہی نظر میں اس نکیفے کی حقیقت
 پہچان لی تھی لیکن جب یہ بادشاہ کے ہاتھ میں آیا تو از
 خود بیش قیمت جواہر بن گیا۔ میں نے اسے زمرد اس لیے نہیں
 کہا کہ سوائے رنگ کے اس میں کچھ نہ تھا اور ادب شاہی کی
 وجہ سے اس کا اعزاز یہ کیا کہ اسے ایک نادر روزگار چیز بتایا۔

یہ حکایت لکھ کر، امیر خسرو اپنے مدروح بادشاہ (فیہات الدین
 تغلق اول) سے خطاب کرتے ہیں کہ ہر چند میری کتاب کوئی
 قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن جب تجھے جھسا بادشاہ اس پر
 کرم کی نظر کرے گا تو اس کی قیمت خود بخود بڑھ جائے گی۔
 پھر اپنی اور اپنے کام کی بے حقیقتی لکھ کر فرماتے ہیں ”میں
 نے اپنی لیاقت کے مطابق کوشش کی ہے۔ اے بادشاہ تو اپنی
 شان کے مطابق کام کو اور اسے قبولیت دے۔“ آخر میں چند شعر
 اپنی گفہا گاری اور اس کے مقابلے میں رحمت الہی کی پے کرلی

وسعت پر تحریر کیے ہیں اور حسب معمول بادشاہ کو دعا
دے کر دوسری داستان شروع کی ہے۔ (تا بہت ۲۷۰)

(۲)

نہ سپہر و شہرہ بعض دوسری مثنویوں کی طرح مصنف رح
نے اس مثنوی کی داستان کے عنوان بھی منظرہ تحریر کیے ہیں۔
لیکن اصل مثنوی کی ہر ہر ہج مسدس مکسور ہے اور جملہ عنوانوں
کی ہر ہج سالم ہے چند نچہ اصل مثنوی کا پہلا عنوان یہ ہے :-

خطاب از حضرت شاہ و از خواہش یہ ہستاخنی

کہ از چشم رضا و مرحمت ہوا درین دفتر

پھر بادشاہ وقت فیات الدین تغلق کی مدح کرتے ہیں کہ
وہ رزم و بزم دونوں میں یکمانہ روزگار ہے۔ اس کی بزم ”فردوس
زمانہ“ ہے اور اس میں بہت سے ”فردوسی“ یعنی شہزادے
قادراکلام موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنی جادو بیانی
دکھائی اور شاہ نائے لکھے۔ مجھ کو بھی بادشاہی اشارہ ہوا کہ
اس کے نام پر تازہ نقش تیار کروں۔ ہر چند میری مٹی میں
کوئی موتی اس قابل نہ تھا کہ اسے مسند شاہی پر بچھاؤں کرتا
لیکن جب اس شاہ فازی کے حالات اکھلے کی ہمت کی تو اس
کی برکت سے معانی کے موتی غیب سے برسے لکے۔ اسی اسدہ
غیبی سے میں نے یہ موتیوں کی لڑی تیار کی کہ شاہک حضور بادشاہ
کے پسند آنے کھونکہ ادنیٰ کلام بھی بادشاہ کی پسند سے اعلیٰ ہو جانا
ہے۔ اور جس خطا کو بادشاہ جایز رکھتے ہیں، وہ تحریر کی زینت
و صلعت بن جاتی ہے (۲۲۵ تا ۲۳۸)۔ اس کے بعد دوبارہ تقریباً

(۴۰) شعر بادشاہ کے اوصاف جہاں داری ' سپہ گرو ' حسن انتظام اور عدل و قدرت کی مدح میں لکھتے ہیں اور دعا دے کر ' "در شروع نظم می گوید" کے نثر یہ عنوان سے اصل قصے کا آغاز کیا ہے۔ یعنی سلطان قطب الدین خلجی ' کی آئندہ تباہی کی قہقہہ میں لکھتے ہیں کہ شراب ' عشق ' جوانی ' حکومت اور اقبال ہندی وغیرہ ایسی ہوائیں ہیں کہ جس کے سر میں بھر جاتی ہیں ' اسے مستقبل کا کچھ ہوش باقی نہیں رہتا لیکن بادشاہ کو عشق و مستی کی وجہ سے مدہوش ہو جانا کسی طرح مناسب نہیں کیوں کہ اس کے ذمے صرف اپنی ہی سجد و بہبود اور ذاتی حفاظت نہیں ہے بلکہ تہام رعایا کی حفاظت اور پاسبانی کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے بادشاہوں کو آدمی کے انتخاب میں بھی بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ خصوصاً اس لیے کہ ان کے سامنے جو لوگ آتے ہیں ان میں بہت سے دوست کے لباس میں چھپے ہوئے دشمن ہوتے ہیں۔ انہی نصائح میں یہ پہنچ شعر لکھا ہے :-

"چو درہر کس سپاس و ناسپاسی است فراست دختر مردم شناسی است"

پھر لکھتے ہیں کہ آخر کار یہ بات سب پر روشن ہوگئی کہ سلطنت پر عنقریب بلا آنے والی ہے اور سلطان قطب الدین مبارک (خلجی) کی زندگی کی خیر نہیں ہے۔ حسن خسرو خاں جس کو بادشاہ نے خاک سے پاک کیا اور بہت ادنیٰ درجے سے رتبہ اعلیٰ تک پہنچایا، اور جس کی نسبت کسی ہوائی کا گمان اس کے دل میں نہ گزرتا تھا، وہ سپہروے کے پالے ہوئے سانپ کی طرح بادشاہ کی جان لینے کے درپے ہو گیا۔ بعض لوگوں نے

اشارے کنایے مہن بادشاہ سے یہ بات عرض بھی کی لیکن قصاے آسمانی نے اس کے گڑھ تمیز کو بند کر دیا۔ اور اس نے دوست دشمن میں امتیاز نہ کیا۔ یہاں ایک شعر (نمبر ۳۰۹) میں بادشاہ کی ہوسناکی کے نام سے اسی جذبہ شہوت رانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی صراحت موافق فہروز شاہی نے اس واقعے کے بیان میں جا بجا کی ہے۔

حسن خسرو خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ نسل و نژاد کے اعتبار سے ہندو تھا۔ بادشاہ نے اسے وزارت و نہایت کے عہدوں سے سرفراز کیا اور اس کے ساتھ یک جان و دو تن ہو گیا لیکن حسن کا دل صاف نہ تھا۔ وہ ظاہری اطاعت کی قم مہن دشمنی کی تلوار تھوڑ کر رہا تھا۔ خبرداروں نے کئی بار مخبری کی۔ لیکن بادشاہ کا ستارہ گڑھ مہن تھا۔ اور عشق و محبت پر کسی کی بادشاہی کا زور نہیں چلتا۔ وہ اسی طرح غفلت میں رہا۔ اور حسن نے فدااری کے ارادے سے برادر قوم کے بہت سے ہندوؤں کو اپنے پاس نوکر رکھ لیا۔ امیر خسرو فرماتے ہیں کہ یہ قوم ہندوؤں میں سہا ہی پیشہ اور لڑنے والی ہوتی ہے۔ بدایونی نے بھی حسن خسرو خاں کے برادر ساتھوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن برنی اور اکثر بعد کے مورخ انہیں ”پرورد“ بتاتے ہیں جو برادر یا برادر سے الگ گجرات کی ایک نیچ ذات کا نام ہے۔

الغرض امیر خسرو تحریر فرماتے ہیں کہ جس شام کو جمادی الثانی سنہ ۷۲۰ھ کا نیا چاند نکلا، اسی رات خسرو خاں نے اپنے ساتھیوں کو محل کے اندر بلا لیا۔ غافل بادشاہ سے محل کے

خلاصہ مشملوی

دروازوں کی کدھچیاں وہ پہلے ہی حاصل کرچکا تھا۔ لیکن اندر کے حصے میں جب وہ بالا خانے کی طرف چلے جہاں بادشاہ اور خسرو خاں تھے تو راستے میں قاضی سے دو چار ہوئے اور اسے انہوں نے مار ڈالا۔ ہرنی نے اس کا پورا نام قاضی ضیاء الدین لکھا ہے اور صراحت کی ہے کہ وہ بادشاہ کا استاد تھا اور اس نے خسرو خاں کی سازش سے ایک مرتبہ بادشاہ کو خبردار بھی کہا تھا، لیکن بادشاہ نے اس کی بات نہیں سنی بلکہ خسرو خاں سے کہہ دیا کہ قاضی ضیاء الدین تیری نسبت ایسا کچھہ کہتا ہے۔ ہرنی کا بیان ہے کہ اسی دن شملی کی بنا پر خسرو کے آدمیوں نے ضیاء الدین کو قتل کیا۔

پھر حال قاضی کے مرنے پر محفل میں ہلکا مہ برپا ہو گیا۔ تغلق ناسے کے بیان کے مطابق کچھہ اور بادشاہی آدمی بھی اسی ہلکامے میں مارے گئے اور بادشاہ کو بھی آخر کار خبر ہو گئی کہ اس کے ساتھ دغا کی جا رہی ہے۔ تب خسرو خاں کو جو بالا خانے پر اس کے پاس تھا پتخ کر وہ اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا، لیکن کوئی ہتھیار ہاتھ نہ آیا جس سے خسرو خاں کو مار سکتا اور چونکہ فیچھے کے شور اور آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ حملہ آور بالاخانے پر چڑھ رہے ہیں لہذا خسرو خاں کو چھوڑ کر وہ زہلے کی طرف چلا۔ جیسا کہ ہرنی نے لکھا ہے یہ محفل سوا کا راجہ تھا مگر اس سے قبل کہ بچ کر نکل سکے، خسرو خاں نے دروازے کے ہتے پکڑ لئے اور اتنی دیر میں کہ بادشاہ اپنے بال اس کے ہاتھ سے چھڑے، اس کے ہندو ساتھی آ پہنچے۔ اور ان میں سے ایک شخص جاہر یا نام (جہریا) نے ایک

ہی گاری وار میں بادشاہ کا کام تمام کر دیا اور سرکات کر لیا۔
صحن میں پھینک دیا۔ (قابلیت: نمبر ۲۷۴)۔ برنی نے صراحت
کی ہے کہ یہ قصر ہزار ستون کا واقعہ ہے۔

پھر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ حسن خسرو خاں کے ساتھیوں میں
یہ گنگو ہوئی کہ اب تخت پر کس کو بٹھایا جائے۔ اس کے
ہوا خواہوں نے اس موقع پر کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانے
کی سخت مخالفت کی۔ اور کہا کہ جب تو نے اپنے ولو نعمت
کو قتل کر دیا تو اب خون بادشاہی اختیار کر ورنہ تجھے کوئی
بادشاہ زندہ نہ چھوڑے گا۔ اس راء میں خسرو خاں کے بعض
مسلمان رفیق بھی شریک تھے۔ یہی مشورہ آخر میں اختیار کر لیا
گیا۔ اور دوسری صبح خسرو خاں نے مسند شاہی پر جاوس کیا۔
مصنف تغلق نامہ کے اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خسرو خاں
کا منشاہ صرف سلطان قطب الدین کو ہلاک کر دینے کا تھا۔ تخت
پر قبضہ کرنے کی راء بعد میں قرار پائی۔ لیکن اس میں کوئی
شک نہیں کہ برنی کے قول کے مطابق وہ سازش کی تیاریاں مدت
سے کر رہا تھا۔ برنی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسی رات تمام بڑے
بڑے اورا کو خسرو خاں نے قصر ہزار ستون میں بلا کر نظر بند
کر دیا اور رات بھر محفل مہن ایسی روشنی رکھی کہ دن معلوم
ہوتا تھا۔ مگر امیر خسرو نے اس نظر بندی اور روشنی کا کوئی
ذکر نہیں کیا۔

(۳)

”سخن در سن عمرو خواندین شہزادگان وانگہ
حدیث دو خلف گای از خلف آمدہ خلصہ“

خلاصہ مثنوی

زمانے کے عبرت ناک انقلابات اور دنیا کے عیش و جاہ کی بے ثباتی پر چند نصیحتیں آمیز شعر لکھ کر مصنف رح تصویر فرماتے ہیں (از نمبر ۱۶۱۷) کہ پہلے کے جو عبرت ناک افسانے سنے تھے، ان سے بڑا کر خود اپنے زمانے میں یہ حادثہ اپنی آنکھوں دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ علامہ الدین جیسے صاحب سلطنت بادشاہ کی اولاد ایسی بے دردی سے بے گناہ قتل کر دی گئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سلطان قطب الدین کے مارے جانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی تھے۔ ایک فرید خان (۱۵) سال کا جو قرآن ختم کرچکا تھا اور سہاہانہ فزون سہکیرہ رہا تھا۔ دوسرے ابوبکر خاں جس کی عمر (۱۴) سال کی تھی، قرآن پڑھا تھا اور نظم و نثر اور خوش نویس سے خاص مناسبت اور دلچسپی رکھتا تھا۔ ان سے چھوٹے علی خاں اور بہا خاں دونوں آٹھ آٹھ سال کے تھے اور پانچواں بھائی عثمان صرف پانچ سال کا تھا۔ اس جگہ یہ تصریح مناسب ہوگی کہ سورج برفی نے صرف دو شہزادوں کے نام لکھے ہیں اور تغلق نامے میں ان کے نام عہد اور تعام کی جو تفصیل درج ہے وہ اور کس تاریخ میں نہیں ہے۔ اسی سے بخوبی ثابت ہے کہ یہ مثنوی امیر خسرو کی تصنیف ہے جو اس وقت پائے تخت شاہی میں موجود تھے۔

القصد امیر خسرو لکھتے ہیں کہ اوسے کم سن، ہونہار ناز پروردہ شہزادوں کی نسبت خسرو خاں نہک حرام نے قتل و نابھا کرنے کا حکم دیا۔ حکم کے ساتھ ہی اس کے وحشی سپاہی محلات شاہی میں، جہاں ہوا اور فرشتے کا گزر نہ تھا، بے معاہدہ گھس

ہوئے۔ محل سرا میں ایک تھامس بریا ہو گئی۔ پردہ نہیں
 بھپیاں بد حواس ہو کر ہر طرف بھاگتی اور چھپتی پھرتی تھیں
 اور ان کے پیچھے یہ غولان بیابانی درز دھ تھے اور شہزادوں کو نام
 لے لے کے پکارتے تھے کہ اگر وہ باہر نکل آئیں تو ان کے ساتھ کوئی
 برائی نہ کی جائے گی۔ جب ان شہزادوں کو یقین ہو گیا کہ ان قضا
 کے فرشتوں سے جان بچانا غیر ممکن ہے تو انہوں نے اپنے آپ کو ان
 کے حوالے کر دیا۔ اور جس طرح قضائی بھیدوں کو مسلح کی طرف
 ہانک کے لے چلتا ہے، ان ۶۰ مصوم، ظالموں کو خسور خان کے
 سپاہی لے چلے۔ ان کے پیچھے پیچھے ان کی ماٹوں اور محل سرا
 کی بھپیاں اور نوکریں فریاد و فغاں کرتی چلیں۔ وہ ان بچوں کو
 اپنے سے جدا کرنا نہ چاہتی تھیں کہ ظالموں نے پہلے ان میں سے دو
 بڑے بھائیوں کو زبردستی جدا کیا۔ اس وقت فرہد خان نے سخت
 فریاد و فغاں کی مگر شہزادہ ابو بکر نے اسے روکا کہ یہ نالہ و فریاد
 مردانگی کے خلاف ہے۔ اگر تقدیر میں سارا جانا لکھا ہے تو ہمیں
 مردوں کی طرح صبر و شکر سے جان دینی چاہیے۔ پھر ان شہزادوں
 نے وضو کے لیے پانی مانگا۔ اور پانی نہ مل سکا تو تیمم کر کے دوگانہ
 ادا کیا اور ان بے رحم جلاوطن کے آگے گردن بھکا دی۔ یہ فعل و
 خون زاحق بظاہر محل سرا کے ہالا خانے پر ہوا تھا اور یہیں سے
 ان کا خون پرنالے کے راستے بہہ کر نہچے گیا (بہت نمبر ۵۲۳)۔ شاہی
 محل سرا میں سخت کھرام بریا ہو گیا، خصوصاً ان معصوم مقتولوں
 کی ماؤں نے رو رو کے برا حال کیا اور اسے دلگداز بہن کیسے
 کہ مصلحت شاہی میں کہی نہ ملے گئے ہوں گے۔

ان دو بڑے شہزادوں کو قتل کرانے کے بعد خسرو خان نے باقی تینوں بچوں کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں بھرا کر اندھا کر دیا۔ یہ کیفیت امیر خسرو نے ایک جداگانہ عنوان کے تحت میں ایسی درد ناک تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے جسے پڑھ کر بے اختیار دل بھر آتا ہے اور جھسا کہ وہ خود تصریح کرتے ہیں (نمبر ۶۱۹) یہ تمام حالات انہوں نے ایک چشم دید راوی سے سن کر لکھے ہوں، اور حقیقت میں یہ دونوں داستانیں تاریخی اہمیت کے علاوہ، امیر خسرو کی قوت مشاہدہ اور قوت بیان کا حیرت انگیز اور یادگار نمونہ ہیں۔ مجھے اُمید نہیں کہ کوئی تاریخی نظم صحت و اطمینان اور بہان کی درد انگیزی میں ان داستانوں سے پڑھ کر کبھی لکھی گئی ہو جتنی کہ میرے ایک ذی علم دوست یہ قیاس ظاہر کرتے تھے کہ امیر خسرو نے جس تفصیل کے ساتھ اصل سوائے شاہی کے ان واقعات کو تحریر کیا ہے انہیں پڑھنے کی باجمہت مسلمان اہلبآقاب نہ لاسکتے تھے۔ اور شاید اسی لئے امیر خسرو کی تاریخی مثنویوں میں صرف تعلق نامہ ایسی کتاب ہے جو زیادہ مقبول و مروج نہ ہو سکا۔

(۴)

اس کے بعد ایک مستقل عنوان کے تحت میں امیر خسرو نے بیان کیا ہے کہ حسن خسرو خان کی ایسی فداوی اور تخت سلطنت پر فاضلانہ تہفہ کر لینے کے باوجود امیرانہ سلطنت میں سے کسی نے ہم نہ مارا۔ اور اچھے بادشاہ کے قتل کہے جانے پر کسی کی ہمت یا حمیت نہ ہوئی کہ کافر نعمت حسن سے ان سفاکیوں کا بدلہ

لیتا۔ بخلاف اس کے سب کے سب طوعاً یا کرہاً اس کی اطاعت پر آمادہ ہو گئے بجز قازی ملک تغلق کے جو اپنے اولیائے ندمہ کی یہ خانہ بربادی سن کر سخت پیچ و تاب کھاتا تھا اور انتقام لہنے کے لیے بے چین تھا لیکن چونکہ اس کا بیٹا ملک فخرالدین جو ناخاں جو آگے چل کر محمد تغلق کے نام سے وارث تخت ہو اور جسے امہر خسرو ملک فخرالدول اور فخرالحق کے نام سے یاد کرتے ہیں، پائے تخت دہلی میں موجود تھا اور اس اندیشہ سے کہ حسن اے کوئی کوند نہ پہنچائے قازی ملک تغلق اپنے ارادہ انتقام کا اظہار نہ کر سکا (نمبر ۶۸۰ تا نمبر ۷۱۰) —

خود ملک فخرالدین کو ان افسوسناک واقعات کا دلی صدمہ تھا اور بالآخر جب اس سے صبر نہ ہو سکا تو اس نے ایک مختصر راز علی ہندی کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور جملہ حالات سے اطلاع دی۔ "علی ہندی" کے نام سے ایک امیر کا ذکر ضیاء الدین ہرنی نے کیا ہے جو تغلق اول کے اعیان دولت میں شامل تھا اور اصجاز خسروی کے بعض خطوط میں بھی یہ نام بسمیل تمثیل آتا ہے۔ القصہ جب علی، قازی ملک تغلق کے پاس پہنچا تو اس نے جواب میں بیٹے کو کہلا بھیجا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو پائے تخت دہلی سے نکل کر آجائے۔ چنانچہ فخرالدین جو نا نے ملک بہرام کے بیٹے کو ہم راز بنایا اور چند چھوٹے سواروں کے ساتھ باپ کے صوبے کی طرف روانہ ہو گیا اور دہلی کے لشکر کٹھن میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ اس کو جا پکرتا۔ بونی نے لکھا ہے (اور غالباً یہ اس کی بھول ہے) کہ خسرو ناں نے اس کے تعاقب میں لوگ بھیجے

تھے مگر وہ اس کو نہ پاسکے اور ناکام واپس آگئے۔ ابن بطوطہ کی روایت یہ ہے کہ خسرو خاں نے فخرالدین کو حکم دیا کہ گھوڑے شہر کے باہر پھرا لائے۔ وہ بھاگنے کی فکر میں تھا۔ اسی ہیلے شہر کے باہر نکلا اور دیپاپور کی طرف فرار ہو گیا۔

بہر حال فخرالدین اور اس کے ساتھی بخیر و عافیت قازی ملک کے پاس پہنچ گئے اور بیٹے نے باپ کو آواز دیا کہ وہ غاصب خسرو خاں پر فوج کشی کرے۔ اور اس نے بیٹے کو اطمینان دلایا کہ میں صرف تیرے آنے کا منتظر تھا اور اب اپنے اریبے نعمت کے انتقام لینے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کروں گا۔

اس داستان میں کتابت کی اغلاط اور کاغذ کے کرم خوردہ ہونے سے اصل نسخے کے بعض اشعار صاف اور صحیح نہ پڑھ جاسکے۔ تاہم "صفت خنجر ملک قازی" کے ذیلی عنوان کے تحت میں شاعر نے اس امیر کے سپاہیانہ جذبات کا نقشہ کھینچا ہے (نمبر ۷۷۲ تا ۷۸۶) اور بیٹے کی ملاقات اور گفتگو (نمبر ۸۱۳ تا ۸۲۳) اس خوبی سے لکھی ہے کہ بے اختیار آفرین کہنے کو جی چاہتا ہے۔

(۵)

مصنف (ج) لکھتے ہیں کہ ملک فخرالدین کے دہلی سے نکل جانے سے یہ معلوم ہوا گویا مکان کے چار ارکان میں سے ایک رکن، یا تخت کے پائے میں سے ایک پایہ کم ہو گیا۔ اس نے گھوڑا باہر کہا ہانکا کہ حسن کا گھوڑا یک بیک بھتہ گیا۔ اور کہاں کے سرے تھیلے ہو گئے۔

رفیقوں سے مشورہ کیا کہ اب کہا کہا جائے۔ اور دوسرے امیروں

کو کس طرح قابو میں رکھا جائے۔ ہوا خواہوں نے رائے دی کہ اول تو جتنے شاہزادے تخت کے وارث ابھی تک زندہ ہیں سب کو قتل کرا دیا جائے کہ سوائے تیرے کوئی سلطنت کا دعویدار نہ رہے۔ دوسرے جنگ جویوں کو قابو میں رکھنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ انہوں بے دریغ روپیہ دیا جائے۔ اگر تو بادشاہ رہا تو یہ روپیہ سب وصول ہو جائے گا ورنہ ظاہر ہے کہ تیرے کس کام آئے گا۔ حسن کو یہ مشورہ پسند آیا اور کھال بے رحمی سے جو شہزادے زندہ باقی تھے انہیں قتل کرا دیا۔ ملک غازی کو یہ اطلاع ملی تو اور زیادہ غضب ناک ہوا اور دل میں کہا کہ اگر خدا چاہے تو ان شورروں کا انتقام ان کتوں سے لیے بغیر نہ رہوں گا۔

(تا نمبر ۸۹۹) —

اس کے بعد امیر خسرو نے نئے ملوان کے تخت میں دوبارہ حسن کے مجلس مشاورت کرنے کا حال لکھا ہے۔ در حقیقت حسن خسرو خان فتحوالدین جوٹا کے نکل جانے سے ہی ایسا اُرز گیا تھا (چو شمشیر تلک از جنبش سخت) کہ اسے غازی ملک تغلق کی فوج کشی اور اپنا برا انجام آنکھوں کے سامنے نظر آتا تھا اور وہ اپنے اس خوف و ہراس کو چھپا نہ سمجھتا تھا۔ لیکن ان دو تھن مسلمان اسیروں میں جو سلطان قطب الدین کے قتل کی سازش میں حسن کے شریک ہو گئے، ایک شخص یوسف صوفی بہت تہز و تہذ تھا۔ برنی نے بھی اس کا ذکر بہت کچھہ نفرین و ملامت کے ساتھ کیا ہے۔ مذکورہ بالا مجلس مشاورت میں اس نے حسن کی حمایت اور وفاداری میں ایک پرچوں تقریر کی

خلاصہ مشعلی

اور کہا کہ ہمیں ہرگز غازی ملک سے خوف نہ کرنا چاہیے اور اگر وہ سرکشی کرے تو اپنے نئے بادشاہ کے سامنے سہنہ سپر ہو کر باقی کی سرکوبی کرنی چاہیے۔ پھر اسی جوش و شہوش میں ایک تہذیبی قاصد غازی ملک تغلق کے پاس دیہا پور پہنچا اور یہ پیام دیا کہ اے سردار اگرچہ تو جنگ آزمودہ اور بہادر ہے لیکن حق کے سامنے سر جھکانا تیرا فرض ہے۔ ورنہ تیرا وہی انجام ہو گا جو بادشاہوں سے بغاوت کرنے والوں کا ہونا چاہیے۔ غازی ملک تغلق یہ پیام سن کر ہوسٹ صوفی کی گستاخی پر بہت بگڑا اور اس کو سخت سست کھتے کھتے یہاں تک بے قابو ہوا کہ تلوار کھینچ کے قاصد ہی کا سر اڑا دیا (نمبر ۹۸۹)۔ دہلی میں جب یہ خبر پہنچی تو صوفی خاں اور حسن کے ساتھیوں کو اور زیادہ پریشانی ہوئی اور وہ سہجہ گئے کہ غازی ملک اس قسم کی دہمکائیوں سے قابو میں آنے والا نہیں ہے۔ (تمثیل میں ایک ارنٹ کی دلچسپ حکایت جسے ادھے کاشتکار نے دھولک بجا کے ڈرانے چاہا تھا۔ تا نمبر ۱۰۱۹)۔

(۶)

تقریباً (۳۰) اشعار قلم اور خط نویسی کی تعریف میں لکھنے کے بعد امیر خسرو بیان کرتے ہیں کہ فخر الدین چونا سے سلطان قطب الدین کے حالات قتل سن سن کر غازی ملک تغلق کو اور زیادہ قصہ آیا کہ ملک میں اتنے نہک خوار امیر و وزیر موجود ہیں مگر حریف ہے کہ کسی کو اپنے ولی نعمت کے

بچانے یا اس کا انتقام لہنے کی توفیق یا ہمت نہ ہوئی۔ اس نے کہا کہ اب میں پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اور کوئی میرا ساتھ نہ دے گا تو بھی خدا کے بھروسے پر تنہا ان کافر غاصبوں سے ہدائے لیڈے بغیر نہ رہوں گا۔ پھر دبیر خاص کو طلب کیا اور ذیل کے بڑے بڑے امیروں اور صوبے داروں کے نام خط لکھوائے۔ خط لکھوانے کا ذکر دوسری تاریخوں میں بھی آتا ہے۔ لیکھن ناموں کی یہ تفصیل و تصریح کہیں موجود نہیں ہے۔ اور بجائے خود اس بات کی مزید شہادت ہے کہ مثنوی تفاق نامہ کسی باخبر ہم عصر مورخ ہی کی تحریر ہو سکتی ہے۔

۱۔ ایک خط مغلی حاکم ملتان کے نام۔ برفی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور جیسا کہ آگے آئے گا یہ شخص غازی ملک تغلق کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے اپنے ہی ایک ماتحت سردار بہرام سراج کے ہاتھ سے مارا گیا۔ فرشتہ وقیرہ بعد کے بعض مورخوں نے اس بہرام سراج کو غلطی سے بہرام ابیہ لکھ دیا ہے۔

۲۔ دوسرا خط معتمد شاہ حاکم سیوستان کے نام۔ سیوستان سے سندھ کا شمالی مغربی علاقہ سہوان مراد ہے جو اب ضلع لوکانا میں معمولی قصبہ رہ گیا ہے اور اُس وقت ایک صوبے کا صدر مقام تھا۔

۳۔ تیسرا خط بہرام ابیہ (حاکم اچھہ) کے نام جس کا خطاب کشلو خان ہوا۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ غازی ملک تغلق نے ملک چونو سے دہلی بھاگ کر آنے سے بھی پیشتر ملک بہرام

کو جو اس کا بڑا دوست تھا، خذیہ خط بھیجا اور مشورہ کیا تھا کہ قطب الدین خلجی کا انتقام کس طرح لیا جائے۔ بہرام ہی نے اس کو یہ صلاح دی کہ پہلے اپنے اور خود بہرام کے بیٹے کو دہلی سے کسی طرح نکال لیا جائے۔ چنانچہ ابن بطوطہ کے بیان کے موافق ماگ جونا اور ملک بہرام کا بیٹا خود غازی ملک تغلق کی تحریک سے فرار ہوئے، اگرچہ تغلق نامہ میں جیسا کہ ہم ابھی پتہ چکے ہیں، یہ بیان کیا گیا ہے کہ خود ملک فخرالدین جونا نے اپنے باپ کو دہلی کے انقلاب کی اطلاع دی۔ اس وقت تک غازی ملک کے بہرام کو خط وغیرہ لکھنے کا ذکر تغلق نامے میں نہیں آیا ہے۔ بہرحال یہ ملک بہرام ابیہ قہامت ناسی گراسی امہر تھا اور اسی کی معاونت سے غازی ملک کو خسرو خاں سے لڑنے کی جرأت ہوئی۔ فتح کے بعد بھی غازی ملک تغلق نے بقول ابن بطوطہ ملک بہرام ابیہ سے درخواست کی تھی کہ وہ تخت بادشاہی کو قبول کرے اور بہرام نے اصرار کیا کہ غازی ملک تغلق بادشاہ ہو۔ یہاں اتنا اور بڑھا دینا چاہیے کہ ملک بہرام نے محمد تغلق کے عہد بادشاہی میں بغاوت کی اور شکست کھا کے مارا گیا۔

۴ - چوتھا خط یک لکھی اسیر سامانہ کے نام جس کے غازی ملک سے جھگڑا کرنے کا ذکر آئے آتا ہے۔

۵ - پانچواں خط حاکم جالور (مغربی راجپوتانہ) امہر ہوشنگ کے

نام۔ جیسا کہ اسیر خسرو نے اشارہ کیا ہے :

”دگر برستطیح جالور ہوشنگ کہ مانند پدر گر گیسست در جنگ“

یہ امیر کھال الدین گرگ کا بیٹا تھا اور محمد تغلق کے عہد بادشاہی تک ہم اس کے کار نامے پڑھتے ہیں۔

۶۔ چھٹا خط عالم ملک الہلقب بہ عین الہاک ملتانی کے نام، جو اس زمانے کا مشہور امیر ہے اور خسرو خان نے بھی اس کو وزارت پر بحال رکھا تھا (قا نمبر ۱۰۸۰)۔

اس کے بعد امیر خسرو نے (۳۰) اشعار میں ملک تغلق کے خط کا مضمون نقل کیا ہے جس میں وہ قطب الدین کے قتل اور خسرو خان کے بادشاہ ہوجانے پر امیدوں کو فہرت دلانا اور خسرو سے لڑنے پر آمادہ کرتا ہے۔ مگر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کو سب سے زیادہ فکر یہ تھی کہ کسی طرح ملک بہرام ابیہ اس کا رفیق و شریک ہو جائے اور اسی لئے اس کے پاس خط کے ساتھ ایک خاص مصاحب علی حیدر کو روانہ کیا تھا کہ زبانی ہوئی ملک بہرام کو اپنے ولی نعمت کے انتقام پر آمادہ کرے۔ جب یہ نامہ اور پیام بہرام کے پاس پہنچا تو اس نے پورے جوش و خروش سے تغلق کی تائید کی اور کہا کہ میں خود قطب الدین اور شہزادوں کے قتل کی حیرت سن کر بے قاب تھا اور اگر تم نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تو میں دل و جان سے تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔

برخلاف بہرام کے جب غازی ملک تغلق کا پیام مغلطی امیر ملتان کے پاس پہنچا تو وہ بہت بگڑا اور کہا کہ اگر دہلی کی مرکزی حکومت سے سرتابی کرنا تو میں کرتا۔ تغلق جو بعض ملتان کے ایک تابع دیپالپور کا حاکم ہے، اس کو یہ حق کیوں کر

حاصل ہوا کہ وہ تخت نشین دہلی سے اُلجھنے کا ارادہ کرتا ہے۔ جب مغلی کے ان خیالات کی غازی ملک کو اطلاع ہوئی تو اس نے ملتان کے دوسرے سرداروں کو خفیہ طور پر اشارہ کیا کہ وہ امیر ملتان پر حملہ کر دیں۔ اس ہنگامے کا سرغلہ بہرام سراج تھا جس کو فرشتہ نے فلطی سے بہرام ابیہ لکھ دیا ہے۔ فرض مغلی کے ماتحت سرداروں نے اس پر یورش کی، وہ جان بچا کر بھاگا لیکن ایک نہر میں گر پڑا جسے امیر خسرو تصدیق کرتے ہیں کہ خود غازی ملک تغلق نے اپنی ملتان کی صوبہ داری کے زمانے میں 'من جملہ اور بہت سے رفاهی کاموں کے' راوی سے جہلم تک تیار کرایا تھا *۔ مغلی اسی نہر میں غوطہ کھا رہا تھا کہ بہرام سراج کا بیٹا آپہنچا اور اس کا سر اڑا دیا —

محمد شاہ لُر حاکم سیوستان کے پاس غازی ملک تغلق کا قاصد پہنچا تو اس وقت، وہاں کے مقامی سرداروں نے محمد شاہ کے خلاف بغاوت کر رکھی تھی اور یہ امہر قلعے میں محصور تھا۔ غازی ملک کے خط کی وجہ سے اس کے باقی سرداروں نے اس کے ساتھ صلح کر لی۔ اور خود اس نے جوش و خروش کے ساتھ تغلق کی رفاقت پر آمادگی ظاہر کی لیکن مدد کے لیے رانگی میں اتنی دیر لگائی کہ یہاں لڑائی وفورہ ختم ہو چکی تھی۔ تاہم تغلق نے اس سے کچھ باز پرس

* انہیں عمارات میں سے تغلق نامہ میں ایک بڑی عید گاہ

کا ذکر آتا ہے اور غالباً یہ وہی مسجد ہے جس کو ابن بطوطہ نے بھی

دیکھا تھا۔ (دیکھو سفر نامہ ابن بطوطہ جلد دوم، باب چہارم)

نہیں کی اور اسے اپنے عہد میں بحال رکھا —

غازی ملک نے عہن الملک سلطانی کو جو وزیر سلطنت ہونے کے علاوہ اجمین اور دھار کا صوبہ دار بھی تھا، خاص طور پر خفہہ مرادہ لکھا اور اپنے ساتھ شریک ہو جانے کی دعوت دی لیکن عہن الملک نے از روہ مصلحت اندیشی یہ خط خسرو خان کو دکھا دیا تاکہ اس پر اپنی خہو خواہی ثابت کرے۔ غازی ملک نے دوبارہ ایک خفہہ قاصد اس کے پاس بھیجا تو عہن الملک نے اسے عہدہ لے جا کر یہ پیغام دیا کہ ہر چند اس وقت مجھ سے میں بظاہر خسرو خان کے ساتھ ہو گیا ہوں لیکن مجھ سے اس سے دلی نفرت ہے اور اس جنگ کے ختم ہوتے ہی خون غازی ملک تغلق کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا پھر خواہ میری جان بخشی کرے یا سو' دے —

سامانہ کے حاکم ملک یک لکھی نے (جسے امیر خسرو نے لکھا ہے کہ ایک کم اصل نو مسلم قلام تھا اور سلطان قطب الدین ہی کی عنایت سے اس درجے کو پہنچا تھا) غازی ملک کا خط پڑھ کر ناؤد و رفاقت کی بجائے عداوت پر کمر باندھی اور تغلق کا خط خسرو خان کے پاس بھیج کر خون غازی ملک پر فوج کشی کی۔ مگر اس کی بددبائی اور سخت گیری سے لوگ پہلے ہی سخت ناراض تھے۔ لڑائی میں اس کو شکست ہوئی اور وہ واپس اپنے مستقر سامانہ میں آ کر خسرو خان کے پاس جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ یک بھک اہل شہر نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر دالا۔ (تا نمبر ۱۳۱۶) —

اس دلچسپ تاریخی نامہ و پیغام کی تفصیل کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں آٹھویں فرماتے ہیں کہ

ہاوجود ان تیاریوں کے غازی ملک تغلق کو سخت تشویش تھی کہ دیکھتے اس کوشش کا انجام کیا ہوتا ہے - اور وہ اپنے دوستوں اور رفیقوں سے بھی اس دلی تردد کو نہروں چھپاتا تھا - لیکن یہ لوگ اس کی شجاعت اور حق کوشی کو یاد دلا کر اس کی ہمت مضبوط کرتے تھے - اور اپنی جان نثاری کا اسے یقین دلاتے تھے - اس احوال کو امیر خسرو نے تھس چالیس ابیات میں نہایت خوبی کے ساتھ تحریر کیا ہے (تا نمبر ۱۳۶۶)۔ پھر بھان کیا ہے کہ اسی زمانے میں غازی ملک تغلق نے تھن خواب دیکھے - ایک مہن تو کسی ہزرگ نے آئندہ بادشاہی کی بشارت دی - دوسرے خواب مہن تھن چاند نظر آئے - اور اس کی تعبیر یہ لی کہ تھن چتر شاہی مہن - تھسے خواب مہن ایک بہت اچھا باغ دیکھا اور اس سے بھی یہی تعبیر لی کہ یہ بادشاہی کا باغ ہے جو آئندہ اسے نصیب ہوگا - (تا نمبر ۱۲۳۳) —

مگر ان خوابوں سے بڑے کے ایک فال نیک یہ پیدا ہوئی کہ اسی زمانے میں ایک قافلہ ملتان سے دہلی جاتا تھا جس میں بادشاہ دہلی کے لیے بہت سے گھوڑے اور سندھ کی مالگزاری کا روپیہ بھیجا گیا تھا - غازی ملک کو اس کی اطلاع ہوگئی اور اس نے ایک دستہ بھیج کر یہ سارا مال و اسباب لوت لیا اور تمام روپیہ اپنے سپاہیوں میں تقسیم کرادیا جس سے وہ سالا سال اور سرور ہوگئے بلکہ ساری بستی میں وہ رونق پیدا ہوئی کہ بقول امیر خسرو کے دینا اپورو قدیم دارالملک سدیر یا خورنق کا نمونہ بن گیا - اس موقع پر شاعر نے سخاوت اور داد و دھس کی تعریف میں کئی شعر نہایت بڑے محل تحریر کئے مہن - اور لکھا ہے کہ اسیری اور آقائی کی اصلی دلیل اور

وجہ امتیاز ہی احسان و کرم کے اوصاف ہیں۔ ورنہ ایک آدمی کو دوسرے آدمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ پھر ایک بلیغ تمثیل اور ملک تغلق کی دعائے دولت و اقبال کے بعد، ذیل کے عنوان سے اشکر دہلی کی جانب پھش قدسی کی کیفیت لکھی ہے۔

”صفت ہائے دل غازی ملک وز ہر طرف مژدہ

چو از دہلی بسویش راند لشکر ہائے بھر و ہر

(۷)

داستان کے شروع میں ملک تغلق کی شجاعت، آزمودہ کاری اور اس کی فوج کے جنگی جوش کا ذکر ہے۔ مگر لکھتے ہیں کہ غازی ملک نے خود پیش قدسی کرنے کی بجائے شروع میں خسرو خاں کے اپنی طرف بڑھنے کا انتظار کیا۔ اور یہ غاصب اگرچہ غازی ملک تغلق کی تیاریاں سن سن کر نہایت متردد ہو گیا تھا تاہم خیر خواہوں کی نصیحت کے مطابق اس نے ایک بڑا بھاری لشکر آراستہ کیا اور اپنے بھائی کی سہ ماہی میں جسے ”خانخانان“ کا لقب دیا تھا غازی ملک کی طرف روانہ کیا۔ یہ فوج سرستی تک بڑھی جس کے آگے غازی ملک کا علاقہ شروع ہوتا تھا۔ اسی سرحد کے ایک قلعے کو تغلق نامے میں سرتپہ لکھا ہے۔ اور بدایونی کے بیان سے اس کا نام سرستی پایا جاتا ہے۔ یہاں غازی ملک کی فوج موجود تھی اور اس کے سردار معہوں نے قلعہ بند ہو کر لشکر دہلی کا مقابلہ کیا لیکن قلعے کے باہر دھپات کو خسرو خاں کی فوج نے دل بھر کے لوٹا۔ اسے خسرو لکھتے ہیں کہ ایک ایسے آدمی نے جو نہایت باخبر تھا بیان کیا

کہ جس وقت غازی ملک کو یہ خبر پہنچی کہ دہلی کا لشکر کثیر سوستی تک پہنچا آیا ہے تو وہ کثرت فوج کی خبر سے پریشان ہونے کی بجائے اور خوش ہوا۔

”طرب کرد از نشاط روزئی پیش چو کرد غالب از بسپارئی سہش“
 اور اپنی فوج آراستہ کی جو تعداد میں کم تھی لیکن کار دانی میں بہتر تھی اور اس میں ’غو‘، ’در‘، ’مغل‘، ’روسی‘، ’تاجیک‘، ’خراسانی‘ وغیرہ جنگ جو اقوام کے سپاہی شامل تھے۔ یہ فنون سپہ گری میں مشق و مہارت رکھتے تھے اور اسی کے ساتھ غازی ملک کے جان نثار تھے۔ ملک غازی نے روانگی سے پہلے ان لوگوں کو سامنے بلایا اور تقویہ کی کہ یہ میری زندگی میں ایک نازک وقت آگھا ہے۔ اور آج ہی تم لوگوں کی شجاعت و وفات کا امتحان ہے۔ اگر تم میرا ساتھ نہ دو گے تو بھی میں خدا اور اپنی قوت ہار کے بہرے پر تنہا جنگ کروں گا۔ جو لوگ میرا ساتھ دینا چاہیں اور اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر میرے ساتھ قسمت آزمانے پر آمادہ ہوں وہ قسم کھا کر عہد و پیمانہ کریں۔ بہادر سرداروں نے یہ سن کر از سر نو جہاں بازی کا اقرار کیا۔ اور اس محکم عہد و پیمانہ سے غازی ملک نے مطمئن ہو کر جنگ کی تھاری کی (تا نمبر ۱۶۳۹)۔

(۸)

”مصاف اول غازی ملک بالہکرو دہلی

بہاد چہلے زہر و زہر کردن چنان لشکر“

لڑائی کا ذکر شروع کرنے سے پہلے شاعر ایک مناسب مصلح

تمہید لکھتا ہے کہ میدان کارزار کے خوف اور احوال سے وہی شخص آگاہ ہو سکتا ہے جو جنگ میں زندگی گزار چکا ہو۔ سپاہی کا فاختہ لباس اور اسلحہ پہن کر شہر میں اکتے پہرنا دوسری بات ہے۔ لہکن تلوار کی چوک کے آگے ہوش بجا رکھنا کچھ اور چیز ہے۔ مزید برآں دلیری اور شجاعت دل سے ہوتی ہے۔ ظاہری ساز و سامان کچھ کام نہیں آتا :

”نبرد شہر ہر جاہست روشن کہ نے برگستوان دارد نہ جوشن بروں آہن چہ پوشی گاہ پر خاش دروں سو گاہ پر خاش آہنی ہاش“

پھر لکھتے ہیں کہ جنگ میں عقلمندی بھی کچھ کام نہیں آتی۔ اور حق یہ ہے کہ قازی ملک کے سوائے ایسا شخص دیکھنے میں نہیں آیا جو شجاعت اور خرد مندی دونوں سے متصف ہو۔ الغرض جب قازی ملک نے خسرو خاں کے لشکر کی آمد آمد دیکھی تو سواروں کی صف بندی کا حکم دیا اور انہوں نے اپنے اپنے اسلحہ درست کر کے بدن پر سجائے جس سے ان میں تازہ جوش پیدا ہو گیا۔ قازی ملک نے خدا سے عاجزانہ دعا مانگی اور اپنے شہر سے نکل کر ”ہندوستان“ یعنی دہلی کا رخ کیا۔ یہ فوج تھی تو تھری لہکن نہایت دلدور تھی۔ اور اس کی مرقب و مستحکم صدوں کو بڑھتے دیکھ کر فرشتے اور چاند تارے تک اس کے نظار کی ہو گئے تھے۔ فوج کے اگلے حصے کا سردار ملک فخرالدین جوونا تھا اور خود ملک قازی عقب میں تھا۔ یہ فوج علا پور سے گزرتی ہوئی حوض بہت تک پہنچ گئی اور غالباً اسی کو بدایونی کی تاریخ میں حوض تھا نہیں لکھا ہے۔ صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ یہ کونسا مقام تھا۔ لیکن اسی جگہ تغلق کی فوج سواہ دہلی کے

مقابل آئی - اور یہیں لڑائی واقع ہوئی - فرشتہ نے لڑائی کے مقام کے متعلق صرف ”حدود سرستی“ لکھا ہے اور برہمنی کا قول اس سے بھی زیادہ مبہم ہے - مگر تعلق ناسے کے پہلے بیان اور دوسرے اقوال کو ملانے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غازی ملک سرستی ندی کو عبور کر آیا تھا —

اُس کے اِس طرح چڑھ کے آنے پر دہلی کی فوج میں چہ می کوئیایا ہونے لگیں اور اسیر خسرو کے قول کے موافق اکثر سردار بلکہ سر لشکر خاننخاناں بھی خوف زدہ ہو گئے - اب غازی ملک کے لشکر سے ان کے لشکر کا فاصلہ دس کوس کے قریب تھا (نمبر ۱۷۵۶) اور درمیان میں ایک بے آب جنگل تھا - آخر ایک رات دہلی کی سپاہ نے شباً شب یہ میدان طے کیا - اور صبح ہوتے لشکر تغلق کے سر پر جا پہنچی - اسیر خسرو کے بیان سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رات کے سفر اور گرد و غبار سے سپاہیوں کے حلق خشک ہو گئے تھے اور ممکن ہے کہ وہ بہت تھک گئے ہوں - ان کے سواروں نے صفیں جمائیں ، چاڑشوں نے جنگ کی قرنہ پہونکی ، ہاتھیوں کی صف برسات کی کالی گھٹا کی طرح بڑھی جس کا ہو ہاتھی حملہ کرنے میں بجالی اور چلنے میں آندھی تھا - ان پہاڑ جیسے ہاتھیوں پر اونچی اونچی عمارتوں سے یہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ پر ابر چھایا ہوا ہے - ان پر تھر انداز چتکی میں تیر دبائے تھار بیٹھے تھے - ہاتھیوں کے پیچھے سواروں کی صفوں کی صفیں چلی آتی تھیں - قلب سپاہ میں خاننخاناں سر پتر لکائے اس طرح بیٹھا تھا جیسے ”کلاہ ہاراں“ کے

نیچے بھینکی گھانسی ہوتی ہے۔ (نمبر ۱۷۷۰) دائیں بائیں سرداران لشکر اشارے کے منتظر تھے۔ ہر ایک نے شاہانہ اسلحہ سچے تھے، اور اوہ میں فرق تھا۔ نقرے کی آواز سے آسمان ہلا جاتا تھا۔ پہلوانوں کے ہاتھ میں نیزے لپے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی صفوں سے ہندو سپاہیوں کی صفیں علیحدہ تھیں۔ اور تکبیر کی بجائے اپنے ہندی اشوک اور دیوی دیوتاؤں کے نام چپ رہے تھے۔ غرض یہ لشکر آگ کے طوفان کی طرح بڑھ رہا تھا۔ اس کا ایک سرا زیادہ پھیلا ہوا اور دوسرا سمٹتا ہوا تھا۔ (نمبر ۱۷۹۲) —

ادھر غازی ملک تغلق کی سپاہ چاند حصوں میں منقسم تھی اور اس کے ایک حصے کو درہنٹا ہوا دیکھ کر لشکر دہلی نے خیال کیا کہ یہ لوگ خوف زدہ ہو کر میدان سے نکل جانا چاہتے ہیں لہذا اور بھی تیزی سے ان پر چھپتے۔ انہی میں فوج کا دوسرا حصہ سامنے آیا اور چونکہ یہ بھی تعداد میں کم تھا لہذا سپاہ دہلی نے بڑے جوش و خروش سے حملہ کر دیا۔ لیکن ابھی تلوار سے تلوار لڑنے نہ پائی تھی کہ تغلق کی دوسری صفیں قطار در قطار اس طرح نمودار ہوئیں کہ آگے آگے ملک فخر الدین جوفا تھا۔ ایک طرف بہرام ابدیہ آگ کے پہاڑ کی طرح چلا آتا تھا۔ بہاء الدین، اسد الدین، علی حیدر، شہاب الدین (ہریک) اپنے اپنے دستوں کو نہایت جاں بازی سے لڑانے لائے تھے اور ملک غازی کے اشارے کے منتظر تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ دہلی اپنے پہلے ہی ریلے میں اس قدر آگے بڑھ گئی کہ غازی ملک

کے قلب کی فوج اس کے دونوں طرف پھیل گئی اور گھیر کر اتنے قہر مارے کہ صدا آدھی نشانہ اجل ہو گئی۔ (قہر کی تعریف نمبر ۱۸۱۵ تا نمبر ۱۸۲۶) اس کے بعد نیڑے قول کے تلواریں کھینچ کر دشمن پر جا پڑے۔ خسرو خاں کی طرف سے ایک بازو کے سردار قتلا (خاں) نے جو شاہی میسر شکار کا عہدہ رکھتا تھا، غالباً ایک جناحی حملہ کیا تھا کہ ایک تغلقی سوار کے ہاتھ سے زخم کاری کھا یا۔ وہ چلایا کہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو۔ وہ میرا مرتبہ پہچانتا ہے لیکن ایک جوق نے اس پر حملہ کر دیا اور سر کات کر غازی ملک کے پاس لے۔ اس نے ایسے امیر کبیر کے مارے جانے پر بہت افسوس کیا۔ الغرض اب غازی ملک نے موقع دیکھ کر ایک عام حملہ کیا جس سے دشن کے پانو اکھڑ گئے اور خود خانخاناں بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی کے ساتھ یوسف خاں جو بڑے لاف و گزاف کرتا تھا، اور شاہستہ خاں اور خضر خاں جو اشکر کے بڑے سردار تھے فرار ہو گئے۔ ملک فخر الدین کی فوج سے آڑائی جاری تھی لیکن خانخاناں کے بھاگنے سے سپاہ دہلی کا دل توت گیا اور جس کا جدھر منہ اٹھا ادھر بھاگا۔ ملک فخر الدین چاہتا تھا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب کرے لیکن اس قدر مال غنیمت پیچھے رہ گیا تھا کہ اس کو سنبھالنا دشوار ہو گیا۔ بارہ ہاتھی اور خانخاناں کا سرخ چتر فخر الدین جوڈا کے ہاتھ آئے —

— * —

پھر ایک نیا عنوان لے کر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ میں نے

فہرزیء بخت سے سوال کیا کہ فتح کے بعد ملک غازی نے کیا کیا اور اس نے جواب دیا کہ غازی ملک خدا کا شکر بجا لایا۔ اور دہلی کی طرف بڑھنے اور خسرو خاں سے جنگ کرنے کی تہااری میں مصروف تھا کہ دہلی کے بہت سے سپاہی اور سردار جو لڑائی میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے، نہایت شومئدہ اور دسمع بستہ اس کے سامنے پیش کیے گئے۔ غازی ملک کے سپاہی ان کو طرح طرح کے طعنے دیتے اور آوازے کستے تھے۔ اسی کے ساتھ بے حساب مال و خزاین اور ساز و سامان جو غنیمت میں ہاتھ آیا تھا سامنے لایا گیا۔ یہ سب چیزیں خدا کی مہربانی سے غازی ملک کے ہاتھ آئیں لیکن جر لوگ گرفتار ہو کر آئے تھے ان پر اس نے بڑی عفایت و مہربانی کی۔ مقتولوں کے حال پر بہت افسوس کیا۔ زخمیوں کی مزاج دوسری سے ہمدردی۔ علاج معالجہ کا انتظام کیا اور بعض سرداروں کی خود تیار داری کی۔ انہی میں ایک سردار تھر تھا جسے غازی ملک نے سپاہی قتل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اس کی درخواست پر تغلق کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے قتل سے بچایا اور کھال عزت و مہمان نوازی سے پیش آیا بلکہ اپنے ہاتھ سے زخموں میں تانکے دئیے اور دوا تھکائی۔ اور برابر اس کی خبرگیری کرتا رہا۔ (تا نمبر ۱۹۵۵)۔

(۹)

”پس از فتح نختستیں جنبش غازی ملک از جا

ز بہر قلعة گہران برآے مسند و افسر“

اس فتح کے بعد غازی ملک نے دہلی کی طرف پیش قدمی

خلاصہ مثنوی

کی - ایک ایسی تمہید کے بعد جس میں جملہ ثوابت و سیارات کی طرف سے نوید فتح و بہادشاہی کے اشارات تحریر ہیں، امیر خسرو لکھتے ہیں کہ تغلق کے انتظام سے پام سے ہانسی اور مدینہ تک ہر جگہ امن و امان ہو گیا تھا - اور اسی موقع پر جب ایک قافلہ (غالباً بنگالوں کا) فوج والوں نے پکڑا اور ان سے چہہ لاکھ قذخہ وصول کر کے تغلق کے سامنے پیش کیا تو اس نے یہ ناجائز رقم لینے سے قطعی انکار کر دیا - موضع مدینہ (نمبر ۱۹۹۲) دھتک سے چند میل شمال میں اب تک موجود ہے اور پالم شہر دہلی کے شمال میں مشہور گاؤں ہے جہاں سے خود شہر کی سرحد شروع ہو جاتی ہے -

دھر خانانان اور شکست خوردہ سردار دہلی کی طرف بھاگے تو اس تمام علاقے میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور جگہ جگہ تآکو اور چور لوت مار کرنے لگے اور خسرو خاں کا انتظام بگڑ گیا - خود شہر میں ان خبروں نے سخت پریشانسی پیدا کی - خانانان کی فوج میں زیادہ تو دہلی کے سپاہی تھے اور ان میں سے جو لوگ مقتول اور اسیر ہوئے اور گھروں کو واپس نہ آئے، ان کے عزیز و اقربا میں شہر کے اندر ماتم و فریاد کا شور برپا ہوا - خسرو خاں نے شکست خوردہ سرداروں کو سامنے بلا کر حورت سے کہا کہ تم جو اس قدر کٹھیر فوج اور چمکی ساز و سامان لے کر گئے تھے، یہ تم کو کھا ہوا کہ اس قدر آسانی سے شکست کھا کے بھاگے اور اقلے نامی گرامی سرداروں کو کتوا دیا کہ ان میں سے ہر ایک تغلق کے ہم رتبہ تھا - پھر کہنے لگا کہ اس

میں تمہارا کیا قصور ہے۔ یہ مہر کی تقدیر کی خوابی ہے۔ اگر بادشاہی مجھے سزاوار ہوتی تو فتح بھی میرا ساتھ دیتی۔ پھر تغلق کی شجاعت و ہمت اور اقبالمدی کا اعتراف کیا اور کہا کہ حقیقت میں وہی شخص بادشاہی کا سزاوار ہے۔ (تا نمبر ۲۰۶۳)

اس کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ خسرو خاں کچھ دیر تو اپنی تقدیر کو روتا رہا اور اس نے رفیقوں سے بات کرنی چھوڑ دی۔ لیکن پھر اپنے اہل دل دوستوں کو بلاہے اور ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ بعض نے مصلحت کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ملک غازی کو کچھ اور علاقہ دے کر رضا مند کر لینا چاہیے۔ کسی نے کہا کہ یہ خیال خام ہے۔ وہ شخص جو تلوار ایسے چلا آتا ہے اور فتح نے اس کے دماغ میں بادشاہی کا خیال پیدا کر دیا ہے وہ اس قسم کی باتوں سے صلح پر ہرگز آمادہ نہ ہوگا۔ جب دشمن ایک بار چیرہ دست ہو جائے تو پھر اس سے مصلحت کی بات کرنا اپنے آپ کو اور ذلیل کرنا ہے۔ اب تو مصلحت اسی میں نظر آتی ہے کہ جواریوں کی طرح جان مال کی بازی لگادی جائے۔ جب تو نے مسند شاہی پر قدم رکھا ہے تو بادشاہوں کی طرح کمر ہمت باندھ اور خواب گاہ سے نکل کر خون کے میدان میں آ۔ خزانے کے منہ کھول دے کہ بادشاہوں کا رویہ اسی دن کے واسطے ہوتا ہے۔ خصوصاً یہ رویہ تو تیرا جمع کیا ہوا بھی نہیں ہے۔ دوسروں نے اسے جمع کیا تھا تو اسے بے دریغ خرچ کر۔ جنگ میں اگر خدا نے تجھے کو فتح دی تو ایسے خزانے بہت جمع ہو جائیں گے۔ اور اگر معاملہ برعکس

ہوا تو دشمن کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور اس فیاضی اور داد و بخش کی بدولت تیرا نام باقی رہ جائے گا۔ حسن اگرچہ یہ باتیں سن سن کر دل میں اور ہواساں ہوا جاتا تھا لیکن چونکہ اپنی بہتری کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی لہذا حکم دیا کہ شہر کے باہر لشکر جمع ہو۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ اس کی حالت ایسی تھی جیسے پارے کی قٹی کہ باہر سے مستحکم نظر آتی ہے اور اندر لرزا پڑا ہوتا ہے۔ بہو حال دلی خرف کو جس طرح بلنا چھپایا اور شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ متصل سوا سے باہر آیا۔ امرا اور سرداران لشکر اپنی اپنی فوجوں اور جنگی ہاتھیوں کے ساتھ گرد جمع ہونے لگے۔ ہندوؤں کے ساتھ ساتھ خسرو خاں کے مسلمان رفقا بھی تھے۔

”چنانچہ آہستہ با آں سہاہاں کہ خیرات مسلمان با گلاہاں“
 لشکر کا اجتماع حوض خاص کے میدان میں ہوا جس کے مشرقی سرے پر آج کل فیروز تغلق کا مقبرہ اور مدرسہ بنا ہوا ہے۔ چونکہ سپاہ کی کثرت تھی اور ادھر غازی ملک کا رعب داروں پر چھایا ہوا تھا لہذا بہت ہی قریب قریب تیرے جھائے گئے۔ لشکر گاہ کے سامنے ایک بے قاعدہ سی خندق اور پشمہ کی طرف کچی دیوار بنائی گئی۔ اسی دیوار کے اندر روشن حوض تھا جس سے مختصر ہونے کے باوجود تمام اہل لشکر پانی پیتے تھے۔ اس مورچہ بندی اور کثرت تعداد و سامان کے باوجود امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کی آمد آمد کی خبر ہندوؤں پر دنیا تاریک کیے دیتی تھی۔

”چو خورشیدے کہ بارن بر جہاں نور بود بر شب پرک تاریک و دیدور“

پھر امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت مہوں لکھتے ہیں کہ زر و گوہر نچھار کرنا بھی اسی کے لیے مفید ہو سکتا ہے جو یہ کام اہنی مرضی اور آزادی سے کرے ورنہ دشمنوں کے خوف سے اور عاجز ہو کر روپیہ لٹانا نہ دینے والے کی ناسوری کا باعث ہے نہ لینے والے کی احسان مندی کا۔ چنانچہ خسرو خاں نے بھی محل سے باہر آ کر جو روپیہ پائی کی طرح لٹایا اور اس میں مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہندوؤں نے اپنے گھر بھرے، اس سے بھی لوگوں کے دلوں میں تغلق کی تلوار کا جو خوف جاگزیں تھا، وہ کم نہ ہو سکا۔ خزانے کے اس طرح لٹا دینے کا ذکر بڑنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی آتا ہے۔ لیکن تغلق کے منزل بہ منزل بڑھنے کی یہ تفصیل کسی تاریخ میں نہیں پائی جاتی جیسی تغلق نامے میں درج ہے کہ وہ ہانسی سے گزر کر مدینہ میں آیا اور وہاں سے دھتک پہنچا۔ پھر موضع سندوتی اور پالم سے بڑے کر ادولہ پربت کی کسٹبر ناسی پہاڑی کو عبور کر کے لہداوت کے میدان تک آگیا جس کے مشرق میں جمننا اور جلوپ کی طرف چند میل پر قدیم دہلی (یعنی سیری) واقع تھی۔ بڑنی وغیرہ نے بھی لکھا ہے کہ اس کا پڑاؤ اندرپت یعنی پڑانے قلعے کے قریب تھا اور غالباً اُس تمام رقبے میں پھیلا ہوا تھا جہاں آج کل نئی دہلی کی عمارتیں بنائی جا رہی ہیں۔

اب فریقین ایک دوسرے سے چند میل کے فاصلہ پر آمادۂ جنگ تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ تغلق کے پڑاؤ پر پیش قدمی حسن کی طرف سے ہوئی۔ یہ شعبان سنہ ۷۲۰ ہجری کی چاند رات کا ذکر ہے۔ فرشتہ نے اور اسی کی دیکھا دیکھی حال کے انگریز مورخوں

نے سن کو غلطی سے سنہ ۷۲۱ ہجری لکھ دیا ہے اور راقم الحروف نے بھی اپنی تاریخ ہند میں یہی غلطی کھائی ہے۔ لیکن تغلق نامے کے بیان کی تائید بدایونی کے علاوہ خود فرستہ کے بیان سے بالواسطہ طور پر اس طرح ہو جاتی ہے کہ اس نے فیات الدین تغلق کی مدت سلطنت چار سال اور چار ماہ اور وفات ربیع الاول سنہ ۷۲۵ھ میں تحریر کی ہے جو اسی وقت صحیح ہو سکتی ہے جب کہ تخت نشینی کی تاریخ سنہ ۷۲۱ھ کی بجائے سنہ ۷۲۰ھ میں قرار دی جائے۔

پھر حال اسی شب کو عین الملک ماتانی اپنے خفیہ وعدے کے بموجب خسرو خاں کا لشکر چھوڑ کر صوبہ اُچین کی طرف چل دیا اور بظاہر اس ہنگامے میں خسرو خاں کو صبح تک اس بات کی خبر نہ ہوئی۔ وہ رات پور لشکر کی توہیب اور سرداروں سے مشاورت وغیرہ میں مصروف رہا اور صبح ہوتے ہی تیز تیز غازی ملک تغلق کے لشکر کی طرف بڑھا۔ اس کے زبردست لشکر اور سرداروں کی امیر خسرو نے خاصی تفصیل سے کیفیت لکھی ہے کہ ان میں یوسف خاں صوفی، کمال الدین صوفی، شایستہ خاں قر تمار، امیر حاجب کافر ”سہرور“، نائب امیر حاجب شہاب اودہ کا صوبہ دار اور اسی طرح کئی اور مسلمان سردار شامل تھے۔ خسرو خاں کا بھائی خانگھاناں اور ماموں (یا نانا) رند ہول جسے رانے راباں کا خطاب دیا تھا، اور بہت سے نئے نئے امیر جو غلامی کے درجے سے یک بیک اسارت و سرداری کے مرتبے تک پہنچے تھے، اپنی اپنی فرجیں لیے ساتھ تھے۔

لشکر کے آگے آگے جنگی ہاتھیوں کی صف تھی اور انہیں کے گرد دس ہزار جرار سوار برادو قوم کے، مرنے کی تھا نے ہوئے ریشمی روسال پانڈہ کر آئے تھے ان کے نام اہر دیو، امر دیو، نرسیا، پرسھا، ہرمار، پرسار، اور کالی کالی صورتیں تھیں۔ بعض پرچموں کے آگے جنگلی سور کے دانت لٹکتے تھے۔ غرض آدھی ہند و اور آدھی مسلمان سپاہ کثیر اور بڑے بھاری جنگی ساز و سامان کے ساتھ خسرو خاں میدان میں پہنچا اور ملک غازی تغلق کو جو اس دن اترنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا، مجبوراً صف جنگ آراستہ کرنی پڑی۔ اس موقع پر بھی اس نے اپنے خاص رفیقوں کو بلاکر جنگ کا جوش دلایا اور ان سے جان نثاری اور جاں بازی کا از سر نو عہد لیا۔ ان سب نے اپنے آقا کے سر پر تصدق ہونے کے راولہ انگیز قول و قرار کیے اور کہا کہ اے سردار، تو ہمارا ولی نعمت ہے اور جہاں کہے گا ہم وہاں اپنی جان لڑا دیں گے اور تو دیکھے گا کہ ابھی ہم اپنے حملے سے اس لشکر کثیر کو کس طرح تکتے تکتے کر دیتے ہیں۔ اب غازی ملک نے مطہرین ہو کر اپنی صفیں آراستہ کیں۔ میمنے پر بھانچے بھاء الدولہ کو اور دوسری فوج پر ملک بہرام ابیہ کو سردار بنایا۔ اس کے پہلو میں علی حیدر کا دستہ استدادہ کیا۔ میسرے پر ملک فخر الدین جونا اور اپنے بہتیچے اسک وغیرہ چار سردار مقرر کیے۔ قلب لشکر کی قیادت خود اپنے ذمے لی۔ یہ بھی حکم دیا کہ ہر سردار اپنے جھنڈے پر مور کے پر باندھ لے تاکہ غنیم کے جھنڈوں اور اپنے علم میں امتحاز رہے۔ دوسرے بقول امیر خسرو کے یہ مور کے پر کفار مغول کی

لڑائوں میں بھی تغلق کے پرچم پر بلندھے رہا کرتے تھے اور اس کی فتوحات نے انہیں مبارک و مسعود مشہور کر دیا تھا۔ امیر خسرو نے یہ دلچسپ تفصیل بھی تغلق نامے میں کی ہے کہ اس موقع پر غازی ملک کے لشکر کی پہلو افط "قلا" تھی (نمبر ۲۳۶۳) اور اس نعرے کو سن سن کر خسرو خاں کی آنکھوں میں اندھیرا چھایا جاتا تھا۔ (تا نمبر ۲۳۷۸) —

پھر ایک نئے عنوان کے تحت میں امیر خسرو جنگ کا حال لکھتے ہیں کہ دونوں لشکروں کے آمنے سامنے آتے ہی خسرو خاں کی ایک فوج نے اس شدت سے تغلق کے لشکر پر حملہ کیا کہ اپنے سامنے سے سب کو دیتے ہوئے لشکر کے پڑاؤ تک پہنچ گئے اور ملک غازی تغلق کے پاس ایک دستہ فوج کے سواے جس میں تین سو سوار تھے کوئی نہ تھا *۔ لیکن ٹھوڑی دیر میں اس کے خاص خاص سردار گرد و پھس جمع ہو گئے اور انہیں کو ساتھ لے کر ملک غازی نے دشمن کے بے حساب لشکر پر حملہ کیا۔ حملہ آوروں کی تعداد پوری پانسو بھی نہ تھی (نمبر ۲۳۹۰) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ چٹائی حملہ کچھ ایسا ہی موقع ہوا تھا کہ غلام کے لشکر میں پریشانی پیدا ہوئی۔ تغلق کا گھوڑا سرکے میں ہر طرف پھس پیش نظر آتا تھا۔ اور امیر خسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے (نمبر ۲۳۱۲) کہ حسن خاں کے چہرہ پر بھی اسی کا وار ایسا کارگر پڑا کہ چہرہ خسرو خاں کے سر پر اُلٹ

* اسی واقعہ کو ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں تحریر کیا ہے۔

کے گرا اور اسی کے ساتھ اس کے لشکر کی ترتیب بگڑ گئی۔ خسرو خاں بدحواس ہو کر بھاگا۔ اس بدحواسی سے اقلے بڑے لشکر میں فضا بکری ہلچل مچ گئی کہ ہر شخص جدھر مدہ اُتے بھاگنا چاہتا تھا اور خود اپنی صدیوں ایک دوسرے پر دلی پڑتی تھیں۔ بھاگنے والوں کو حملہ آوروں کے وار روکنے کا بھی ہوش نہ تھا اور بھاگتے میں زخم کھاتے اور مرتے چلے جاتے تھے۔ بعض لوگ بغیر لڑے ہتھیار ڈال دے تھے اور بعض چھوٹے کے لیے گڑھے اور کھائیاں ڈھونڈتے تھے۔ اس ہلکامی قیامت میں بھی تغلق کی فوجوں نے جو معلوم ہوتا ہے کہ اب پوری قوت سے پامت پڑی اور تعاقب کر رہی تھیں، مسلمان سپاہیوں کی کچھ نہ کچھ رعایت کی مگر تغلق کے لشکر میں ایک معقول تعداد پنجاب کے ہندو کھوکھڑ (ککھڑ) سپاہیوں کی تھی۔ انہوں نے غنیم کے مسلمان سپاہیوں پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ غرض ہر طرف مار دھاڑ اور چیخ پکار کا شور تھا اور خسرو خاں کو بھٹکا دینے کے بعد تغلق کی فوجیں لڑتے مار کرنے لگی تھیں کہ یکا یک ایک طرف سے ہندوؤں کے ایک لشکر نے حملہ کیا۔ ملک غازی کی نظر نے فوراً اس خطرے کو پہنچ لیا۔ حملہ آوروں کی صدائے ”ناراین“ کے ساتھ اس نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ باوجود اس کے یہ حملہ اتنا تیز اور تند ہوا تھا کہ غازی ملک کے سنبھلتے سنبھلتے حملہ آوروں نے اس کی فوج کے بہت سے جھنڈوں کو کات کات کے گرا دیا مگر غازی نے اسی وقت ایک سپاہی کو اشارہ کیا کہ اس کا خاص علم جس پر مہچھلی بنی ہوئی تھی قائم کرے اور نقادچی کو حکم دیا کہ تو گھوڑے پر جم کے بیٹھ جا

اور برابر نقارے پڑ چوب لگائے جا۔ اگر تونے آج سورے سامنے
 نوبت بجانے میں کمی نہ کی اور خدا نے مجھ کو فیروز مند کیا
 تو تیرا نقارہ اشرفیوں سے بھروسوں گا۔ اور جس شخص نے علم
 گڑا تھا اس سے کہا کہ اگر تو بھی اسی طرح علم کو ایسے قائم
 رہا تو تیرے قد سے اونچا روڑھے کا تھیر لگا کر تجھے مچھلی کی
 طرح اس میں ترا دوں گا۔ کیونکہ اگر یہ میرے جھنڈے کی مچھلی
 قائم اور نقارہ بچ رہا ہے تو پھر مجھے کو دشمن کی سو صفوں
 کا بھی خوف نہیں ہے (نمبر ۲۳۸۳ تا نمبر ۲۳۹۸)۔ امیر خسرو
 لکھتے ہیں کہ فازی کی اس حکمت اور ہمت کی بدولت کہ
 تین تین میدان میں تاتا رہا اور اپنا علم قائم رکھا، اس کے سوار جو
 منتشر ہو گئے تھے جھنڈے کو دیکھ کر اس طرف جمع ہونے لگے۔
 اب اس نے فور سے دیکھا تو دشمن کا ایک زبردست لشکر بہت فاصلے
 پر نظر آیا جس کے ساتھ تھوڑے سے ہاتھی بھی تھے۔ اور نہیب
 میں ہونے کی وجہ سے یہ فوج پوری طرح نظر نہ آتی تھی اور
 اب تک ملک غازی کے حملوں سے محفوظ رہی تھی۔ دریافت کرنے
 سے معلوم ہوا کہ یہ خسرو خاں کے چند مسلمان سرداروں کی فوج
 تھی۔ ہندو فوج کا ایک دستہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ اور
 خسرو خاں کا خاص رفیق یوسف صوفی خاں ان میں موجود
 تھا۔ پس تعلق نے اس طرف رخ کیا اور ایک ہی حملے میں
 اس فوج کو بھٹکایا۔ اب دشمن سے میدان خالی اور فتح کے کامل ہونے
 میں کچھ کسر نہ رہی تھی۔ غازی ملک اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹا۔ اس
 کے سپاہیوں نے سوائے کھوکھڑ اور وحشی افغانوں کے زیادہ غارتگری

نہیں کی۔ اور مسلمان عہوداً اوت مار سے محفوظ رہے، البتہ
 بھاگنے والے ہندو سپاہی اور سردار جن کو خسرو خاں کی داد و
 دہش نے حال میں مالا مال کیا تھا ان کے زر و جواہر خوب تھے:-
 ”گروہے گوہر جاں داد برباد گروہے را قضا گنج گہر داد
 جہاں را دیوشہ کاٹیں چنہیں است کہ ہرچہ او را جکرائیں رانگین است
 کسے کو پشت داد و پس نہ بھند بشارت روئے او را کسی نہ بیند
 غرے با پڑ مثل شد در شہانی کہ در غارت نہا شد مہربانی“

(۱۰)

”بشارت دادیں اسباب شاہی و جہاں داری

دل غازی ملک را بہر مسند ز انجم و اختر“

فتح کے بعد جس کا تعلق نے سب سے پہلے مسجد شکر
 ادا کیا، امیر خسرو نئی داستان مذکورہ بالا عنوان سے شروع
 کرتے ہیں۔ تمہید میں لکھتے ہیں کہ آدمی کا بلند و پست ہونا
 تقدیری امور ہیں۔ اس میں نہ اپنی کوشش کا دخل ہے نہ کسی
 دشمن کی مخالفت چل سکتی ہے۔

ز تقدیر است چوں بھنی بہ تمیہز خواص قابلیت در ہمہ چہز
 یکے را کز بلندی بہرہ مند است نیارن پست ماندن چوں بلند است
 دگر کز آسمانہں بہرہ پستی است رہس با چار سوئے زیو دستی است
 اب غازی ملک کے تخت شاہی پر پہنچنے کا حال سنو کہ
 وہ اس روز اپنے پڑاؤ پر ہی رہا۔ فتح کے ساتھ ہی ہر طرف سے گویا
 زمین و آسمان اسے زبان حال سے بادشاہی کی بشارت دیتے تھے لیکن
 ملک غازی اس جذبہ ہوس کو دل ہی دل میں دبانا اور کہتا تھا

خلاصہ مشنوی

کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ مجھے مسلک شاہی کے پاس نہ پھینکا چاہیے کیونکہ بادشاہی بڑی ذمہ داری اور درد سر کا کام ہے۔ لیکن امیر خسرو لکھتے ہیں کہ جس کو آسمان نے اس کام کے لئے بنایا ہو اسے تقدیر منصب شاہی پر لائے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کی مثال میں ایک حکایت لکھتے ہیں کہ صبح کو جو شعبان مبارک کی پہلی تاریخ تھی، ہازی ملک آہستہ آہستہ پائے تخت دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ جلوس کے آگے آگے ہاتھیوں کی صف تھی جو اسی لڑائی میں ہاتھ آئے تھے۔ نوبت والے طبل و دسامہ بجاتے ”نقیب دور باش“ کی آوازیں لگاتے، چل رہے تھے۔ پیادہ و سوار ننگی تلواریں لیے، نیزے چمکاتے آگے تھے۔ یہاں تک کہ جلوس قصر شاہی تک پہنچا اور تغلق نے گھوڑے سے اتر کر وہیں فرش زمیں پر دوبارہ سجدہ شکر ادا کیا۔ پور عہدک و امرا سب کو بلا کر جان بخشی اور عام معافی کا مژدہ سنایا۔ سب کو اپنے برابر عزت سے ہتھایا اور یہ تقریر کی کہ میں ایک معمولی آدمی تھا۔ سلطان جلال الدین مغرور نے اپنی عنایت سے مجھے مقرب بنایا۔ اس کے انتقال کے بعد مجھے تردد رہا کہ اتنے میں اقبال علانی کا انتخاب طلوع ہوا اور میں نے بھی بادشاہ کی خدمت اختیار کی۔ میں پہلے بادشاہ کے بھائی الخ خاں کی ملازمت میں رہا اور اس کی نوازشوں سے بہرہ مند ہوا اور جب وہ گذر گیا تو بادشاہ کی خدمت گزار کی۔ اور اسی بادشاہ کی عنایت سے اس درجہ امارت و سرداری تک پہنچا۔

لوگوں نے تغلق کی یہ تقریر سن کر کہا کہ اے امیر! تو اپنی

خوبیہاں دوسروں سے کیوں منسوب کرتا ہے جب کہ ہم تیرے حال سے بخوبی واقف ہیں۔ جس وقت بادشاہ نے رنتلہپور کا محاصرہ کیا اور اپنے لشکر گاہ کے گرد ایک حلقہ بنا یا اس وقت رائے رنتلہپور نے ایک چھوٹے لشکر سے اس حلقے پر شدید حملہ کیا جس سے بادشاہ کی فوج میں ہلکا سا ہرجا ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ نے تجھ ہی کو حکم دیا اور تو ہی نے اپنی شجاعت اور کوشش سے حملہ آوروں کو شکست دی تھی۔ اسی فتح کی جلدی میں بادشاہ نے تھرا اہواز و اکرام کیا۔ پھر جب اس بادشاہ (یعنی سلطان جلال الدین) نے وفات پائی اور علاء الدین اس کا جانشین ہوا تو اپنی وفاداری کی وجہ سے تو اپنے عہدے پر بحال رہا۔ بعد ازاں جب مغلوں نے دکن (موجودہ ضلع بلنگ شہر) کی طرف یورش کی اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا، اس وقت بادشاہ نے تجھی کو مقابلے میں بھیجا۔ وہ چار تین یعنی چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ اور اس کے چاروں سردار مغل شہزادے تھے مگر تو نے تھوڑے ہی عرصے میں اس لشکر کو شکست دی۔ اسی طرح کئی مغل سرداروں کو پے درپے شکستیں دیں اور ہر معرکے میں سونخ رو ہوا۔ پھر سمندر کے قریب بونیل (?) کے مقام پر کفار مغل سے جو دس ہزار چیدہ جنگ آڑاؤں کے ساتھ آئی تھی اور ان کے سردار کا نام بھی تغلق تھا، شدید جنگ ہوئی۔ مگر وہ تغلق کفر کی حمایت میں، اور تو دین کے لیے لڑا تھا اس لیے خدا نے تجھ کو فتح کامل عنایت کی۔ بونیل کے راجہ سے بھی تو نے خراج اور سمندر کا محصول واداری وصول

کہا۔ پھر حیدر و زہرک کے لشکروں کو شکستوں دیں۔ فرض کہاں تک تفصیل کی جائے کہ تجھے اتھارہ بڑے بڑے معرکوں میں فتح حاصل ہوئی ہے۔ ان کے بعد یہ تازہ فتوحات توہوں جو تجھے لشکر دہلی پر میسر آئیں۔ شہر خدا حضرت علی کے بعد اٹلی فتوحات ابو مسلم کے سوا، اس کو حاصل ہوئیں۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تجھے اس کامیابی کے لیے زندہ رکھا ورنہ کتنے ہی امرا ہلاک ہو گئے۔ اب جب کہ تو اٹلی ہلاؤں سے محفوظ رہا ہے، تخت شاہی پر جلوس فرما اور سلطنت کو از سر نو رونق دے (تا نمبر ۲۶۸۱)۔

ملک غازی نے کہا کہ میرا جواب وہی ہے کہ میرا قاج و تخت میری قیور و کمان ہے۔ جس طرح بادشاہوں سے قبیح آزمائشیں نہیں ہوتی، اسی طرح جنگ آزمائشوں سے نچلا نہیں بیٹھا جاسکتا۔ مجھے سلطان علاء الدین کی مہربانی سے یہ مرتبہ ملا۔ اس لیے مجھے پر اس بادشاہ کا بہت بڑا حق واجب تھا۔ جب میں نے سنا کہ کافر نعمت خسرو خاں نے اس کی نسل کو مٹا دیا، اپنے ولی نعمت خلیفہ وقت، قطب الدین کو قتل کر دیا، اس کی بیویوں اور بچوں کو بھی مروا دیا۔ اور طرح طرح کی شرمناک بدعتیں کیں، تو دنیا میری آنکھوں میں تاریک ہو گئی۔ میں نے بھی نوحہ و ماتم کیا اور اپنے دل سے کہا کہ ایسی زندگی پر حیف ہے کہ میرے اولیائے نعمت اس طرح مارے جائیں اور میں ان کا انتقام نہ لوں۔ حقیقت میں میں نے تین نعمتیں کی تھیں۔ ایک تو یہ کہ میں نے اسلام کی راہ میں جہاد کروں گا۔ دوسرے یہ

کہ اس مبارک سرزمین کو ایسے کھینچنے ہندو زادے کے ہاتھ سے چھین لوں اور ان شہزادوں یا عالی نژادوں کو مراتب سلطنت پر متمکن کروں جو اس کے اہل ہیں۔ تیسری نیت یہ تھی کہ جن کافر نعمتوں نے نسل شاہی کو اس بے رحمی سے برباد کیا ہے انہیں کھنجر کربار کو پہنچاؤں۔ یہ نیتیں محتض خدا کی رضا جوئی کے واسطے تھیں اور خدا کے فضل سے میری مضبوط ہمت نے ان تینوں ارادوں کو اتمام کو پہنچایا۔ اور جب مہرے مراد برآئی تو اب میں تمام عمر اس دن کی کامیابی کا شکر ادا کروں گا۔ میں تخت بادشاہی کا جوہا نہیں ہوں اور سوائے دینی جہاد کے تلوار نہ کھینچوں گا۔ اب اگر نسل شاہی میں سے کوئی شخص بھی زندہ ہے تو یہ تخت سلطنت اسی کے نام لکھا جائے۔ اور اگر ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے تو یہاں اور بہت سے بڑے بڑے اسپر سوچوں ہیں۔ مجھے اپنا گھوڑا اور دیو پالپور کا ویرانہ سب سے زیادہ پسند ہے (قا نمبر ۲۷۲۳) —

اکابر ملک نے پھر اس کے پاؤں چوسے اور اصرار کیا کہ کلاہ بادشاہی تیرے ہی لئے موزوں ہے۔ اگر تاج کے لایق کوئی اور سر ہوتا تو تقدیر الہی یہ عزت و مرتبہ اسی کو بخشتی۔ ہم جو آج تیرے سامنے زیر و سرنگوں کھڑے ہیں کیوں تو تیرے مقابل میں تضلع سلطنت کے سزاوار ہو سکتے ہیں۔ تغلق نے پھر وہی عذر کیا اور اسپروں نے پھر اصرار کیا۔ تغلق نے کہا کہ میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ آپ لوگوں کی ان تقریروں سے بادشاہی کے شوق میں اس کی دشوار ذمہ داریوں کو بے قائل اٹھا لوں۔ دوسرے اگر میں

نے بادشاہی قبول کی تو لوگ بھی کہیں گے کہ میں نے اسی غرض سے تلوار کھینچی تھی۔ لوگوں نے آخر میں یہ دلیل بھی پیش کی کہ اگر تیرے سواے کوئی دوسرا تخت پر بیٹھا تو وہ تجھ سے خائف اور اس لیے تیری مخالفت پر آمادہ ہرے بغیر نہ رہے گا جیسا کہ ابو مسلم کے معاملے میں ہوا کہ اس نے جعفر کو تخت خلافت پر بٹھایا اور جعفر نے اپنی حفاظت کے لیے خود اسی کو قتل کرایا۔ اس پر خسرو لکھتے ہیں کہ یہ بات سن کر تغلق بھی سرج میں پڑ گیا اور وہ ابھی اسی تردد میں تھا کہ در سے اس کے سامنے تین چتر نمودار ہوئے۔ اس وقت اسے اپنا وہ خواب یاد آیا جس میں اس نے اپنے سر پر تین چاند چمکتے دیکھے تھے۔ اور بالآخر لوگوں کی درخواست اور تخت شاہی کو بخشش الہی سمجھ کر قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی —

تخت شاہی کے لیے اس رد و کد کا حال بڑی اور بعد کی قاریخوں میں بھی موجود ہے۔ - بڑی نے تصریح کی ہے کہ یہ مجلس قصر ہزار ستون میں منعقد ہوئی تھی۔ ابن بطوطہ نے یہ دلچسپ روایت بھی لکھی ہے کہ ملک تغلق اپنے دوست بہرام ابیہ کو بادشاہی کی دعوت دیتا تھا۔ بہرام نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم تخت شاہی قبول نہیں کرتے تو ہم تمہارے بیٹے فخرالدین کو بادشاہ بنا لیں گے۔ یہ سن کر تغلق نے بہتر یہی سمجھا کہ خود بادشاہی قبول کر لے۔ —

(۱۱)

جلوس شہ غیاث الدین و دنیا تغلق فازی
فراز تخت سلطانی چو افریدون واسکند

دوسرے روز یعنی ہفتے کی صبح تغلق نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور سلطان غیاث الدین اس کا شاہی خطاب قرار پایا۔ پھر در منظوم عنوانوں کے تحت میں اسیر خسرو نے خسرو خان اور اس کے بھائی کی گرفتاری اور قتل کا حال تحریر کیا ہے کہ دونوں بھائی فواری میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ خانخانان کسی بڑھیا کے گھر میں جا چھپا تھا لیکن فالجاً اسی روز تغلق کے سواروں کو اس کا پتہ مل گیا۔ انہوں نے فخرالدین جونا کو، جسے اس موقع پر پہلی مرتبہ تغلق ناسے مہن الغ خان کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے (نمبر ۲۸۱۵) خبر کر دی اور اس مکان تک لے آئے۔ الغ خان نے وعدہ کیا کہ بادشاہ تیری جاں بخشی کرنے کا لیکن جب وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے شہز میں پھرایا جائے اور جس طرح اس نے مستورات کی پردہ دری کی تھی اس کی بھی تشہیر کی جائے۔ چٹانپہ بڑے بڑے بازاروں میں اس کو پھرایا گیا۔ اور اس کے بعد سہ گات کر کنگرے پر لٹکا دیا گیا۔

پھر اسیر خسرو ایک پند آسوز تمہید کے بعد لکھتے ہیں جب خسرو خان شکست کھا کے میدان سے بھاگا تو چند ہم قوم ہراؤ سوار بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہ تھوڑی دیر ہر طرف دوڑتے پھرتے کہ امن کی جگہ یا پناہ کا راستہ مل جائے۔ لیکن اس دواوش میں راستہ بھول گئے اور خسرو خان اپنے ساتھیوں سے بھی الگ ہو گیا۔ اور گرتا پرتا ایک ویوان باغ میں جا چھپا۔ برنی نے لکھا ہے کہ وہ اپنے قدیم آقا ملک شاہی کے مقبرے کے باغ

خلاصہ مثنوی

میں جا چھپا تھا۔ اور دوسرے روز وہاں سے گرفتار ہو کے آیا۔
 ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ وہ تین دن تک برابر باغ میں چھپا رہا
 اور پھر بھوک سے بے قرار ہو کر ایک باغبان کو اپنی انگوٹھی دی
 کہ اسے گروی رکھے کہ کچھ کھانا لائے۔ یہ انگوٹھی پمڑی کٹی اور
 اسی سے خسرو خان کا کوتوال کو سراغ مل گیا۔ تغلق فاسے میں
 لکھا ہے کہ بادشاہ نے الغ خان کو اسے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔
 غرض وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے پھس ہوا۔ بادشاہ نے اس
 سے سوال کیا کہ اے ظالم تو نے اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ کیا
 کہا کہ اس نے تجھے کو اپنے دل میں جگہ دی اور تو نے اس کا
 خون کر دیا۔ خسرو خان نے جواب دیا کہ میرا حال دنیا
 کو معلوم ہے۔

”اگر نارفتلی ہر من ذرفتمے زمن نا آسدمے وین فن نرفتمے“
 اس بہت میں قطب الدین کی بد فعلی کا اشارہ ہے جس کا
 پونی نے بار بار اور خاصی صراحت سے ذکر کیا ہے۔ تغلق کے سوال
 پر کہ شہزادوں نے قیصر کہا بازار تھا جو ان کو اس بے رحمی سے
 قتل کیا۔ خسرو خان نے جواب دیا کہ یہ مشورہ میرے رفیقوں
 نے مجھے دیا تھا۔ اس کا الزام حقیقت میں مجھ پر نہیں۔ پھر
 جب پوچھا گیا کہ قنضت و سلطنت پر تو نے کیوں قبضہ کیا تو
 اس نے کہا کہ میں کسی شہزادے کو قنضت پر بٹھانا چاہتا تھا
 مگر میرے بدرائے مشیروں نے مجھے تروایا کہ اگر تو ایسا
 کرے گا تو تھری خیر نہ ہو گی۔ تغلق نے یہ سوال بھی کیا تھا
 کہ مجھے پر تو نے کہوں فوج کشی کی۔ خسرو خان نے کہا کہ

میں تہجکو پام تک کا علاقہ دینے پر تیار تھا لیکن یہ رائے بھی نہ چلی اور خدا نے تہجکو غالب اور تخت و سلطنت کا وارث پیدا دیا۔ آخر میں خسرو خاں نے جاں بخشی کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ اسے اندھا کو کے کسی گاؤں میں گوشہ نشینی کی اجازت دے دی جائے (نمبر ۲۹۰۶) مگر خلیق نے اسے قبول نہیں کیا اور کہا کہ میں نے بادشاہ اور شہزادوں کا انعقاد لینے کے لئے یہ جنگ کی تھی اور تہجکو زندہ چھوڑنا میرے عہد اور اعلان کے خلاف ہوگا۔ پھر چلاؤں کو حکم دیا کہ جس جگہ سلطان قطب الدین سہارک شاہ کو خسرو خاں نے قتل کرایا تھا اسی مقام پر لے جا کر خسرو کا سر قلم کر دیا جائے۔ چلاناچہ سر کات کر صحن میں پھینک دیا گیا کہ آبلک و روند کے قدسوں میں چامال ہو۔ اس کے قتل ہونے کی قریب قریب یہی روایت ابن بطوطہ نے لکھی ہے۔

.....

تغلق نامے کا جو نسخہ موجود ہے وہ اسی بیان اور ہیئت نمبر (۱۹۲۰) پر ختم ہو گیا ہے۔ لیکن صفحے کے آخر میں ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آگے کے کچھ اور اق شاہج ہو گئے ہیں۔ ایک عنوان بھی آخری صفحہ سے دو تہن ورق پہلے حاشیے پر تحریر ہے جو غالباً آخری فصل کا عنوان تھا۔ اور وہ یہ ہے۔

حدیث چتر و کشور داہن شہزادگان و انکہ
بشغل آراستن کار ملوک و ہندہ و چاکر

معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری فصل میں لوگوں کے خطابات و خدمات کی تصریح تھی اور پھر وہ اشعار ہوں گے جو حوائی نے خاتمے پر تصویر کئے تھے۔ لیکن جیسا کہ مقدمہ کتاب میں بحث کی گئی ہے یہ آخر کے اوراق جو تلف ہو گئے تعداد میں کچھ زیادہ نہیں ہو سکتے —

سہد ہاشمی

چھدر آباد - شوال سنہ ۱۳۵۱ ھ



مقدمہ

(نا تمام)

نوشتہ مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم

حضرت 'امیر خسرو' رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف میں تعلق نامہ سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری اور زیادہ قیمتی تصنیف ہے۔ عام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ حضرت امیر کی سب سے آخری تصنیف ہے بلکہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون * میں یہ لکھا ہے کہ یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی۔ اس کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ خالص تاریخی تصنیف اور اس میں قطب الدین مبارک شاہ کے قتل سے لے کر غیاث الدین تغلق کی تخت نشینی تک کے نہایت تفصیلی واقعات ملتے ہیں جن سے ہماری موجودہ کتب تواریخ ساکت ہیں۔ بلاشبہ تاریخ علانی +

* کشف الظنون مطبوعہ دارمندی صدقہ () اس میں تعلق نامہ کو تعلق نامہ لکھا ہے جو چوتھاہ کی غلطی ہے —
+ صیغہ خسرو کے سلسلہ میں تاریخ علانی کی تصحیح اور متعدد نسخوں کے ساتھ اس کا مقابلہ میں کرچکا تھا۔ افسوس ہے کہ اب تک اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی —

ایک ایسی کتاب ہے جس کو قاریخی کہا جاسکتا ہے اور جس میں حضرت امیر نے سلطان علاء الدین خلجی کی بعض فتوحات کو اپنے خاص شاعرانہ انداز میں صنایع بدایع کے سخت التزام کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے بھی بعض قاریخی فہم فہمیوں کی اصلاح ہو جائے۔ لیکن تاہم اس کی قاریخی حیثیت کے مقابلہ میں ادبی حیثیت زیادہ غالب ہے اور اس لحاظ سے وہ تعلق نامہ کی برابر ہی نہیں کر سکتی۔

ان دونوں باتوں کے علاوہ خاص وجہ تعلق نامہ کی اہمیت کی یہ ہے کہ وہ صدیوں سے کم یاب یا نایاب یا قطعاً منقود سمجھی جاتی ہے۔ تمام مورخ اور تذکرہ نویس یا تو اس کی کم یا ہی کی شکایت کرتے ہیں یا اس کے فقدان پر افسوس کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے کوئی شخص اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ اس نے تعلق نامہ کو دیکھا ہے۔ البتہ حاجی دلہندہ نے اس کتاب کے متعلق اس قدر صحیح بیان دیا ہے جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ اس نے یہ کتاب ضرور دیکھی ہے۔ اس زمانہ میں نئی تصانیف ایک ملک سے دوسرے ممالک میں جس وسعت کے ساتھ پہنچ جاتی تھیں، اس سے کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کتاب بھی قسطنطنیہ پہنچ گئی ہو اور حاجی دلہندہ کی نظر سے گزری ہو اور چونکہ وہاں کے شاہی کتب خانے اس وقت تک محفوظ ہیں اس لئے یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ اس کتاب کا کوئی نسخہ اس وقت تک وہاں کے کتب خانہ میں محفوظ ہو۔ بہر حال حاجی خلیفہ کے الفاظ یہ ہیں:

جب نواب عمادالہاک بہادر کی تحریک پر مدرسۃ العلوم علی گڑھ میں فراہمی و ترتیب تصانیف خسروی کا کام شروع ہوا تو اس کے کارکنوں کی خاص توجہ تغلق نامہ کی طرف مبذول ہونا ایک قدرتی بات تھی چنانچہ اس کی تلاش میں سب سے زیادہ اہتمام کیا گیا۔ خداوند تعالیٰ نواب اسحاق خاں کو غریب رحمت فرمائے۔ عجب نیک دل اور پاک باطن بزرگ تھے۔ تصانیف خسرو کے ساتھ جس قدر ان کو دلچسپی تھی اور جس قدر شوق تھا وہ ظاہر بہنو کی نظر میں خبط بلکہ جنون کے درجہ کو پہنچ گیا تھا، اور تغلق نامہ کے ساتھ تو ان کو خاص شغف تھا۔ ہر صاحب ذوق سے وہ اسی کا تذکرہ کرتے اور یہی فرمائش کرتے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انہیں کے جذب قلبی اور نہک ذہنی کا ثمرہ تھا کہ ایک ایسی کتاب جس کی تصنیف کو چھ صدیوں سے زائد زمانہ گزر چکا ہے اور مورخین سوائے نام کے اس کی نسبت اور کچھ نہیں جانتے اور جس کے مفقود ہوجانے پر علمی دنیا متفق ہو چکی تھی از سر نو پھر عالم وجود میں آئے اور زیور طبع سے آراستہ ہو کر اہل شایقین کے ہاتھوں میں اس کی رسائی ہو۔

تغلق نامہ کا انکشاف جن ابتدائی مراحل سے گزر کر پایہ تکمیل کو پہنچا ان کی رویداد نہایت دلچسپ اور سننے کے قابل ہے۔ یہاں اس کو مختصراً بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس بیان کو سرسوی نظر سے دیکھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ خیال کہیں کہ تغلق نامہ کی ایجاد کا فخر صرف اس خاکسار کو حاصل ہے۔ مگر حقیقتاً یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اس فخر

میں جناب مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی سیرے ساتھ شریک ہوں بلکہ شریک غالب ہیں۔ وہ اس تحریک کے بانی ہیں۔ * سب سے پہلے انہوں نے جہانگیر نامہ پر ایک مہسوط نکتوں لکھی۔ جس میں وہ اگرچہ کسی صاف نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے لیکن ان بحثوں اور کارشوں سے میں نے ضرور فائدہ اٹھایا جس کا میں اعتراف کرتا ہوں۔ جس طرح اس تحریک کا آغاز ہوا اس کو مولانا شروانی ہی کے الفاظ میں میں بیان کرنا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ اپنے تفتیشی مراسلے میں جو نواب اسحاق خاں مرحوم مغفور کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں:

”تبصرہ + طبع ثانی ایک ہفتہ ہوا موصول ہوا۔ غایت دلچسپی کی وجہ سے نے میں اس کو مکرر پڑھا۔ تغلق نامہ کے متعلق آپ کی تاسف آمیز تھریر پڑے کہ دل میں ایک حسرت کی موج اٹھی اور اس خیال سے دل توپ کر رہ گیا کہ کاش میں اس کا نسخہ حاضر کر سکتا۔ اسی اضطراب میں خیال آیا کہ نعت خانہ میں حیاتی کاشی کا جہانگیر نامہ ہے جو بجواب تغلق نامہ لکھا گیا تھا۔ اس کو دیکھنا چاہیئے شاید حالات پر کچھ روشنی پڑے۔ اس کو نکال کر دیکھا۔ حسب ذیل واقعات معلوم ہوئے.....“

غرض کہ مولانا شروانی کا مراسلہ جس کا خلاصہ اوپر دیا گیا ہے

• جہانگیر نامہ کا نسخہ جو بعد میں تغلق نامہ ثابت ہوا انہیں کے کتب خانہ سے نکلا۔

+ تبصرہ ثانی متعلق ترقیب کلمات خسروی صفحہ ۲۲

اور جہانگیر نامہ کا قلمی نسخہ نواب اسحاق خاں مرحوم نے آخری فیصلہ کے لیے خاکسار کے سپرد فرمایا۔ مہن نے ان دونوں چھوڑوں کو سرسری نظر سے دیکھا۔ مجھے کو قطع نظر اس بات کے کہ حیاتی کے اقوال کا صحیح معنی کیا ہو سکتا ہے اس کتاب میں حضرت امیر خسرو کی روح محسوس ہوئی اور آخر کار مجھے پر منکشف ہو گیا کہ سوائے چند ابتدائی اوراق کے جو حیاتی کاشی کے طبع زاد ہیں اور جس میں اس نے جا بجا اپنا نام لکھا ہے باقی تمام کتاب امیر خسرو کی ہے اور یہ وہی کتاب ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت علمی دنیا صدیوں سے یقین کر چکی ہے کہ وہ مفقود ہو گئی۔

میں نے اپنی یہ رائے مع ان دلائل کے جو اس سرسری مطالعہ کے وقت میرے خیال میں آئے اور جو اثبات مدعا کے لیے کافی تھے لکھ کر بھیج دی تھی۔ جو تبصرہ ثانی میں مولانا شروانی کے مراسلہ کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ مگر اس مبحث کی اہمیت کا لحاظ کر کے میں چاہتا ہوں کہ ان تمام دلائل و شواہد کو جو میں نے اس وقت لکھے تھے اور نیز جو عروقی مطالعہ اور مؤید غور و فکر کے بعد میرے خیال میں آئے زیادہ توضیح اور تفصیل کے ساتھ لکھوں:

(۱) جہانگیر نامہ اور عشقیہ میں بیان کا انداز اور ترکیبوں کی بندش اور قوافی کی نشست بانگل متحدہ واقع ہوئی ہے بلکہ بعض اوقات پورے پورے مصرعے اور شعر باہم مل جاتے ہیں۔ اور سوائے ایک دو لفظوں کے کچھ فرق نہیں ہوتا۔ مقابلہ کے لیے

مقدمہ-نا تھام

میں نے عشقیہ کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ وہ حضرت امیر کی
 اواخر عہد کی تصنیف ہے اور متعدد واقعات و واقوں کتابوں میں
 مشترک ہیں۔ اور بظہر بھی دونوں کی ایک ہی ہے۔ چنانچہ شعر
 ملاحظہ ہوں:—

جہانگیر نامہ

عشقیہ

ہمی گفت آسماں را آفتابیں	}	ازاں بے مہر شد دینار خورشید
کہ سکہ می شوم بہر خطابش		کہ دارن سکہ نام تو امید
گہر ہائے کہ گوہر پاہں از اسود	}	گہر ہائے کہ ہر یک را ز امید
بنور چشم خود پرورد خورشید		بصد خون جگر پرورد خورشید
ازاں خون و ز موج اشک رفکیں	}	ز کو ہش بو رخ پور خون و رنگین
حننا می ہست بدست نگاریں		حننا می ہست ہر دست فکاریں



چو دولت مراد را بر سر فہد تاج	کسے کز سہر گردوں بہرہ منک است
فتد ز اسہب او دشون بتاراج	ز انجم ہمچو انجم سر بلند است
بہر قفلے کہ دستش یار گردد	اگر چو یک کلید کار در مشت
ہر انگشتی کلید کار گرد	کلہدے گرد از دستش ہر انگشت
بہر منزل کہ جایش دز خور آید	چو عون غیب پیش مقبل آید
مراد از بام و کام از در آید	غرض ہش از تمنا حاصل آید
ہر تعظیم آسماں بوسہ چینیہش	ہندوزش آرزو باشد بسیدہ
بسطلانی دہد ز انجم تکینہش	کہ بیش از خواست ہش آید خزینہ
ز تقدیر است چوں بہنو بہ تہوہز	ز روزی خواہ در نہ خواہ در شہر
خواص قابلیت در ہوہ چہز	مقام ہر کسے پیداست در دہر

یکه کو از بلندی بهره مند است
نیارد دست مازدن چون بلند است
دگر کو آسمانش بهره پستی است
رهش با چار سوئی زیر دستی است
بود کلدم خرے بالا سر افراز
سر چلغوزه گوید با فلک راز
بکوشش دیو جهشیدی نیابد
ستاره نور خورشیدی نهابد
سری کو را بود قسمت کلاه
هوس بر تاج بردن نیست رای
از آن تقدے که می سنجند در غیب
بردزی پر شود نے از هوس جهب
نه هر فرقه سوائے تاج شاهی است
نه هر تن را لقب ظل الهی است
نه هر درّی بر افسر جائے یابد
نه هر سر تاج ملک آرای یابد

— * —

فرنیان کوس فتح آواز می داد
ترنم رهوه را آواز می داد
ز سر می برد هوش و باز می داد
نوا جان می آید و باز می داد
همه دندانش در بالا و پستی
همه دندانش سمت شهر پد راست
فتاب بخیزان شده از شیر مستی
کز آن مستی همی افتاد و می خاست
کسیه کو عزت اسلام داند
کسیه کو عزت معشوق داند

معادالہدے کے این دیدن تواند کجا از نان و جانش یاد ماند
کنوں زان کونہ خواہم راند این حرت بہنہ جارے نگارم نقش این درج
کہ گنج نہ فلک دروے شود صرف کہ چون آب روان گوہر شود خوج
چو سن در خون فتم خونم مشونہد چو ہارم گشت زو خونم معجونید
وزیں حولتوار گل خونم معجونید وزیں خون روے رنگونم مشونہد
فلک تاج علا را ہون معراج علا از تخت رفت رفعت از تاج
بھاک افتاد والا گوہر تاج شہا بے جاے ماہے کرد معراج
ہو شہ پاسبان خالق پھوست چو باشد خانہ را پاسبان مست
کے ظا باشد کہ باشد پاسبان مست رساند کزن را خود باز بردست
شہل چوں شد خراب از بادہ ناب شہانے را کہ باشد بادہ در پیش
رہ در معدہ گرگان کذہ خواب رسائی نقل گرگ از پہلوے مہش
ہر آئینے کہ رسم ملکداری است ستون عمدت با استواری
نہات کارہا در ہوشہاری است ستاد شہ بود در راست کاری
چو طبعم در جوان مردی در آمد سپاہ دہن کہ چون دریا در آمد
قلم را موج دریا بر سر آمد مغل را موج دریا بر سر آمد
عجب حیفی کہ ان گہوان گمراہ عفا الہم در چنآن روہاے چوں ماہ
بعضوں فلفطد چنآن روہاے چوں ماہ کسے چوں ہرکشد شمشیر کین خواہ
جوانے ہم چو بخت خویش بہدار ربوہہ خواب بیداران بہ بیکار
ربوہہ خواب بیداران بہ بیکار ز چشم نیم خواب و نیم بیدار

— * —

تعلق فاسد اور جہانگیر ناسہ کی تصنیف میں پورے تین صدیوں
کا فاصلہ ہے اور اس عرصے میں فارسی زبان اور اس کی نظم و نثر

میں نمایاں تنہوات ہو گئے تھے۔ بہت سے الفاظ اور مصداقات متروک ہو کر نئے الفاظ اور نئے مصداقات ان کی جگہ جاری ہو گئے تھے۔ شاعری میں بجائے قدما کی سادگی اور بے تکلفی کے دقت پسندی اور فزک خیالی خصوصاً دور اکبری میں انتہا کو پہنچ چکی تھی جس کو اس مہدی کے سخن فہم تازہ گوئی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس لئے جہاں کلام کو حضرت امیر خسرو کے کلام کے ساتھ مقابلہ کرنا اور ان میں فرق دکھانا شاید اہل ذوق کے نزدیک معیوب سمجھا جائے۔ اس خیال سے میں نے عشیقہ اور تغلق نامہ کے ہم معنی اشعار بالمقابل نقل کر دیے ہیں۔ ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے اور یقین کر سکتا ہے کہ اس قدر نوارن دو ہم عصر شاعروں کے کلام میں بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ان میں سینکڑوں برسوں کا فاصلہ ہو۔

اشعار مذکورہ بالا کی نسبت صرف اس قدر اور عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے ان کے جمع کرنے میں کوئی خاص اہتمام نہیں کیا۔ بلکہ جہانگیر نامہ کے مطالعہ کے اثنا میں جو اشعار ایسے آئے جن کے ہم معنی شعر عشیقہ میں مہری نظر سے گزر چکے تھے اور مجھے یاد تھے ان کو لکھ دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ان دونوں کتابوں کا مقابلہ کیا جائے تو صدا ایسے ہم معنی اشعار ملیں گے۔

(۲) اس کتاب میں وقایع تاریخی کی ایسی چھوٹی چھوٹی جزئیات اور تفصیلات پائی جاتی ہیں جن کو مورخ عموماً اپنی تاریخوں میں نہیں لکھتے۔ اور جن کو ضیاء برنی نے بھی جو

عہد قطبی اور تغلقی کا عینی شاہد ہے فیروز شاہی مہن نہیں لکھا۔ پس اس قسم کی جزئیات کا جو اس کتاب مہن بکثرت پائی جاتی ہیں پوری تین صدیوں کے بعد حیاتی کے قلم سے ظاہر ہونا ایک ایسی بعید از قہاس بات ہے جس کو غالباً کوئی عاقل تسلیم نہیں کرے گا۔ مثلاً صرف دو واقعوں پر اکتفا کرتا ہوں —

(۱) - خسرو خاں نے قطب الدین مبارک شاہ کو قتل کر کے

شاہزادوں اور شاہی خاندان پر جو ظلم و ستم توڑے ان میں ایک واقعہ کا درد ناک منظر اس طرح دکھایا گیا ہے :-

چنان است این حکایت راستار است کہ چون بر قطب دین رفت آنچہ بحق خواست
 ز بعد آن سریر آراے مرحوم برادر پینچ دیگر مانند مظلوم
 یکے خان فرید اسم بلبلد اصل کہ بود اصلش زده شہ وصل بر وصل
 کہ آن سنگے سزایے ملک سنجے سہ پنجش عہرد دیرینہ سنجے
 تمامش دادہ قراں ختم منشور دلش زان نور گشتہ سورہ فور
 بسا شاگردی استاد کردہ کتاب و نامہ راچوں یاد کردہ
 بہ ترقیب کھان و تیر پیوست بعد قیر دو انگشت او شست
 دگر بو بکر خاں دیپاچہ تخت سواے ملک گر یاری کاد بخت
 ز سال عمر او در ہفتہ رفتہ دو ہفتش سال و او سادہ دو ہفتہ
 الم دیدہ ز الف و لام و یا سین نشستہ در دل قران چو یسوں
 ہوس در نظم و نثر و لفظ و خط خوش طبیعت خون چہ گویم آب و آتش

علی خان گرامی ہشت سالہ جبیلے چوں گل و روے چو لاله
 ہمہ دنداننش در بالا و پستی قتل خوزان شدہ از شیر مستی
 قرآن تا بقدر افلح رسویدہ قدش افلح شدہ کان صفحہ دیدہ

— * —

بہا خان ہم بہشتم سال نو خوز بہاٹ دوم قرآن ورق بیوز
 گرفتہ روزی از تعلیم بالا و ما من داۃ فی الارض الا

— * —

چنین شہزادگان نا ز پرورد کہ چرخ از بہر ملک انباز پرورد
 زمان عمر شان چوں بر سر آمد زمانہ ک در جفا کاری پر آمد
 اشارت کرد خسرو خان کم بخت کہ بر شہزادگان کارے رون سخت

— * —

زینچم سال عثمان بہرہ ور بود ہنوز از جمع قرآن بے خبر بود
 بیازی ہاے نوزادان ہوس فاک ز لوح گاف و نون لوح دانش پاک

— * —

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ
 کے مقتول ہوجانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی رہ گئے تھے۔
 اول فرید خان جس کی عمر پندرہ سال کی تھی قرآن مجہود
 ختم کرچکا تھا۔ کتابیں پڑھتا تھا اور تیسرے اندازی کی مشق کرتا
 تھا۔ دوم ابو بکر خان جس کی عمر چودہ سال کی تھی۔
 نظم و نثر کا شوق تھا خط اچھا اور طبیعت نہایت ذکی
 تھی۔ سوم علی خان نہایت حسین تھا۔ قد ارفع المؤمنون تک

پڑا چکا تھا۔ چہارم بہا خاں۔ اس کی عمر بھی آٹھ سال تھی
قرآن مجید کا پہلا ٹلٹ ختم کر چکا تھا اور وسامن دابة فی الارض
کا پارہ پڑھا تھا۔ پنجم عثمان خاں۔ پانچ سال کی عمر تھی۔
تعلیم الہی شروع نہیں ہوئی تھی —

شہزادوں کے متعلق جس قدر جزئیات ہم کو مذکورہ بالا اشعار
سے معلوم ہوتے ہیں ان پر سوسری نظر ڈالنے سے یقین ہوتا جاتا
ہے کہ ان کا بھان کرنے والا حہایتی نہیں ہو سکتا —

(ب) - غازی الدین تغلق اور خسرو خاں کے درمیان جو فیصل کن
معرکہ آرائی دہلی کے قریب ہوئی اس کا نقشہ ایسا مفصل
کھینچا گیا ہے جو کسی بعد کے زمانے والے سے ممکن نہیں
معلوم ہوتا۔ فریقین کے مہمنہ اور موسرہ کے دستوں کی
تعداد اور ان کے افسروں کے نام۔ کھوں کر جنگ شروع ہوئی اور
کس طرح ختم ہوئی۔ اٹھائے جنگ میں غازی الدین تغلق کے
لشکر کے ایک دستے کو شکست ہو جانا جس کی وجہ سے اکثر
فوج کا مفرور ہو جانا مگر غازی الدین کا اپنی جگہ پر استقلال کے
ساتھ قائم رہنا اور دوبارہ ترتیب قائم ہونا۔ ہر بات صاف صاف
معلوم ہوتی ہے —

غازی الدین تغلق کے لشکر کا مقدمۃ الجہش مغول بمذول دہلی
کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے اور دہلی میں ہلچل بڑھتی
جاتی ہے: —

ہمیشہ دم بدم آوازہ در شہر کہ اہنک دہرہ زن شد صفدر دہر

گزشت از ہانسی آمد در مدینہ*
 از آن آئیندہ دین مقدار نو یافت
 چو در رھتک سہ پایہ کرد رایت
 چو در مندوتی آمد جھش منصور
 چو گردان سپہ ہو شد بیالم
 چو نور افکند بر کوا کند سپور
 علم کز حوض سلطان عکس بلمود
 چو میلے چند از آن نزدیک تر شد
 پر از دھلیز و خرگہ شد سراسر
 پس پشت آب جون و پیش دھلی
 ز رود جون ہوی آمد نداے
 ملک فخرالدول بررونے لشکر
 جوانے ہمچو بخت خویش بیدار
 فہمن ہونہ دین الدیندینہ
 مدینہ حیدر کردار نو یافت
 ولی عہد نبی شد در ولایت
 بدھلی شد دسیدہ نغضہ صور
 بچشم ہندوان شد تھرہ عالم
 شد آن سنگ از صفا و خشندہ چون طور
 مذاہرہ حلہ بست از ظل ممدود
 سپاہ ہندوان زیر و زبر شد
 ہمہ صحراے لہواوت ز لشکر
 کجا یارد ستانان جھش دھلی
 ظفر با خوشدلی می کوفت پایے
 چو شہوان بر تنش ہر موے لشکر
 ربدہ خواب بیداران بہ یکبار

شب جمعہ خسرو خان مع اپنے فوجی سرداروں کے تھام رات
 فوج کی تیاری اور آراستگی میں مصروف رہتا ہے اور اس موقع
 سے فائدہ اُٹھا کر عہن الہلک اپنے وعدے کے مطابق اپنی جمعیت
 کو ساتھ لے کر چپ چاپ اُجین کی طرف روانہ ہو جاتا ہے :-

* رھتک اور مہم کے لب سڑک ایک چھوٹا سا گاؤں ہے - یہ
 علاقہ اب تک مشہور ہے کہ قازی الدین اور خسرو کی جنگ
 یہاں ہوئی تھی -

* یہ بھی مہم کے قریب ایک گاؤں ہے یعنی مندوتی یا میم

مفتوح و قون قلہ و تال مفتوح -

کہ چون دراندپت آمد شاه غازی
 کہ فردا رایت افرازن بہ پیکار
 نہانے رفت عین الہلک بہروں
 عزیمت شد بہ شہر خود اچھلش
 سران و سرکشانش نیز برپاے
 زمانہ فلغل خونریز برداشت
 زحل آہ و مریخ آتشیں داشت
 ازاں ہر روز ترتیب آھلن تر
 خسرو خان جس شان و شکوہ کے
 اور جس طرح اس کے
 ترتیب کرتا ہے اس کی تصویر

چنان بوک این حدیث تیغ بازی
 شب جمعہ حسن شد در پئے کار
 دران فوفا کہ ہر کس بوک مفتوں
 چو بنیادے ندید از ملک عینش
 ہمہ شب بوک خسرو لشکر آراے
 چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت
 ہمہ تن مہرگردوں تیغ کین داشت
 بعزم رزم شد تر قویب لشکر
 روز جمعہ چاشمت کے وقت
 ساتھ اپنی فوج لے کر نکلتا ہے
 و یسار کی تقسیم اور
 ترتیب کرتا ہے اس کی تصویر
 ملاحظہ ہو: —

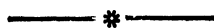
ہر آمد چوں سلمان یک نیزہ ہالا
 بکھن سوے ملک غازی کھن توز
 توگوئی خواست کردن بافلک حرب
 کہ جز سبع شدادش من نگویم
 دو صوفی نوہں خون را شستہ ساغر
 کہ مصرے گپیرم از شہشید چوں نھل
 کھر بستہ بکین چوں مہم کوفی
 کہ ہون ساریستی سر افراز
 بعزت مہو داری گشتہ مشہور
 شہاب آن ہار بک را نائب کار

چو خورشید درخشان در تلالا
 رواں شد تہذ خسرو خان بد روز
 سپہ آراستہ از شوق تا غرب
 صفے چوں دقت جوش آہن بگویم
 ز دست راست گشتہ کینہ پرور
 یکے خان یوسف صوفی بہ تعجیل
 دگر با او کھال الدین صوفی
 ہمان جا قر قہاز اندر تگ و تاز
 ہما فجا ہا و لیکن باب کافور
 ہمانجا راست کردہ فوج پیکار

ہماں جانب کیں مہر اودہ بود
 بہاء الدین دبیرش ہم مدد بود
 ہوا خواہاں خسرو خان کم بخت
 دگر کج ہوسہہ و ناک از قیرہ رایاں
 دگر سنبیل کہ حاتم خانس خواندند
 امیر صاحب سلطانش خواندند
 دگر آن مالدیو آفت انگیز
 کہ رفت و باز گشت از بہر خونریز
 دگر اصحاب دیوان جملہ باہم
 شدہ دیوان عارض ہم بدای ہم
 امہوان دگر را کس چہ داند
 کہ ایں جا یک بہک را باز خواند
 ہسہ نومہر گشتہ پارہ کوشاں
 بغون ریزی چو خون خویش جوشاں
 مندرجہ بالا اشعار مہن آخر کے دو شعر خاص طور پر قابل
 توجہ ہیں۔ مصنف عذر کرتا ان کے سوا اور بھی امیر ہوں جن کو
 مہن نہیں جانتا ان کا ذکر چھوڑتا ہوں اس لیے کہ یہ لوگ حال
 ہی مہن غلامی کی حالت سے ترقی کر کے درجہ امارت کو پہنچے ہوں۔
 غازی الدین تغلق نے جس طرح اپنی افواج کی تقسیم اور
 ترتیب کی تھی اس کا نقشہ بھی ملاحظہ ہو۔

بآئہن نخستین لشکر آراست
 بہر جا لشکر آرائی بر آراست
 سر صف مہمانہ حاضر با خلاص
 بہاء الدولہ خواہر زادہ خاص
 بغوج دو مہن شیر سبک عزم
 ملک بہرام ابہہ رستم رزم
 بدیکر فوج از آن پس پہلوئے کار
 علی حمیدر بہر دو نام کردار
 ہسوئے مہسرہ ہر کیں کھر ہند
 ملک فضل الدولہ شایستہ فرزند
 بدیکر فوج ہمچوں سعد و قاص
 اسد والا برادر زادہ خاص
 بدیکر فوج بود آسا جہادے
 خوش فوری شہاب اسفند یارے

سرفیض میر شادی صفدر شوق ز قہر و تیغ ہم باراں و ہم برق
بقلب اندر گزین خاص تقدیر ملک غازی سپہدار جہانگیر



(۳) اس کتاب میں وقایع تاریخی کے بیان کرنے میں جس قدر صحت کا التزام رکھا گیا ہے اس کا مکرر سہ کرر اعلان کیا گیا اور واقعات کی صحت کا ناظرین کو یقین دلایا گیا ہے۔ بعض واقعات عینی شاہد سے روایت کئے گئے ہیں۔ اور بعض کی نسبت خود اپنے چشم دید ہونے کا اقرار پایا جاتا ہے۔ اور تمام باتیں بحیثیت مجموعی صاف اس امر کی دلیل ہیں کہ ان واقعات کا بیان کرنے والا حقیقی نہیں ہو سکتا۔

ایک داستان کے شروع میں کہتے ہیں:—

دہریں ملک از بسے فتنہ کہ برخاست خیر زین گونہ دارم راستا راست

ایک واقعہ کو عینی شاہد سے نقل کرتے ہیں:—

کسے کیں فتنہ دید از دیدۂ خویش چہوں بیرون قرا وید از دل ریش
ایک واقعہ کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ میرا چشم

دید ہے۔ مہرت انگیز تمہید کے ساتھ اس واقعہ کو شروع کیا ہے اور جس جوش کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے اس سے ہر صاحب ذوق سلیم اندازہ کر سکتا ہے کہ واقعہ یقیناً چشم دید ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:—

ہمیں بھداد کیوں کا ختر کنوں کرہ بسندہ است از برائے مہوت مرد
دہریں مہرت سرائے پر نسانہ نگہ کن تا چہا زان از زمانہ
یکر وقتے بلائے می شلیدیم دہریں دوراں بچشم خویش دیدیم

کجا سلطان علاء الدین و آن کار کزاں ہیبت شدے گروں بو نہار
کتوں برنسل او ہمیں تاجہ کہیں رفت کہ چنداں خون نا حق بر زمیں رفت
چناں است این حکایت راستا راست کہ چون بر قطب دین رفت آنچه حق خواست
(۴) اس کتاب میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جو

قدما اور متوسطین کے عہد میں عام طور پر رائج تھے مگر بعد
میں ان کی مروجہ شکل ثقیل اور غور فصیح قرار پائی اور وہ
متروک ہو گئے۔ اور نئی شکل متاخرین میں مقبول ہوئی۔ اس
قسم کے الفاظ حضرت امیر خسرو کی متعدد تصانیف میں باوجود
کاتبوں کی اصلاح کے بکثرت میروں نظر سے گزر چکے ہیں اور وہی
الفاظ اپنی اصل شکل میں جو حضرت امیر کے زمانے میں مروج
تھے اس کتاب میں بھی پائے جاتے ہیں:—

مثلاً بستاخ بجائے گستاخ اور بستاخ بجائے گستاخی۔
شمال بجائے شغال۔ آگوش بجائے آغوش بیوانہ بجائے ویرانہ۔
شیں بجائے نشیں اور شیلند بجائے نشیند اور شانند بجائے
نشانند۔ اسوار۔ حملی۔ کار بان۔

(۵) ہندوستانی رنگ کے معاوردات جو حضرت امیر کی
تمام تصانیف میں پائے جاتے ہیں اور جن پر فصحاء معجم
ہمیشہ معترض رہے اس کتاب میں بھی بکثرت موجود ہیں۔
بطور نمونہ کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں:—

بیکار کھودن یعنی بہار نکالنا۔ گوش فروہشتن یعنی کان
قال دینا فرساں بردار ہوجانا۔ آسانہ خوردن یعنی پکی پکائی کوٹنا
تکلیف کا خوگر نہ ہونا۔ رہ افتادن، راستے کا پر خطر غیر محفوظ

ہو جانا۔ آپ دین بر آمدن، یعنی رال ٹپک پونا۔ کار گو دین
یعنی کام چلنا یا کام لڑکنا۔

علاوہ ازیں خالص ہندی الفاظ بھی اس کتاب میں بکثرت
پائے جاتے ہیں اور فارسی لفظوں کے ساتھ جس طرح ان کو وصل
کیا گیا ہے اس میں حضرت امیر خسرو کی تصریح کی شان صاف
نہایاں ہوتی ہے۔

چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

دگر بوسار و بیروی مار و پر مار سخن شاں مار و سر بسر مار
چو بکشا دند تیر بے خطا را بزاری گفت ہے ہے تیر مارا
شہ از مومن بگروں بانگ تکبیر ز کبر آواز ناراین ہوا گھر
(۶) ان اندرونی شہادتوں کے علاوہ بعض خارجی شہادتیں
بھی ایسی ہیں جو مہرے خیال کی تائید کرتی ہیں۔ ان
کے معتمد اور مستند ہونے میں کسی قسم کا شک شبہ نہیں
ہو سکتا۔ معتمد قاسم فرشتہ، صاحب فرہنگ چہانگہری اور
سراج الدین علی خاں آرزو اپنی کتابوں میں بعض اشعار حضرت
امیر خسرو کے نام سے بطور سند کے نقل کرتے ہیں اور وہ اشعار
اس کتاب میں موجود ہیں۔

فرشتہ کہتا ہے۔ "امیر خسرو می فرماید ابہات:۔

نشای پادشہ را مسمت بودن نہ در عشق و ہوس پیوست بودن
ہون شہ پاسمان خلق پیوست خطا باشد کہ باشد پاسمان مسمت
شہاں چوں شد خراب از باد ناب رسمہ در معدہ کرگان کڈ خواب
در آئیئے کہ رسم ملک داری است ثبات کارها در ہوشیارہ است

(تاریخ فرشتہ مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ ۸۶)

صاحب فرہنگ جہانگیری لکھتے ہیں کہ ” خستہ باول مفتوح
چهار معنی دار۔ اول تنخم میوہ را گویند مانند شفتا و خرما۔
دوم بمعنی بیمار و آزردہ بود۔ حکیم خسرو این معنی در کور کردن
پسران سلطان السلاطون رقاب۔ اسم ملوک الشوق والمعجم علاءالدین
والدنیا گفته :-

کسے کو بے کشید این دیدہ سر بسان خستہ شفتائے تر
دو چشم او چو دو عذاب خستہ ہمیشہ خستہ و در خون نشستہ
(فرہنگ جہانگیری مطبوعہ تہذیبی جلد اول صفحہ ۲۵۱)

شاید ہیچ مردم خفتہ در کار کہ در پایاں پشیمانی دہد بار
(ایضاً)

سراج الدین علی خاں آرزو کی کتاب فرائب اللغات کا ایک
قلبی نسخہ نواب محمد مؤمل اللہ خاں رنہس بہیم پور کے کتب خانے
میں میروئی نظر سے گزرا اس میں لغت ” بات موتی “ کے ضمن
میں ذیل کا شعر حضرت امیر کے نام سے بطور سند کے نقل
کیا گیا ہے :-

رہ افتادان گرفت از ہر کو انہا بماند از راہ رفتن کار بانہا
بہان جاسح مصنفہ محمد کریم الدین مہدی قلبی تبریزی
جو فتح علی شاہ قاچار کے عہد کی تصنیف ہے اس میں یہ
شعر امیر خسرو کے نام بطور سند کے پیش کیا گیا ہے :-

یکے از عجز تن دادہ بہ تسلیم یکے در لور وار در سی شد از بہم
(۷) ان تھام شہادتوں کے علاوہ جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں

صرف ایک آخری شہادت اور باقی رہ گئی ہے جس پر میں اس بیان کو ختم کرتا ہوں اور ناظرین سے طول کلام کی معافی کا خواستگار ہوں —

میرا خیال ہے کہ یہ شہادت اس سہتم بالشان مباحث میں ہر شخص کے نزدیک فصیل گن متصور ہوگی۔
خود اسی کتاب میں ایک شعر مجھے ملا ہے جو حسب ذیل ہے :-

زبان گرد آرزو چاند ازین گنت
کہ باشاہان نشاید مہر و کین گنت

ان دلائل اور شواہد کے بعد غالباً اب کسی قسم کے معقول شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی اور جہانگور نامہ اور تعلق نامہ کی بحث بالکل صاف ہو گئی ہے اور ثابت ہو گیا ہے کہ یہ کتاب حیاتی کی کسی طرح نہیں ہو سکتی بلکہ یہ حضرت امیر خسرو ہی کی تصنیف ہے جس کا نام تعلق نامہ ہے اور جس کی نسبت ہندوستان کی علمی دنیا صدیوں سے یہ یقین کر چکی تھی کہ وہ منقوہ ہو گئی۔ اب رہا حیاتی کے بیان کا اضطراب یا حیاتی اور مولانا آزاد بلگرامی کے اقوال کا تعرض، جو مولانا شروانی کی راہ میں حاصل ہوئے، اس حقیقت کے منکشف اور فیصل ہو جانے کے بعد، کچھ زیادہ اہم نہیں رہتے مگر تاہم مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان کی کوئی معقول توجیہ کرنے کی کوشش کروں تاکہ یہ خفیہ سا خلجان بھی دور ہو جائے —

جو لوگ فارسی ادبیات اور اس کی تاریخ سے واقف ہیں اور جنہوں نے ہر دور کے کلام کو بظہر غایر مطالعہ کیا ہے ان کو بخوبی معلوم ہوگا کہ نظم مہن واقعہ کی صحت اور اوزان شاعری دونوں کا التزام کس قدر دشوار کام ہے۔ بلاشبہ قدماء اور متوسطین کے طبقے میں ایسے اٹھنے شعر ملیں گے جنہوں نے اس دشوار گزار منزل کو نہایت قابلیت کے ساتھ طے کیا ہے۔ لیکن متاخرین کا طبقہ بالعموم الاماشاء اس صفت سے عاری ہے اس کی وجہ بالکل صاف ظاہر ہے یہ لوگ جس قدر مداحی مہن غلو کرنے لگے، مضمون آفرینی، دقت پسندی اور نازک خیالی مہن جس قدر ترقی ہوتی گئی اسی قدر حقایق نگاری کی قابلیت ان لوگوں سے سلب ہوتی گئی۔ پس جہاتی سے یہ توقع کرنا کہ وہ کسی واقعہ کو صفائی اور صحت کے ساتھ بیان کرے گا سخت غلطی ہے۔ پس اگر اس نکتہ کو ذہن میں رکھ کر حیاتی کے اقوال پر غور کیا جائے تو اس کا مافی الضمیر جو الہعنی فی بطن الشاعر کا مصداق معلوم ہوتا ہے بسہوات سمجھا جاسکتا ہے اور اس کے بہان میں کوئی اضطراب باقی نہیں رہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے تہام کلام کی تحلیل اور اس کا تجزیہ کر کے ہر حصہ کا مفہوم عرض کردوں تاکہ ناظرین کو سہوات ہو اور ان کو زیادہ کارش کرنی نہ پڑے۔

جہاں زاد پریشانی کا میں جس آ	کہ ہر جہاں اور ہر جگہ میں راہیں آ
کس کو پشت داد و پس سپین	نجات دہر اور اور کس سر سپین
خون باز و خصل زود در شہین	نگہ در غارت با شہر ہر سپین
ملک خانہ کہ اس فتحش بر آمد	مرا در را کہ حجت و نذر بر آمد
عین را کرد بر روز بویا	نورخ در پیشی صبح زین بویا
بر بود اس جگہ شکر سی	نہیں سر بہ تیغ و ہلکت جان
کونہ کاویافت تاج باد	نہیں تا جو در اورش سلیمان

مشائرت داد و سپینت اور جہاں زاد
 دل خازن ملک با برسد راجم و آستر

جود و کس در برابر سر نہاد	فند ز نسیب اور و نغمہ تیار
سہر قضا کہ دستش با رگرو	نہر آتش کلید کار کردو
تہر نمرال کہ جایش در فراید	مرا در با و کلام اور ناید
بہر توفیق آسمان و برسد پیش	بسطا اور نغمہ ہم ہمیش
ز نقد پرست چون ہر تکتیز	فروم قیامت در ہمہ چیز
یک را کہ میندازد بہرہ عدت	نیارو کہ ماند و چون عدت

”کتب خانہ حبیب گنج کے قلمی نسخے کا ایک صفحہ“

متن

مشدوی تغلق نامه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آغاز سخن در شرح چگونگی به نظم آوردن این چند داستان و
باتهام رسانیدن کتاب تغلق نامہ سخن پیرائے گلزار هر تازگی
و فوی گنجور خزاین معنوی امیر خسرو دهلوی و حمة اللہ علیہ
کہ نہ از نقوش دیباچہ اش اثرے بود و نہ از نگارش
خامہ * اش خبرے - نہ حدیقہٴ حمدش را درها باز و نہ
گلشن مدحش را داستان سرائے باواز

حمد	
<p>بذام آن کہ نام از وے نشان یانست خداوندے کہ از صنع خدائی دو عالم پیش گاہ حضرت اوست زمینے هرچه باشد یا سمانے از آغاز خودی باداب † سرمد بظاہر در وجود انوار رخشان بفرمانہی سپهر و اخترانش</p>	<p>زبان آموخت حریت و نطق جان یافت بظلمت داد نور روشنائی † وجود هرچه هست از قدرت اوست نموداریست از کار خدائے خدائی را خود آوردست با خود به پناہان بر عدم ہم ماہ تابان جہات و آخشہج و گوہرانس</p>

* ک : خامہ - † ق ر : نور و روشنائی - ‡ ک : ذات -

زبان هم در سپاسش گنج دینے
 گلوئے خوشه از شبنم بسوزد
 که دارد قطره دریا را در آغوش
 سر کویس هزاران طور در طور
 ز کویس مشکبو باد بهاران
 وز و حوران گلشن دوش بر دوش
 دل غنچه هم از زو سینه چاکى
 گلوئے شیشه هم در ذکر قلقل
 فزون از رنگ گل گلکونه مثل را
 همیشه حضرتش در سوز بالے
 نشسته تا بگردن اندر آتش
 به سجده لعلی را بر گمارد
 کند هر داغ را رشک * گل باغ
 ز برق تیشه فرهادے بسوزد
 سر کویس عجب دیوانه خیزد
 پلاس کهندے بوسنده حال
 دراز عقل، آن فرور تر پایه اوست
 خدائی را همیشه آب در جوئے
 چه گر آغاز هست انجام نبود
 پس از حمد خدا در مدح شاه آئے

بسو دایس خرد بازار بیژد
 معاذ الله ز کهنش گر فرزند
 عفا الله هم ز لطفش کهن فراموش
 همه بوم و بر ازوے نور در نور
 ز جودش بصر و گان سرمایه داران
 از و هر خار و هر خس پرنیاں پوش
 از و دارد لب گل خنده ناکي
 از و دستار سرا آواز بلبل
 ز نورش سرخ گشته گونه گل را
 ز خوانش زله بر ز انسه و جانے
 سمندر از فروغش خرم و خوش
 چو خواهد در دله مهرے بکاره
 بومقی ز آتش مدرا نهد داغ
 بتفسرو آتشی رشکے فروزه
 ز عشق او بهر جا دستخیزد
 طراز حلقه نازک نهالان
 اگر از روح پرسى سایه اوست
 بهر وادی بهر بر زن بهر کوئے
 حیاتی حمد را فرجام نبود
 بهار از نو بشغل خوبس پهرائے

۱۰

۱۵

۲۰

۲۵

ہم از هر لفظ او بصرے بچوئے
 نثار تخت شاه تاجور کن
 کہ می بالد ز نامش افسر و تخمفا
 زمین را روشن اختر ، چرخ را ماه
 چراغ دود سان گور گانی
 درخت بار دار شاه اکبر
 زها فصلا و خرم نو بہارا
 سردید این نوا دستاں سوائے
 ز نورالدین محمد شاه غازی
 جہاں را با سو و گارش سروکار
 جگہا آب دارد خنجر او
 پرستاری ز تہنش پر دلی را
 سراپا شعلہ * و سر تا بہا نور
 نگہبا نست چندین دود ماں را
 پر ستاری کند در باد شاهی
 ز عدلش باز از تہبو گویاں
 کہے ساغر سخا را اجر باراں
 گمفد و گر ز دام و دانہ مرگ
 ہمہں است از بود آتش نشاں بوق
 چہ باشد کواہ با سنگ ترازو

گلے آور ز هر حرفے بہوئے
 ز خاطر طبع را گنج گہر کن
 کدا مہں شاه آن شاه جواں بخت
 ابوالغازی جہانگیر جہاں شاه
 فروغ اختر صاحبقرانی
 در یکتائے درج ہفت کشور
 خوشا و قعا و فارغ روز گارا
 کہ آید ز آسماں ہر دم ندائے
 گوشت اورنگ شاهی سر فزائی
 جہانگہر و جہاں بختش و جہاں دار
 ز ہر سر تاج گیرد افسر او
 ز بازویش توان پشت ملی را
 شگفتہ گل بنے از آتھی طور
 ز راہ داد و ہمیں سود و زیباں را
 فریدونی کند در کبچ کلا ہی
 ز ہمیش پارۂ فولاد ریواں
 گہے + خنجر بلا را مرد میدان
 سر میدان تیغش خانہ مرگ
 سر تہنش ز ند بر خان و ماں بوق
 بقدر قوت آن زور ہرزو

۳۵

۴۰

* ن : شعلہ سر تا بہا - † خنجر بلا ، از ساغر سخا ، دونوں جگہ تک اضافت ہے -

هر آنکس را که آرزود با جنگ
 ظفر با منویش از یک دود مانست
 عطارن خامه^۱ بهرام قینغی
 گرفتن را شناسد جلوس تا راج
 همه چشم و همه دستست در راه
 فرور و سر کشهها بلده^۲ او
 ره او هر قدم را گنج قارون
 دلش را جوش دریا سوچ خهز است
 هوا از نعل اسپش برق باران
 ز قدر خویش آورد است پایه
 سخن با لفظ او عیسی بگفتار
 بر اختر می فشانم گوهرش را
 هم از بهت جهان افروز طبعش
 دعا را رسم و آئین تازه سازم
 بود در آسمان تا مهر را نور
 جهانی اے سخن را مرد فرهنگ
 بها اے خازن گنج نهانی
 در گلج سخن را قفل بکشائے
 ازین در گفت و گوا ورد هو واسو *
 بگفتم هان بگویم فکته بپندیر

۵۰

۵۵

۶۰

۶۵

کمر از کوه بایک باز و از سنگ
 اجل با تهغش از یک خان و مان است
 ز دست و طبع خوش بارنده مهغه
 و گونه می گرفت از آسمان باج
 آمل قریبه شود زو^۳ رنج^۴ کوتاه
 بزرگی سر به پیش افگنده^۵ او
 سرش بال همارا بخت مهمون
 کفش را بصروکل اندر گریز است
 زبون از ههبتش سوم گداوان
 همانا افگند بر چرخ سایه
 قلم در دست او مانی بدو خاز
 چو با یاد آورم تاج سرش را
 ز دریای گهر اندوز طبعش
 اجابت را بلند آوازه سازم :
 مبادا عکس او از چتر شمه دور
 برون آورد گوهر از دل سنگ
 بهاور آنچه داری آسمانی
 بسنتن هو گهر را قدر بغزای
 بچچون و چلد قصه آشنا شو
 بدامن زر ازین کلمجهله بر گهر

که می زد بخت پر دولت همی فال
 زمهن از سایه نخل بلندے
 جهاندار از جهان خوش هم جهان خوش
 نخستین صبح ایام جوانی
 که بوندت از زمهن در رشک کبودن
 نه شب، عبدر فروش مشک بهزان
 سهای را به شب پر نور کرده
 سرم می بود بر اوج نرها
 کمر صد جا بخدمت بسته جان را
 نهاده تخت بر اوج نرہا
 یمانی تهنش از دستش جهانگیر
 رمهن تا آسمان فر و شکوهش
 به معجز در فزوده ساحری را
 کهر سنجی سخن را چند در چند
 سخن را زو طراوت تازگی نو
 بنظم و نثر تغلق نامه پر داخمت
 سخن را آنچه بود از بهش و از کم
 ز عدل و داد و جور کلمه افزائے
 که چون باشند در هر کار هشمار
 هم از طعنان و قدر زهر دستار
 که نایب از شدن در شماره

بتاریخ هزار و نوزده سال
 زسان نازان به بخت ارجمده
 زمهن خوش هم زسان خوش آسمان خوش
 شہے روشن چراغ زندگانی
 شہے زان ساه و زان سال همایون
 نه شب، چشم و چراغ صبح خهزان
 شہے گو ظلمت از خود دور کرده
 بؤیر سایه تخت فلک سا
 چنیں بودم سجود آسمان را
 شهنشاه جهان از قدر والا
 درخشان چترش از فرق آسمان گور
 خزاین بحر بحر و کوه کوهش
 پگنت آورد لعل گوهری را
 "که در تاریخ سال شش صد و اند
 سخن پهرائے معنی مهر خسرو
 پس از چندین سخن کز طبع توساخت
 به طبع آورد از هر در فراهم
 ز حد و مدح هم از عقل و از رائے
 ز آگهی شاهان جهان دار
 ز شرر انگهزئی غفلت پرستان
 ز گل تا خار و لعل از سنگ خارے

۷۰

۷۵

۸۰

۸۵

بگفت آن چیز کو بایست گفتن
 ازاں دفتر، ولے ز آواز و انجام
 همانا شد ز گشت هر سعادت
 معجب بادے بدان گلزار وا خورد
 همانم این بفکر اقدسم گشت
 بیباید گفت پر مدحت سرائے
 ز هر جنس سخن و ز هر فسانه
 دران هنگام و آن وقت خجسته
 کلید بهخت قفل بسته بکشاد
 شد از حضرت اشارت گای فلانے
 چنین باید که گردد این گهن، نو
 بدین خدمت سزا واری تو داری
 نگرود تا تمام این کارنامه
 ز قدر و از بزرگی جاه و جارا
 هم از فرمان بری خدمت گزاروی
 قبول کار بوسیدم زمین را
 سرے باشغلیش اندر کار سازی
 به بلبل بانوا گشتم هم آواز
 نوا را تازه کردم رسم و آئین
 زهر در آنچه من بایست گزتم

۹۰

۹۵

۱۰۰

۱۰۵

بدریا بر پراگندم درو در
 نثار خاک راه شاه کردم
 به کردوں یافتم نیک اختیری را
 نسب را تا بآدم تاجدارا
 خرد را ز آسمان روشن ستاره
 جهان در سایه نخل بلندت
 در افزونی فزاید قدر هر کار
 کرم را از تو دارم پائے هر گنج
 به تغلق نامه بر حق نهادی
 کهن اوزق را شهرآه نو شد
 اباجان هرچه هست آسان نشانیدن
 اجابت را دعائے در کهن تو
 دعا را با ثنا هم دست گردان
 بزرگی و سری صاحب کلاهی ست
 جهان افروز بادا تاج شاهی
 جهات و چار رکن و گوهر انند
 ز نورالدین جهان گهر جهان شاه

شود خارا زر از زبانی چهر
 سلیمان چون گزیده تا جور شد

بهم آسختم لعل و گهر را
 ابا نقدینه کز سهند بر دم
 قدم بو تو نهادم سروری را
 شهنشاه خدیوا شهر یارا
 حسب را هم ز گوهرها شماره
 شرف نازان ز بخت ارجمندت
 هنر را از تو تا گرم است بازار
 چه علم آموز و چه مرد سخن سلج
 بدوری در که از خاطر کشایی
 سخن را لفظ و معنی تازه نو شد
 چه خوش سودی است بر توجان نشانیدن
 جهانی اے ثنا را آفرین تو
 ز جامے باز لب را مست گردان
 بعالم تا که نام شاه و شاهی ست
 بفرق و تخت از مه تا ماهی
 هموشه تا سپهر و اخترانند
 بهفتا یان قدر افسر و گاه

چو بیلک آسمان از دیده مهر
 نگر هد هد که مرقی کم هنر شد

۱۱۰

۱۱۵

۱۲۰

دلے را نام از صاحبداں جوئے
 سجودے پاش پر درگاہ نہکان
 بدان تاریکیء شام جلال اند
 وز آفاں بود آرد بار با رنگ
 جہاں خرم ز ایام بہاری است
 رسد تا زرد نابودے بہ بودے
 شود کان گہر کویہ بدخشاں
 ز فیض خاکموس آن سو گوست
 کہ زان سر چشمہ دارد آبخوری را
 ز نورے چون بہر در روشناس است
 بقطرہ بہوں کہ چون گردید دریا
 مس خود را طلائے * دہ دہی کن
 کہ جانے در روان شادم آمد

بہا اے دل قبول مقبالاں جوئے
 قدم را واسگہر از راہ نہکان
 کہ نہکان ' اختر صبح جمال اند
 ازیناں میرد آنہں در دل سنگ
 دل خوش را خوشی از شہریاری است
 ز صاحب دولتے اندوز سوڈے
 کہ از خورشہد گردک ذرہ رخشاں
 صبا زہں ساں کہ مشک آگہن با بوست
 ز دریا ہم سپاسے هست در را
 بدرہ بین کہ چون زریں لباس است
 ازان شوقے کہ بودش در تمدا
 تو ہم خود را بدر گاہے دھے گُن
 حکایہ گونہ با یادم آمد

۱۳۰

۱۳۵

۱۳۰

حکایت

چنوں بودست راہ و رسم آنہوں
 کہ بودے تہرہ ازوے روشن اختر
 کہ واگردہ مگر گشت ستارہ
 فروزاں طالعے اختر بلندے

شہد ہم کہ در دوران پھشیوں
 چو زادے طفل بے طالع ز مادر
 ہمد خوبشانش با تہرہ و چارہ
 بہر دندے بہ پیش بخصہ مندے

بخدمت روز و شب ہر گاہ و بیگاہ
 کہ تا سر زان طالع فرخندہ آثار
 شود دیماہ او اردی ہشتے
 بعد ریج آن بطالع روشن اختر
 کہ تا کشتے نکوست دور ازوے
 بلے آثار دولت امں چہیں است
 کہ کودو قطره ازوے در دریا
 حیاتی ہاں زہر ہم شاد سی زی
 کہ کشتی سایہور از خاک پائے
 جہاں ہاں جوآن بخت خرد پیر
 گلوں بشنو کہ امں در از چہ سقتم
 بتغلی نامہ خسرو در زمانے
 زیند و موعظت چلدہیں سخن گفت
 کنوں زان داستاں جائی خبر نہست
 ”چو ہوند آسماں از ہیدہ مہر
 نگر ہدہد کہ مرفے کم ہذر شد
 چو فرماں بود از درگاہ والا
 قلم برداشتم صورت گری را
 بطبقی آن سخن ہر داستاں را
 بآن بہت دو چلدے ہر فرودم
 حیاتی وار مرغ فالہ گشتم

۱۳۵

۱۵۰

۱۵۵

۱۶۰

۱۶۵

بدھلی گنج گنجه عرضه دادم
 ز اخگر آب دادم این چمن را
 سوگشت گلستان چنان است
 بجادو معجز افزائی عنوان
 پراگندن پھر کشور در را
 گزرن بر بھہرستان جانے
 ہمہ فرش رہش ہال فرشتہ
 بوزیر پائے ہر جا شاخ گل کار
 بہ سے آہستہ ماد معنی را
 ز لعل و در نورزای گردن و گوش
 کھر آگہن ز نامن تا گریبان
 نو احوال عبدالیب گلستان شان

*

شود خارا زر از زہبائے چہر
 سلیمان چوں گویدش تا جور شد

*

برسم آزمایہی گشت کوشان
 بروئے خاتم از مہنا نگوین کرد
 طلب کرد و بدو داد آن نمودار

*

بدریا درج گوہر بر کشادم
 ز جائے دیگر آوردم سخن را
 * ہدیوت کر ہوائے باغ جاں است
 ازیں ساں سحر آرائی عنوان
 گسستن ریسمان عقد کھر را
 بسوئے خاتمہ ہوزن ہنائے
 برو ہوشی ز جان و دل سرشتہ
 قدم بر لالہ نہ رو بر سمن دار
 ہویں انکاد صف حور عیوں را
 ہمہ سہمیں تہاں و پرنہاں پوش
 کہ گشتے ہر دوتن باہم خراسان
 چہاتی نکتہ سنج داستان شان

۱۷۰

۱۷۵

چو بہند آسمان از دیدۂ مہر
 نگر ہد ہد کہ مرقے کم ہنر ہد

شہے در بہنہں جوہر فروشان
 نظر درکار اہشان دور بہیں کرد
 بزرگے را ز بیغایان آن کار

۱۸۰

که نوم این زسود گُن به بینش
 شناسا بود اگرچه مرد کامل
 چو دید آن گفت هست این جوهر فرد
 ملک خندید لهن کن خندۀ شهر
 بر آن شد تا بخشم از چشم ما دور
 چو دید آن حال مرد کار دیده
 بزاری گفت گای تاج سر من
 ولے بستاخنے دارم بدرگاه
 زبانش داد شاه و مرد در سنج
 که چون شاه داد بردست این نگهلم
 و لهن شد دو چیزم مانع گذت
 یکی زان * آنکه این هست آنچه خود اسع
 زسود خواندنش زهن رو ادب نیست
 ادب این است و تعظلم وی آنست

۱۸۵

۱۹۰

۱۹۵

۲۰۰

بگو قومت به تحقیق و پتهلش
 شناسائے ادب هم بود و عاقل
 که در آفاق نتوان حاصلش کرد
 نهان یک خندۀ را صد خشم در زیر
 برون آرد ز چشمش گوهر نور
 بد و نهک جهان بسوار دیده
 بالماست نیززه گوهر من
 بگویم گو به بخشد جان من شاه
 در سنجیده بهرون ریخت از گنج
 شناسا گشت چشم مهره چهلم
 که دل نارست در راستی سفت
 کبر شد چون بدست شاه بهوست
 که جز سرسپهری تاجش لقب نیست
 که گویم پارۀ از آهانسع

*

که چون شد پینش شاه اندرین صرف
 فلتط بر خویش بلدم به که بر شاه
 گنه بخشید و گنج گوهرش نهز
 درین لوح از گرم باشد نگاه

حدیث دیگران دارم درین حرف
 ندارد چون فلتط در چشم شه راه
 شهنش چون گنت زین گوهر به تمهوز
 فرض زهن گنتم آن کز چون تو شاه

کہ این تہرہ شہے تاریک بے بدر
 چو ہر فرہی قبولت جائی سازد
 سخن با آنکہ باشد معنوی فر
 اگرچہ این تکلفہ نے در خورد شاہست
 و لہکن پیش سلطانے فقیرے
 گلہے را کہ کہدم رشعہ قاعے
 سن آن خوبہستن کردم بعدبیر
 تو بیداری ز سن این ہرزہ چاند
 نموداری کہ بھنہی از ادب دور
 و گر جرمسیت کو فخران شود پاک
 دران عالم کش آفرزش مہہاست
 ازاں ہک ذرہ ریگے ناپدیدار
 کہ خود را گرچہ ہستم گوہر آشام
 ہقہن دانم کہ نگزارندم از پیش
 در * رکوع و در سجودم
 ز جودہی خلق دیدآن مایہ در پوسہ
 بود تا دور سے دوران او بان

۲۰۵

۲۱۰

۲۱۵

۲۱۷

ز نور بینشت کردہ شب قدر
 عطارد را بساط پائے سازد
 قبول مقبلان ز آن معلوی تر
 کہ این زہ نے سزائے این کلاہست
 کلیبے ہدیہ سازد نے حریرے
 نسہجی فہست کش زر رشتہ پائے
 بکن تو نہز از آن خویس و بھذیر
 بزیرد از تو ہم گیتی خداوند
 نتخستم عفوکن پس دار مستور
 چو غفار است یزداں فیوادم پاک
 ہکے عالم گندہ یک ریگ دریاست
 نکہ کن تا گناہ من چہ مقدار
 بلوسودی خس روزخ فہم نام
 شلیع مہربان و رحمت بہش
 دعائے یاد شہ حرز وجودم
 کہ مہبان عزیز از مہبہاں دوست
 ہہہ عالم دریں دور آن او بان

خطاب * حضرت شاہ و از و خواہش بہ بستاخے

کہ از چشم رضا و مرحمت ' بھند درین دفتر

* پہلا لفظ آڑ کیا ہے - ق - ر - بے ہر گاہ در رکوع - انہ * ک : خطاب از -

زہے شایستہ بخت آرائے شاہی
 نرانگشتش بہ عیش افزوئی خلق
 گرفتہ پرتو تہمت بھک ضرب
 نے زان قطرہ در صف ارنہد روے
 اگر مریخ بہند رزم گاہت
 دراز بزمست صفت در نامہ سنجم
 ہراں بزمے کہ فردوس زمانست
 چو زان جادو زیاناں ہر فسوں ساز
 بمن ہم کرد اشارت حکم درگاہ
 نبود ارچہ بعقدہ شاہوارے
 ولے چوں کرد ہمسہ سرفرازی
 بدان یمنم کلید آسمانی
 بر آمد موج دریا از ضہہرم
 شد اندیشہ بکار افزائی خویش
 قلم جستہ شہابم در بلان بست
 چو طبعم در جوانمردی ہر آمد
 کلموں زانگونہ خواہم راند این حرت
 چو در سلک آرم این درہاے شہوار
 کہ گفتار ارچہ سہل و دلہسنداست

۲۲۰

۲۲۵

۲۳۵

یذاہ عالم از مہ تا بہاہی
 کلہد کار ملک و روزئی خاق
 چو تاب آفتاب از شرق تا غرب
 بگنجد در صد امواف سخن بوے
 دہد جان کر دلش فہدہ سپاہت
 بہشتے را بقوک خامہ سنجم
 بسے فردوسوے شکر زبانست
 بنام شاہ شد شہ نامہ پرداز
 کہ نقش نوکلم در نامہ شاہ
 کہ زہبہ مسند شہ را نثارے
 بشرح قصہ این شاہ فازی
 کشاد از غیب در ہائے معانی
 در افشاں شد دلے دریا نظہرم
 چو بر حلوائے صوفی دست دروہی
 ورق جستہ سپہرم دان بو دست
 قلم را موج دریا بر سر آمد
 کہ گنج نہ فلک دروے شوک صرف
 پسند شاہ عالم خواہمش بار †
 کرہں سلطان پسندد ارچہ منداست

خطائے را کہ شاہان در پذیرند
ازان شد قیمتی لولومے شہوار
بہر مرکب کہ سلطان بر نهند
پلاے را کہ گوید شاہ دیبا
چو باشد صدالی در زہر جمشید
چلنوں باید ثبات سکہ ملک
سہہ چترہی کہ امن آثار گشته
چراغ دیں بذیل چتر این شہ
تناسخ مدعیان کس دہدہ بر زمین
شرف کردہ سپہر از ہم عیا نھش
سر رسدش کز اعدا ریخت خون را
ز ماہئی علم بردہ بشاہی
سداب * تنغ او تا گشت روشن
کند چون برق وصف خنجر وے
اجل کش علم بو یکتوی است مفہوم
چو جنبد لشکرش در حملہ بر
چو بر بالا رون گرد سپاہش
بخاک پاش مہہ سوگند خوردہ
قبار لشکرش رفعت بر افلاک

۲۴۰

۲۴۵

۲۵۰

۲۵۵

بہر نامہ ، صواب نامہ گیرند
کہ در چشم بزرگان یافت مقدار
اگر صد مہب باشد کس نہ بنود
ازو دیبا نشاید گفت زیبا
گماں صندل برند از خود بود بہد
کہ چرخ آرد برات سکہ ملک
سہہ ا بر سلامت بار گشتہ
ز باد حادثات امین ہمہ گہہ
یقین کردہ کہ بے شک قنبر است این
حذر کردہ شہاب از ہم سدانھش
ستوں گشتہ سپہر بے ستوں را
مہان چشمہ خورد شد ماہی
سپہر از قلندہ زادن شد ستردن
کشاید ابرہا را از بغل خورے
دو حرف از لوح تھنش کردہ معدوم
جہاں را بشکد ترتھب عنصر
بخاک افتد مہ از تعظم رھش
کہ پابوسھی کند چون آن نکرده
بکنارت دھانش کردہ بر خاک

شود خاقان و دارا نقش دیوار
 شود دیوار و صورت در دروا دو
 ز بہر خدمتہن زین سو نہد روے
 ز عزت قوۃ العینی کند ننگ
 چکد از چشمہ خور بر زمیں خوں
 فلک را گشتہ دندان فضب کند
 ہسان کمبختہن از لعب شطرنج
 زحل را مشتہی گرداند از سہر
 جہاں ز آنہنہ ہاے او خیالے
 فلک را عروۃ وثقی سدرہش
 براتی • پوش رویش ماہ و خورشہد
 نماندہ راز ہاے فہر مستور
 ز موران پای پیل اسپر فگندہ
 کشد کھن بزے از شرزہ شہرے
 کہ یکساں است دروے چاکر و مہر
 کہ فہرت کرد ز اہام دگر عہد
 کہ عمرہش را ہمیشہ آب در جوئے
 بہ استقبالش آیلد آسماں ہا
 بلندے چوں دہائے مستعجابش

چو بر تخت فریدونی دہد بار
 وگو فرماید از حکم سبک رو
 اگرچہ پست خورشید است زان سوے
 فہار او بچشم سام و ہوشنگ
 بخشم از قہز بہلد سوئے گردوں
 تہی کردہ چو ابرو گر شدہ تند
 بچہدش بے عہل دہر بلا سلج
 وراز سہر آرد اندر اختراں چہر
 سپہر اندر در قدرہی سفالے
 ملک را مسجد اقصیٰ ضمہرہش
 چہنہش را بوات از نور جاوہد
 چو رائے روشش بہروں زدہ نور
 ستم را بسکہ دہش بر فگندہ
 نہ ہیئند در ستم بالو زہرے
 تراوے است عداش راست تدبیر
 بچہدش خالقے از عہش آن طرف دید
 بوہن آبش دعا گوید دعا گوئے
 دہایش چوں بہروں رفت از زبان ہا
 فراز آسماں با نور و تابش

۲۶۰

۲۶۵

۲۷۰

۲۷۵

ہما مثل چنہ * بودی سر او

سعادت، خانہ زاد پیکر او

در شروع نظم می گوید

نشاط و عیش و ملک و کاسرانی
 کے اندیشہ کند ز اندیشہ پویش
 نہ در عشق و ہوس پھوست بودن
 خطا باشد کہ باشد پاسبان مست
 رمہ در معدۃ گرگان کند خواب
 ثبات کارها در ہوشیاری است
 بہ فطرت کے سزد بر بسترش پشت
 خروشش دزد را خواند بآواز
 نگہبان ہمہ سرہا بود شاہ
 نگہبانے نگر سر کے بود بہش
 کہ در پایاں پشمانی دہد بار
 بود دشمن سے افزوں تو از دوست
 فراست، دختر مردم شداسی است
 کہ باشاہان نہاید مہر و کھن گفت
 سخن بیہودہ گفتن چہست ہارے
 کہ می باید صفہا را کنوں داد

شراب و عشق و مستی و جوانی
 کسے کیس بادہاش افتاد در خویش
 نشاید پادشا را مست بودن
 بود شہ پاسبان خلق پھوست
 شبان چون شد خراب از بادۃ ناب
 در آئیے کہ رسم ملک داری است
 کسے کش نقد آفاق اسمے در مشمت
 خروشاں خسپد از خازن درے ہاز
 سراندازی کند چون تہغ بد خواہ
 چوشہ نبود نگہبان سرخویش
 نشاید ہہچ مردم خفتہ درکار
 خصوصاً بادشاہان را کہ در پوست
 چودر ہرکس سپاس و ناسپاسی است
 زبان کردار + خسرو چنک ازیں گفت
 خصوصاً کز + سپہر آسودہ کارے
 ہماں در پایک از درہا بروں داد

۲۸۰

۲۸۵

۲۹۰

* چنہ = ماتھے کا ایک مردانہ زیور۔ † ن: زبان کردار۔ ‡ ک: گر۔

کہ گشت اندر جہاں تاریکی آفا;
 بلاے مہلکت پوشیدہ حروف است
 ز قطب الدہین ثبات زند گافی
 مہبارک نہصت بو سلطان مہبارک
 نشستمہ آن خس اندر خون آن دل
 دلش رنجہ نهد زان رنج دلریش
 ازو ہم بے دل و ہم بے زبان بود
 کہ پر گوہر کمہن کرد اسف خارا
 بواں گونه کہ مہ را مہر گردوں
 ز بہر مردن خود پرورد مار
 ہمی کردند دانایان حکایت
 دمسخ خون است و خون برخون بواں ضم
 کہ ہست این فتنہ دشمن دار جانے
 ہمی گفتند کہن خونسمے نے مے
 ہوائے دل قضائے آسمان نیز
 نہ سوئے مصلحت سی رفت ہوشش
 کہ ہوشی را قلم نقص ہوس داد
 شہ و شاہزادہ بود از گوہر پاک
 بغصب گوہرش چرخ اشعلم کرد

فرض القصہ چون روشن شد این راز
 زمانہ در پئے کارے شگرت است
 بخواہد ہر * دو قطب آسمانی
 حسن کو قدر ' پر مہہ سون تارک
 شہ او را در دل خود کردہ منزل
 از آن خس ریش دید ار چہ دل خویش
 بواں نا مہر باں چون مہر باں بود
 نہی گھتتش بدل ہیچ آشکارا
 ہمی کرد از کرم ہر روزش افزوں
 بسان مار گیرے کو بہنجار
 بدو گر چہ بمر سوز و کفایت
 کہ باتو گرچہ خسرو خانست ہمدم
 ز دست او چہ نوشی دوستگانے
 بویفان نہز در دور بیانے
 ولے چون بستہ بودش گوش تمہوز
 نہ گفت کس دروں می شد بگوشش
 خود † از ہوشش دوسہ کلجد کم افتاد
 اگرچہ قطب دنیا زیر افلاک
 چو عقلش گوہر تمہیز کم کرد

۲۹۵

۳۰۰

۳۰۵

۳۱۰

* ن: بردو - † (کذا) شعر کا مفہوم یہاں معلوم ہوتا ہے کہ ہوش کے تل (یعنی نکتے)

آز گئے اور ہوش کی بجائے ہوس رہ گئی -

سمن از خار و گلج از مار نہماخص
 ہم از گلجہنہ مارہں گھت پیدا
 سہ چارہں خال ہندو پوہں وو بودہ
 حسن زان نقطہائے بدخشن گھت
 کند وو را سیہ افزونی خال
 نگہ کن چون سہاہی ہد پدیدار
 کہ شاہ آن نغذہ را چون خاص خود کردہ
 جہانے عرصہ تیغ و قلم داد
 وزہرے چون حسن شد پیش مصورہ
 و لہکن بخصت نہکش کردہ بدبخت
 وزو دو دل بیک + دور از اخلاص
 درون تدبیر تیغ و تہر می کرد
 بروں زہما † درون سو خنجر تہر
 بروں سو نرم و رنگین و از ہرون زہر
 بروں آب زلال و از درون بوق
 رساں بود این خبر ہر حضرت شاہ
 بران دشمن طریق ہرستی سخت
 ہمی دانست و در خود رہ نمی داد

چو دشمن را دلش از یار نہماخص
 ہم از گل زخم خارہں گھت پیدا
 حسن کش ہندو اندر چار سو بود
 چو چلداں خال بر رویش کہن گھت
 زہک خال است او را خوبئے حال
 ہرض زان ہندوانی خال دیدار
 چنان بود این حدیث نغذہ پرورد
 بنسرو خانہش چتر و علم داد
 وزارت را قلم بر کارہں آسود
 وزہر و کاراں و فایب تخت
 ز سوئے شاہ یکجاں در دوتن خاص
 بروں در ہندگی تو فیر می کرد
 نہام تیغ بود از بہر خون رہز
 بساں حنظل از نفس جہا بہر
 ہابہر تہرہ می مانست بے فرق
 ز دور منہی § ارچہ گاہ و بہگاہ
 ولے شہ را چو بود از کردش بخت
 بہر کس راز دل آگہ نمی داد

۳۱۵

۳۲۰

۳۲۵

* شعر کا مفہوم غالباً یہ ہے کہ اس کے منہ پر ہندوانی تیکے کے تین نشان یا تل تھے۔

† ق - ر: بیک دل دور ز اخلاص † ق - ر: دیبا § خیر دہندہ۔

بساں مردمش در دہدہ می داشت
 چو بر دل بس نمی آمد، چه تدبیر
 بس آید بر همه جز بر دل خویش
 کہ جان خویش هم در کار او کرد
 کہ شاہان را کشد درویش خود کیست
 بتن خفتم بدل بھدار می بود
 برون سہرے برس ماریت داشت
 شدہ یاد از برائے فتنہ او
 کہ ہم سر باز باشد ہم سر انداز
 کہ جاں بازند بر فرمای رولہاں
 بجنگ یکسرہ چون دیو دہ سر
 ز ز زنجہور شاں در پائے کردہ
 ز دشمن بستہ دل بر دوست روے
 کلہد چمگی درہاں دادہ
 ز بہر فتنہ را فرصت ہدی جست
 ثبات قطب کم شد جانب زیست
 ہلال تہرہ و تاریک دیدار
 بناخن کردہ خود را پیش از ان سلع
 مگر بر طالع سلطان مبارک
 زمانہ فتنہ را نو کرد اصابع
 خس و گھر بہم دمساز گشتند

ہموزش در دل شوریدہ می داشت
 مہاں می دید زہر افگندہ در شہر
 عجیب کارے کہ شہ با لشکر بہش
 چہاں در جائے خود تہمار او کرد
 چہاں باشد بکار عاشقی زیست
 حسن ہم همچنان در کار می بود
 چو اندر پردہ نو غار انہت داشت
 بسے ہلدو کہ گویندش برادو
 برادو وصف ہلدو زیست سر باز
 بونہ این طایفہ در پھش رولہاں
 ازہی بے عاقبت گہران منکر
 حسن شاں را بگلچہ جائے کردہ
 شہ غافل مزاج از طفل خورے
 بلندی برہمہ سرہاں دادہ
 وے اندر خون شہ کردہ مہاں چسب
 چو تاریخ عرب شد ہنصد و بیست
 جہاد دو ٹہمیں را شد پدیدار
 مہ ہاریک بود از حالت تلخ
 شد آن مہ پر ہمہ گہپاں مبارک
 چو بگزشت از شب تاریک پایے
 سلوک از سلک خدمت باز گشتند

۳۳۰

۳۳۵

۳۴۰

۳۴۵

۳۵۰

حسن پنہاں بگہراں کس فرستاد
 دراں ظلمات ہندو چہر و بے سہر
 بروں زک فوجے از ہندوئے بدروز
 تو گوئی تہغ شان ز آتش فہانی
 ۳۵۵
 دواں گشتند سوئے برج والا
 قضا را قاضی از پوش اندر آمد
 ز ہندو حربیہ کش در جگر رفت
 چنان بو ہوسفے کز خون بر افتاد
 دگر ہر کس کہ بیروں و دروں خاست
 ۳۶۰
 چو پیش در شدند آن فتلہ کاراں
 ز خلعبر پردہ دارے چند را نیز
 چو فوج ہندواں رہ پیشتر یالت
 بو آب آمد ہمہ گاہ آتش انکھڑ
 شہ آن سگ را بخشم آورد در زہر
 ۳۶۵
 بکشتن تیرے می جسمت بو دست
 چو نفتادہی بکف تہغے دراں دہل
 سبک آن بر خلاف خارج آہلگ
 دہاند شاہ تا سوئے خود ازوے
 سہہ دودے ز بس خشم آتش ناب

کہ سوے شمع ملک آہند چون باد
 کہ ہندو وام کردے رنگ ازاں چہر
 ز تیغ خوبی گشتہ مشعل افروز
 زبانہ بود بر دست زبانی
 چو نرد چیرہ در قاراج کالا
 قضاے آسمانش بو سر آمد
 شہایے در دل برجہس در رفت
 مہان لالہ نعمان در افتاد
 دروڑوہیں نشسمت وسوج خون خاست
 بر آمد بانگ و شور از پردہ داراں
 شد اندر پردہ دل چاک دہلیز
 خلیفہ ہم خلاف خصم درہافت
 بجوش آورد سیل فتلہ را تہز
 چو نختچیرے کہ در زہر آورد شہر
 بخشم تیر چون تہرے ہی جسمت
 ز منزل کرد سوے نردباں مہل
 بہ بستاخہ زک اندر موئے شہ چنگ
 در آمد مو بمو گہرے پھاپے
 بدستش کاشلے چون قطرہ آب

* کذا ایک لفظ رہ گیا ہے - ک : بکشتن تیرے را - الخ بخشم شیر - الخ

۳۷۰

مخالف شوم چہرے چہریا نام
 بود زخمے ہواں سرو کھانی
 تعداد آن گلہن نو رستہ در خاک
 مہ از نور سعادت گشتہ نو میدہ
 چو آن تاج سراں را سر فگلدند
 مہان صف توکل خاست شورے

۳۷۵

بجولان گشتہ صوفی تور در شمس
 کہ ہر کہ از سوے قطب الدین گلدزور
 ہمہ شب در چلیں تدبیر باطل
 کہ فردا چون بر آید چہمہ مہر
 گدام اختر کشیم از برج شاہی

۳۸۰

و گر خونریز شاہ از ہم کہں تورز
 کرا در خورد بود زہن گونہ تاجے
 ہوا داران خسرو خان ہد رائے
 کہ چون بر منعم خود تیغ راندی
 چو نگزارندت این سر بر سر دوش
 چو کبر و مومن این تدبیر جستند
 بدین تو دامنی شب خفت شاہان
 بکار افزائی آمد گرد مسند
 ازہن سو مالدیو اندر خرامش
 بدین سان سو بسو صد دیو دیگر

۳۹۰

رخے ز ابلہس و چشمے ز اہوس نام
 کہ خوں جستش ز آب زندگانی
 چو غنچہ کرد دولہ پورہن چاک
 کہ با تیغ زحل شد خستہ خوردشہد
 وزاں ہالا بخاک اندر ننگدند
 در آمد ہندواں را دسہ زورے
 برا دو چلد با او گشتہ ہندسہ
 بدن پوک کلم چشم ہلش کور
 سخن می رفت در مقبول و قائل
 کہ شوید بہر تخت آراستن چہر
 کہ گہر نورہن از مہ تابہای
 رمد چون شپوک زان نہر روز
 کہ بستاند ز کشور ہا خواجے
 بستختی دو نھرند اند رہن پائے
 بکش سر ورنہ زیر تیغ ماندی
 بر آور تاج و بارے در سری کوش
 دگر تدبیر ہا زو جہلہ شستند
 بلوت آلود مسند بامدادان
 گروہ کافر و کفران مرتد
 و زہن سو ناگدیو آوردہ را مش
 ہسے چلدال دیگر مہو دیگر

دگر شد رے دایاں سرور شرق
چو خضراء دسمن از آب جانے

بکے شد خاننجاناں چتر پر فرق
پر آمد خاں بسے زان کا روانے

سخن در سن عمر و خوالدن شہز دگان و انکہ
حدیث دو خلف گل از خلاف آمد تہہ خندجو

کہ گردنندہ است گردون جفا کھش
فریبیدہ * نگر دی زین نمودار
مشو چون کودک از بازیچہ خورسند
خہال خواب و آب و آئینہ است یں
خہال است این کہ زو بتواں کشیدن
کر این نقشے و آن عکسے بدوں داد
چو بکشائی درو چشم فہاں را
پر رخالے چو ہماں مقار
کہ طغلاں خوش شونہا از مرکب گل
فلک پدہ دست و شش پے فرجہ تلگ
کہ ہفت اختر درو سرو شتہ کم کرد
بگو ترک جہاں و ہر چہ دروے
زہنے در خور کشت و دروہ است
مگر آن را کہ کشتے کرد و بر خورہ

ہلا گر دانشے داری بنہد یش
فریبیدہ است نقش ہفت پرگار
بدیں لکونہ کردہ صورتے چلد
کہ چون بیلمی بچشم عقل و تمکین
خہالے کش تواں ز آئینہ دیدی
بغواب و آب ہم نتواں شدن شاد
ہر آن پھکر کہ می بیلمی جہاں را
ہمہ ہیچ اسمے چون تصنیف سامر
کے آساید درو دانندہ دل
بچشم ہمت است از راہ فرہنگ
کجا گلچند درو سرر شتہ مرد
چو خواہی بر تو از عانم نہی پے
گل مردم کہ ہر سوہی آب و رود است
درو بودن کسے را نیست در خورہ

۳۹۵

۳۰۰

۳۰۵

* فریبندہ - † ق ر: آب آئینہ ‡ یعنی نو عرض اور چہا جہا والا آسمان ظاہری وسعت
کے باوجود تلگ ہے۔

و زان خوشہ درہن رہ نوشہ بلد
 چو خوشہ نہودت بے نوشہ مانی
 نصیب خود بونداز خوب راز زشت
 نہ کنجشکی و نہ سروری کداسی
 کہ تو مستی و ہزد خانہ گستاخ
 نکوے آمد و نیکو ترے رفت
 نہ پر شد عالم و نے گشت خالی
 کہ مہر آسہاں شمشیر کین اسم
 پسندہ است از برائے عبرت سوہ
 فکہ کن تا چہا زاد از زمانہ
 درہن درواں ہچشم خویش دیدیم
 کز ان ہیبت شدے گردوں بونہار
 کہ چنداں خون نفاہق بر زمین رفت
 کہ چون بر تظاہر رفت آنچہ حق خواست
 برادر پنج ہیگر ماند مظلوم
 کہ بوہ اصلش زدہ شد وصل بر وصل
 سہ پنجش عمر در دہرے سہنچے
 دلش زان نور گشتہ سورۃ نور
 کتاب و نامہ را چون یاد کردہ
 بعدک تہر دو انگشت او شست
 سزائے ملک اگر یاری کند بخشت

بہر زین کشت بر، بر خوشہ چلد
 کہ چون این خوشہ بے نوشہ رانی
 ہسان مرغ و سوزاں کز سر کشت
 تو کاندہر جستی این پختہ خامی
 منہ کالائے پر قیمت درہن کالج
 یکے آمد درون و دیکرے رفت
 از ان آہندہ و پوہندہ حالے
 شناسد آنکہ عقلش درر ہوں است
 ہمیں بھادک و کھوں اختر کنوں کرد
 درہن عدوت سزائے بر فسانہ
 اگر وقتے بلاے می شنیدیم
 کجا سلطان علاء اندہیں و آن کار
 کلوں بر نسل او ہوں تاچہ کین رفت
 چنان است این حکیم راستا راست
 ز بعد آن سریر آراے مرحوم
 یکے خوں فرید اسم بلند اصل
 کہ آن سلکے سزائے ملک سنچے
 تماش دادہ قرآن ختم مشور
 بسا شاگردئی استاد کردہ
 بہ ترتیب کہان و تہر پیوست
 دگر بوہکر خان دیباچہ تخت

۴۱۰

۴۱۵

۴۲۰

۴۲۵

دو ہفتیش سال واو ماہ دو ہفتہ
 نشستہ در دل قرآن چو یاس
 طبیعت خود چہ کویم آب و آتش
 جہنمے چون گل و رومے چو لاله
 فتنان خہزایں شدہ از شہر مستی
 قدس + اقلع شدہ گل صفتکہ دیدہ
 بثلاث دوم قرآن و رقی بہز
 و سامن دابۃ فی الارض الا
 ہمز از جمع قرآن بے خہر بود
 ر لوح کاف و فون لوح دلہل پاک
 کہ چرخ از بہر ملک انباز پرورد
 زمانہ در جفا کاری در آمد
 کہ بر شہزادگان کارے رود سخت
 کہ بود اندر مراد این فاسرافی
 بعورستان ستر ملک پویان
 بر آن دیوان ہایل کار دانان
 بلزیکے برو چون سایہ خورشید
 ملک گستاخ نگزشتے ببامش

ز سان عمر او دو ہفتہ رفتہ
 الم * دیدہ ز الف و لام و یسوں
 ہوس در نظم و نثر لفظ و خط فوہں
 علی خان گرامی ہشت سالہ
 ہمہ دندانش در بالا و پستوی
 ز قرآن تا بقہ اقلع رسد
 بہاخان ہم بہشتیم سال نو خہز
 گرفتہ روزی از تعلیم بالا
 ز پنجم سال عثمان بہرہ ور بود
 بہازی ہائے نوزادان ہوسناک
 چنیں شہزادگان ناز پرورد
 زمان عمر شہ چوں برس آمد
 اشارت کرد خسرو خان کم بضہ
 قضا را مہیمان بود و شاکہ
 ک دیدند از برون عقربت رویان
 در سہ محبوب و مرتد خانخانان
 حرم کز ہیدکے ثانی جمشہد
 فلک دم خوردے اندر بر مقامش

۲۳۰

۲۳۵

۲۴۰

۲۴۵

* میرے نزدیک مصرعہ یوں ہرنا چاہئے۔ الم دیدہ ز الف و لام و طس یعنی الم اور طس کی
 سورتوں تک پہنچتا تھا جب کہ یہ مصیبت آئی۔ یہ ۱۹ ۲۰ میں پاریس کی سزوتیں ہیں۔ (ک)
 + اقلع یعنی راست و بلند۔

نسیم اندر درش یکسر نرفتے
 پوری ہم جاں شدے سرتا قدم دیاک
 برآں جذت چو دہر ابلہس خوگشت
 ز نقش شوم آن روہائے مذکور
 کشودہ سر بگردوں ہر سپاہے
 بروز ہر یکے چشم جگر کون
 سیاہ و کشن سہلتہائے پر خار
 دراز و پہن ہر یک ریش ناخوش
 کتارہ بو کمر بستہ بزر غرق
 پوروریہاں از ان ہیبت کریژاں
 قیامت گشتہ در ہر سوئے پودا
 ہواں دنبال ہر مستورۂ گبر
 بیلا † کلمہ در خون کردہ حوراں
 ز جوش کافراں بو اہل ایمان
 نظر ہائے سعادت بستہ برجیس
 چنان مریع بد خشم و ترش چہر
 دران تاب آفتاب عالم افروز
 ہسان بربط خود زہرہ نالی
 سہ از گلشن چنان قایب ز خورشید

۳۵۰

۴۵۵

۴۶۰

۴۶۵

صبا ہم بے مہابا در نرفتنے
 بپاکی گشتے آنکہ گون آن خاک
 ہمہ جذت پر از ابلہس روگشت
 ستنبہ * گشت ہر یک تانبہ در
 چون ہلدائے کہ درے نہست ماہے
 کہ ہم در دیدنش گردد حکم خون
 چو گاہ فہم سوز از خنڈ + خار
 پریہاں ہم چو دلہائے مشرہی
 چنان کز پہلو ابر سہہ برق
 خزاں در گوشہا افتان و خہزان
 قیامت کردہ در کہں چرخ شیدا
 سلامت بے پناہ و فتنہ بے صہر
 شتاباں ہر طرف چون فاصہوراں
 سپہر از کردہائے خود پشہماں
 کہ کم بیند دریں فوقائے ابلہس
 بخونی گریہ او نیز از سر مہر
 ز سوز خود جہاں را کردہ پر سوز
 تریا دست را بو دست مالان
 کہ گشتہ از کمال خویش نوسہد

* ستنبہ ایک دیر کا نام جو خواب میں آئے دراتا ہے۔ † ن : رخنہ ‡ کذا —

چہ دل باشد زنان را در چنان هول
 بسے خورشید سایہ پروردہ
 ازاں دہ سایہ در دنبال یک مہر
 چو زان قوغا فتاد اندر حرم ہوے
 یکے را مانک چشم اندر تھہر
 یکے پہر ایہ کم کرہ و یکے ہوہی
 یکے شد فرق خے از تھغ چوں آب
 دوان گبران بہر ایوان و پردہ
 بخشم آواز می دادند ہر جا
 ایما خان فرید اسم آئی بیروں
 پیاید در زمان بو بکر خان ہم
 دگر خانان بہاء الدین و عثمان
 کہ زہی جملہ یکے را ماہر آنہم
 و زان سایہ کہ در خور شد سراں را
 نیلندیشید کاپی کارے کہ شد راست
 ہمی جستند ہر یک را بمشعل
 زہی ظلمات کاندر وے چو پویند
 چو آن کم گشتکان را گشت روشن
 بہ تسلیم آمدند از گوشہ بیروں

۴۷۰

۴۷۵

۴۸۰

زن آنکہ دیو در دنبال لحول
 بسایہ سایہ خود ہم ندیدہ
 درنگ سایہ شد ہر مہر را چہر
 فرو مردند مستروں بہر سوئے
 یکے را دیدہ شد چوں گوشہ پر ڈر
 یکے ساعد تھی کرہ و یکے گوش
 یکے در رفت در کلمچے چو مہتاب
 بہ بے رحمی چو خوک زخم خوردہ
 کہ پنہاں کیست ایجاہاں ہرں آ
 اگر جانی و کر جسم آئی بہروں
 کہ ہستش تن ز بہم آزاد و جاں ہم
 رسند این جا پڑوئی با علی خاں
 کہ ہر تخت جہا نپانی نشانہم
 دھم اقتطاع و کشور دیگراں را
 نہ بہر دیگرے بہر شما راحت
 دم کاذب دواں چوں صبح اول
 بمشعل انجم کم گشتے جویند
 کہ پھکان قضا را نہست جو شن
 عدم را دادہ از دل توشہ بہروں

کہ آہے بر کشهدند آسماں سوز
 نشد پولاک آن آہن دالں نرم
 زہند آن خستکال را بانگ پر روے
 بتقدیر خدا و کار شاہاں
 چہ باید بیہدہ ترک رضا کرد
 چو مہش بستمہ پیش تیغ قصاب
 ذلک ہم در نغان پر حال ہر یک
 شدہ خونابہ در قصر پیدا
 چنان کآمد ز حکم حق تعالی
 ز سوز و داغ خون می گفت چہڑے
 مکن دور از رخ من دیدہ تا دہر
 پنخواہد رفت خاک ما پھر سوے
 بسولہ نہز مہمانست جانم
 دل بریان خرد در کار من کن
 کہ این یاقوت لعلم ریزہ اکتوں
 تو نیز ش کن و دامے ہادل ریش
 کہ این سر دور خواہد گشت ازین دوش
 ز آگوش تو بہروں خواہد افتاد
 دو سہ بوے د کردہ یان گاری
 کہ کم خواہش ہیدن بعد ازین ہوش
 پنخواہد شک ز پھشت جان من دور

کہے کردند فریاد جہاں سوز
 تعالیٰ اللہ ز چنداں شعلہ گرم
 بتندی یک دو محبوب جفا جوے
 کہ بر بندید لب چون بے پلماہاں
 چو خواہد رفتن آنچہ ایزد قضا کرد
 عزیزاں پھش می رفتند بے تاب
 بگریہ ساں راں دنہال ہر یک
 ز سہل چشم مستوران شہدا
 دراں خونابہ شاں بر دند ہلا
 ہمہ شہب پھش مادر ہر عزیزے
 کہ اے مادر جمال من بدیں سہر
 کہ فردا خاک خواہد گشتن این روے
 یک امروزے کہ پھشت مہمانم
 دے مہمانتے دیدار من کن
 نثارم ریزہ لہک از چشم پر خون
 چو من کردم و داغ این سر خویش
 سر من گھر بسجارے در آگوش
 ببوس این سر کہ در خون خواہد افتاد
 بہ پھشانی ہمہ با سہر و زاری
 ببوس این چشم ہم کتہست در پھش
 تدم گرچہ از تو خواہد گشت مہجور

۳۸۵

۴۹۰

۴۹۵

۵۰۰

۵۰۵

پگوتی لڑکے ہاے خود بجائے ہم
 بخواہی نام آخر در قلم ماند
 سوا ماتم کنی ہے مہوڑ بانہی
 ز خون دل کنی این قصہ تحریر
 کتاب و مصحف سن مونس خویش
 کہ اے دو چشم ما و دیگران ہم
 کہ پروردیم تان را + ما بصد ناز
 ہمی افتاد دل کافتہ ز انجای
 ز بیم چشم گشتے دیدہ خونریز
 بستختی سوختے دل زان قف نرم
 دوینے جان گم گشتہ بصد راہ
 کہ زین سرہا نہاید بگسلک موی
 چہیں سرہا فتد در دامن خاک
 کہ رانی بو عزیزان دہرۂ قہر
 خورد چون گندنا شمشیر خونریز
 چو برگ گل مہان خاک خواری
 چہ می گویم ببریڈ این زبانہا
 بباہد رازن مارا ارہ بو فرق
 بباہد بو جگر مارا ز دہ تہر

چو تلک آئی ز ہجر بے کرانم
 اگر پویش از خطام گہتی قام راند
 چو در * خط شوط باشد میہمانی
 سوا چون سر قلم کو در ز تقدیر
 کنی زین حوت اگر گردد نامت ریش
 ہمی گفتند کہہاں مداراں ہم
 نگر تا چہد خون خوردیم ازہیں ساز
 اگر گشتہد بو باہے سبک پای
 و گر بو روے تان چشے شدے تہز
 و گر باہے کو شتے بو شما گرم
 و گر بھروں ہمی رفتید ناکاہ
 بشانہ گردن افتادے بدل ہوے
 کنوں فریاد کو تیغ خطرناک
 کجا باشد روا اے گردش دہر
 کسے کش ہون برگ گند نا تیز
 یریزن این ہمہ زوہا بزاری
 چہ گفتست این فغاں ہا بو فغانہا
 اگر رانید شان را تیغ چون برق
 و گر زہ گردن ایشانرا کلو گہر

۵۱۰

۵۱۵

۵۲۰

* شعر کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تازہی نکلنے کی تقریب کی بجائے میرا ماتم کرنا۔

* س: بو

ز ما باید رگ جان درر کردن
 که زان خون دررود در خاک تظها
 کتوم این زادگان را در شکم باز
 که بکشایند خونها را ز پیهوند
 طلبکار از بر اے سفته کارے
 ستاره هم بسے کردند همواره
 فتادند از قصبور بر زمهن پست
 گھے کردند بر دل کو پش مشمت
 کجا می بیاید آن سوز جگر سوز
 به رو خون و بسرخاک و بدل چاک
 نخواهد شد ز آب چشم شان سرد
 روان کردند شاهان را سبک پایے
 همی رفتند درها کرده واپس
 بگشتن واپسهن دیدار دیدن
 کزین سوخون و زان سو نهز خون بود
 بلخن از جگر پرکاله می کند
 که اے نعمت خوران ما بصد قسم
 که گیرد در چنهن وقتے مرا دست
 بجای یاری کنهه ار هست یارا
 بجای بازه خرید اے پاک جانان
 که خواهد کرد یاری بهکسان را

وگر شان را رسن پهچد بگردن
 درید از زخم خلتجر این شکمها
 که از بوم ستمکاران بد ساز
 درین گفتم در آمد خونته چنک
 بد و در بزردگان تا جدارے
 ذنب کشته بر خورشود و بر ماه
 گرفتہ مادران فرزند را دست
 گھے بردند بر دندان ده انگشت
 کشده کو است از خلتجر جگر سوز
 پسر در رفتن و مادر بتا پاک
 چو دیدند آن سماں کز آتش درد
 بعد از زور شان ماندند بر جای
 چنان شاهان چوسسکینان بیکیس
 زه بد دیدن و دشوار دیدن
 تکرگال واپسهن دیدار چون بود
 نظر می کرد مادر سوئے فرزند
 فغان برداشته جان فرید اسم
 کسه از بندگان و چاکران هست
 بدون خواهنک بردن جان مارا
 هفردادم رسید اے مهوربانان
 که خواند نزد ما یاری رسان را

۵۲۵

۵۳۰

۵۳۵

۵۴۰

۵۴۵

کہ دارد سر دگر پھروں این - ر
 کہ بھلی حال فرزندان بدیں روز
 بخون آلودہ روے مانگہ کن
 بتندی بان نکوشتن بدیں روے
 چو گل فرقه بخون ر پارہ پارہ
 چرا سادر بشهرم پرورہش دان
 وزین خونخوارگان خونم مشوئید
 بخون آلود در جلت گرا ئیم
 شود در چشمہ کوثر نمازی
 نہاید زین نمط بودن بر آذر
 اگر فرہادرس باشد ز بھداد
 شغب کردن چوسسکیغان کسے نیست
 نھر از تاجداران شرمساری است
 چرا عجز آورد چون بے پناہان
 گھر سی نالد آخر گاہ سختن
 بمردی بے کہ از جان فرد گریم
 ہجاں تسلیم بنیاد شد رضا را
 دوید آنسو فریک از ہم سر خویش
 فتمک آن سوے چون شوریدہ حالان
 سرا پنہان کلید از می توأنہد
 عزازیلاں و عزرا ئیل خویاں

کہ گوید حال ما بھروں این در
 کجائی اے بزرگان بہر جان سوز
 بر آ از خاک و سوئے مانگہ کن
 کجا رفت آنکہ از بہمت زھر سوے
 کڈوں از بان دشوم کن نظارہ
 چو گھتی خواہد از خونم خورہش دان
 چو من در خون فتم خونم مشوئید
 کہ ما یار شہون کر بلا ئیم
 مگر کھن تن بفضل بے نیازی
 بدو ہو پکر حان گذت اے برادر
 کڈہم این نالہ و زاری و فریاد
 چو تقدیر آمد و یاری سے نہست
 نہ آخر دایہ ما تاجداری است
 کسے کو را بود نسبت ز شاہان
 ازین ساں گوہرے نتوان نہمتن
 چو ما سردیم وہم فرزند سردیم
 چو زاری در نہی گہرہ قہ را
 دریں بودند کامد فرجہ پیش
 کڈہزے چند دید از پیش نالان
 فڈان بربزد کہ اے این جا کیانہد
 ہی گذت این کہ در رفتہ پویاں

۵۵۰

۵۵۵

۵۶۰

۵۶۵

دران دم چون پردہاں ہم فغاں کرد
 کہ آن دم بود شان چون شمع را روز
 کہ از خونہائے شان رانند جوئے
 طلب کردند از بہر وضو آب
 ہمی بایست شست از خون جان دست
 نبوک آے جز آب تہغ خون رہز
 شغب بر مکرسی زہ دہر پر مکر
 زمانہ در تہہ آن داشتہ رازے
 نصیبے خاک شد در خاک کز خواب
 وصول عالم حق را د و گانہ
 شہادت را رقم بر سر کھونند
 بخون رہز آستہاں ہا پر کشیدہ
 در افکندہ یکسر ہر دو را سر
 کہ شد ہا قوت سرخ از رنگ خون سنگ
 بدان خون گان ز مردم وہیں زخار است
 گدا ہرے ز بخش شہائے شان قوت
 ہمہ بالا و زیرش گشتمہ گل وام
 کشان از ناولان ہا کرینے خون
 همانا بام † "بالا رہش" نام اسمع

گرفتندش بستختی و روان کرد
 دو خان را چون دو شمع کیتنی افروز
 چو با آن بہکسی پردند سوئے
 چو ہر دو تہغ را دیدند مہراب
 ۵۷۰
 کہ بود آن گاہ شستن از جہاں دست
 دران مہراب گاہ خنجر تیو
 چو صدیقان تہم کرد ابو بکر
 در آنچه خاک را می جست سازے
 کہ چون بہر حیات این جاناندا آب
 ۵۷۵
 گزارش کرد از آن پس عاشقانہ
 پس انگشت شہادت بر کھونند
 دو پردند آن سگان خنجر کشیدہ
 بہ بے رحمی بر آوردند خنجر
 ۵۸۰
 ہدیوار آنچنان زہ خون گل رنگ
 ولے ہا قوت و نسبت چہ ہا راست
 خصوصاً مردمے کز اہل و ہا قوت
 چو خون زہر آمد از بالائے آن بام
 چو خون رفت از تہہ دیوار بیرون
 همان بایست کہ زہن خون اہل وام است
 ۵۸۵

* ک : ن -- † بالاری - سترون والا - مطلب بظاہر تہر ہزار ستون ہے جہاں یلا

ہماں جاہا بکنجے بود * آن شور
 بوزوں جستند پس گبران بے مہر
 نمی گلجید ہر قصاب کہوں دوست
 پس آن جانب دیدند آن دوسادر
 زمین کز خون شاں دیدند گل وام
 میان خون بغلطیدند پور در
 ازاں خون و ز موج اشک رنگوں
 بگریہ جامہ ہم در خون کشیدند
 برخ بر سپردند آن دست پر خون
 نہ مارا عہشے آمادہ ات امروز
 بیمار اٹھد تخت و مسند و تاج
 ز دیبا گُلہا سازید در ک در
 ولے عود و سپند ار بر فرورزید
 قلعے کانگشت گشت از سوز ناساز
 الا اے روزگار تیرے روزاں
 چو انگشت سہ مارا بدیں روز
 ازہیں سوزے کہ زک زیشان زبانه
 بسے بگریستند از چشم خون زامے
 جہاں را دیر شد کیوں شہوہ دارک

۵۹۰

۵۹۵

۶۰۰

کو شہر مملکت شد طعمہ گور
 ز فعل تلخ خون گشتہ ترش چہر
 ز شاکی چون بزد کم خوردہ در پوست
 کہ بودند از پئے ایشان بر آذر
 ہی جستند سوگ از خون شاں وام
 نمی شد خون گرم از سوز شاں سرد
 حفا بستند بر دست نگارین
 علم بر پیر زمین بھوں چون کشیدند
 بدان گلگو نہ می گشتند کلگون
 شہمی این دو شہزادہ است امروز
 فرو ریزید لعل و ہر بعا راج
 ہشاکی قہہا بدمید در شہر
 بجائے آن ہمیں مارا بسوزید
 بسوزیدش چو انگشت سیہ † باز
 کہ ہستم از تو چون انگشت سوزاں
 بسوز و می زبان و باز می سوز
 کساں ہم سوختند از ہر کرافہ
 و ز انجا باز شاں بردند بر جائے
 خزاں پر برگ و کی پر مہوہ دارک

* ن : بعد -- † انگشت سیہ - یعنی جلی ہوی لکڑی - اگلے شعر میں بھی انگشت

انہی معنی میں لکھا ہے --

<p>کہ بازش در شکر ننگند زهرے کہ با گوشش نکند از گوشه روزے بشادی شاه گھتی جاودان باہ</p>	<p>۶۰۵ کرا در چاشنیها دان بہرے کرا درے بگوش افکند دل چوئے چو کس نبود بگیتی جاودان شان</p>
<p>حدیث چشم زخم خاندان ملک و خاقان را کشیدن از پاک دیدہ بر آن سان کز صدف گوہر</p>	
<p>بچشم مردمان بین فوک انداز کہ نینہادش بہ بینائی درون خار رسدگر چش جہان در چرخ روزیسمع نہ کمتر تہر چرخ از تہر چرخ است کہ دروک صد ہزاران ہیدہ روزے نکرتا چند ازین سان دیدہ بر دوخت فلک چشمک ز فد سوئے زمانہ ولیکن چون جہک از تہر تقدیر کمال * عین را عین الکمالے قضا عین الکمال آورد نا گاہ چشموں بہرور تراوید از دل ریش بخون خویش کردن آشنائی جہان را دیدہ عالم نہ دیدہ</p>	<p>۶۱۰ ۶۱۵ ۶۲۰ فلک را صد ہزاران دیدہ باز کرا بیمائیے بخشود در کار کسے کس چشم زخماز چرخ روزیست چو زخم از تہر بے تدبیر چرخ است چہ روزی دیدہ را زان دیدہ روزے جہاں کز دہر تیر اندازی آموخت چو گوہد مردم از بھش فسانہ جہک مردم گرش زخمہست از تہر رسد نا چار چون باشد جمالے چنانک اندر کمال دولسا شاہ کسے کیں نفعہ دید از دیدہ خویش کہ چون در مرہم چشم علائی نگر خانان و طفل نا رسودہ</p>
<p>* ن : زخم چشم -- † ن : کمالے --</p>	

گزند چشم شان را شد سبک خهز
 بچشم پویش حالے وا نهودند
 چو چشم اندر سپهکی و سہاهی است
 بپایه چشم شان را چشم بلدے
 شکوہ جسم ہم با خویش باشد
 بچندین نقطہ چشم اجسم بوش است
 بروں کردن شان چشم جہاں بیں
 بروں افتاد دیدہ ماکران را
 ز چندین قرة العین جہاں نور
 خراش چشم ایہاں کرک بے تہر
 کہ زہن درہا چو چشم سہرہ سی چہد
 کہ چندین مہ نہاہی در یکے برج
 شد آن درہا دران تا گوش ماہی
 بضمون شانداں * شفق نیک اختران را
 چو چشم خویش و روز خویش بے نور
 روان خولے ز ہر گل چوں مل لعل
 ہمی گفتند چوں مرفان بنالہ
 گل ما این شگفتہ از گلشن بخت
 جہان و دیدہا بر خار سودے
 ز باد دہر بیں چوں گل شگفتہ

بر ایہاں نیز شد چشم فلک تیز
 حسن را پیش چشم آنا نکہ بودند
 کہ ہر شہزادہ چشم پادشاہی است
 اگر بر چشم شان نہود گزندے
 کہ ہر گہ چشم بیفش پیش باشد
 کہ بیکار است چشم اجسم پیش اسم
 بدیں اندیشہ و وہم نہاں بیں
 ازاں دیدہ کشیدن سروران را
 فلک کور است ازاں کرد این چلمین دور
 فرض چوں چشم زخم تیز تقدیر
 اشارت کرد ز ایرو گبر بے دید
 برید این جہلہ درہا در دگر درج
 بفرمانش سبک زان قصر شاہی
 بقصر لعل بودند آن سراں را
 ہمی بودند روزے چند مستور
 شگفتہ چہم ہر یک چوں گل لعل
 بروئے بستر پر خون چو لالہ
 کہ ہر کس را گلے بشگفت بر تخت
 گلے زہن چشمہا گر رخ نہودے
 کفوں آن نرگسان نیم خندہ

۹۲۵

۹۳۰

۹۳۵

۹۴۰

چلین گل گرچہ یوافزون است هر رے
 گل مارا چسان شد خستگی بار
 نضمت اندر یهار از شاخ بے بر
 بہار ما نگر یارش دگر گون
 گل ما خستہ خار زمانہ است
 سر سوزن بود سوراخ بادام
 کسے کو بولشید این دیدہ سر
 دو چشم او چو دو عذاب خستہ
 بدین سان هر چراغ دیدہ شاہ
 چو هر ظلمت فرورد چشم خورشید
 پرستارے چراغ آورد در پیش
 یکے گفت این کہ آمد شام تاریک
 چو بیرون شد چراغ چشم از رے
 چراغ عاریت پھشم چه دارید
 دگر گفتا کہ شمع از بہر چھم است
 چراغ دیدہ عالم چو ما قیم
 کجا شد دیدہ سلطان مغفور
 دگر گفتا کہ بیٹنا یان کشور
 مثل گویند دولت کور باشد
 سپہر کور بہر ما زد این رائے

۶۴۵

۶۵۰

۶۵۵

۶۶۰

سپوئہدش کہ بوئے خونست در رے
 چو با گلہا نہاشد خستہ را کار
 گل بادام و شفتالو کشد سر
 کہ بادام از گل ما بدن بیرون
 فاط شد بلکہ پھکان را نشانہ است
 بکزلک چوں کشد از جائے آرام
 بسان خستہ * شفتالو بود تر
 ہمیشہ خستہ و در خون نشستہ
 فغان سی کرد و زاری تا شبانگاہ
 بود از روشنائی گھتی امہد
 شہاں سوزاں چو شمع از دیدہ خویش
 کہ روشن دید مے من موئے بارہک
 ہماں کوهست پیش من ہماں سوسے
 چراغ دیدہ من پھشم آرید
 چه جویم زان گہرچوں دیدہ ہم است
 نظر در شمع دیگر چوں کشائیم
 کہ بیند قرۃ العینان بے نور
 کہ بہنا شان دل است و چشم بدسر
 نہ دولت مند را این شور باشد
 کہ دولت رفت و کوری ماند برجائے

بگوش - ایٹک بچشم خویش دیدیم
 بہایک دید گر طفلہم و گر پھر
 چو از دیدہ نہیزیرد خردسند
 بتر سید از خواش دیدہ من
 تعالے العہ چہ کورں را سوالے
 کس این کاویدہ را دیگر چہ کون
 کہ دل شد گرچہ بہر دیدہ بریاں
 بجائے گر بماند نہیز شاہیم
 کثوں از رفتنش اندیشہ دارم
 ہزاراں منت کوری است اکثوں
 کہ جائے سرمہ شد در چشم ماسہل
 کہ بقواں بردش از جاے بجائے
 کہ مارا کور کرد و دیدہ را برد
 عصا کو کور سازد دیدہ را واے
 عصاے دیدہ بر درے ہو افزون
 کہ دشمن را کھد چشم جہاں بین
 کہ چشم دولت از وے باد پرنور

دگر گفت آنچه سادردے شدیدیم
 بلے ہر دیدنی کاید ز تقدیر
 ہر آن ہردے کہ پیش آرد خذارند
 دگر گفت اے شمارا دیدہ روشن
 ز چشم من کہ سی پوسہد حالے
 چو چشمہ ہر چہ می دارن ترارن
 پس انگاہے ہمہی گفتند گریاں
 ز دل چوں دیدہ را یکسو نہادیم
 ز کوری بود غم کز وے فکاریم
 بریں چشمے کہ رفتش دیدہ بھوروں
 گو آید میل مہل آوازہ تعجیل
 چو باید کور را بر کف عصائے
 عصا شد مہل بہر چشم ساخذ
 عصا شد دستگیر کور ہر جاے
 عصا از کور بردن در مثل بود
 کہ جوہی کھن این کوران مسکھن
 بجز سلطان مہات الدین منصور

۶۶۵

۶۷۰

۶۷۵

سخن ز آوازہ خسرو کہ چوں آلود مسند را

ہمہ پیش نگون کردند سر جز غاویء سرور

خبر زہن کونہ دارم راستا راستا

دریں سلاک از بسے فغذہ کہ برخاست

۶۸۰

کہ چون فرمان دیوان رفت ہر سوے
 بد ہر ان سے و جانے را خہر شد
 زہے قلا بی فیروزہ خاتم
 فلک تاج علا را بود معراج
 ثبات قطب دنیا بر سر آمد
 بزرگان ہر یکے دریائے پر جوش
 ہمہ لہر ککشاں در شوق و ہر غرب
 نہ ترکی نہیۃ ترکی بر افراختہ
 ہمہ گرگان ہیجا سست و بے تاب
 در اقصائے مسالک نہی امہراں
 جز از در ہاے رزم از زور شمشیر
 چو بشنید این سخن از خاصہ و عام
 بہالید از تغیر سہلت کین
 نخست افسوس کرد از نیک خواہی
 کہ در برج علا نقبے چنان رفت
 ز چنداں کوکب سعد اندراں برج
 کتبوں چرخ دہانی ز امر معبود
 اگر با برج نتوان کرد کارے
 مرا شاہ شہداناں کار دان مرد
 من امروز از نکوشم بہر کارش
 چو نعمت پرور از وے گشت حالم

۶۸۵

۶۹۰

۶۹۵

۷۰۰

کہ ملک آوردہ در اہرمنی روے
 کہ بر تضحہ سلیمان دیو بر شد
 کہ بر شیطان رساند خاتم جم
 بضاک اتعاد والا گوہر تاج
 سہارا نقش بر کرسی بر آمد
 فروہشتند مانند صدف گوہش
 بطاعت مہل کردندہ از سوئے حرب
 نہ ہندو بلدہ ہر ہندواں تاخصہ
 فرو ماندندہ چون بڑ پیمش قصاب
 کمر بستند چون فرماں پڑیواں
 ملک غازی معظم تغلق شہر
 ز فصہ خون ہجوشہدش در اندام
 ز بہر کین شہش ہر سوے ژوبین
 ز بہر خاندان باد شاہی
 کہ کرد نقب زن بر آسمان رفت
 زمانہ یک گہر نگواشت در درج
 چو بر کود از سران بودمان دود
 زہنے را سزا شرط است بارے
 بہرہی از پئے این روز پرورد
 نکو اہم کین اولاد و تبارہش
 چگونہ باعد آن نعمت حلالہ

<p>من و شمشیر و قیور و کینڈ شاہ چو من یار حقم حق یار بیسی یس کہ فرزند من و جان من آن جا است کہ باشد قرۃ العین از نظر دور دل شیران پر آرد † از پر تیر کہ چشم دارن ازوے روشنائی وگر این جا رسد نور علی نور بچشم ‡ دیدۂ روشن رساناد</p>	<p>گرم یاری کفد بخصت نکو خواہ وگر نبود درونم یاری از کس اگر این جامن ام جان بے تو آن جا است کجا باشد دران چشم و نظر نور ملک فخر الدول کاواہ نضحچیر چواغ روغن از نور خدائی گر آنجا ماند ازوے چشم بد دور خدا آن چشم را بر من رساناد</p>
--	---

۷۰۵

عزیمت کوفن اعظم ملک فخرالحق والا
بسوے حضرت غازی ملک کافر کُش صفدر

۷۱۰

<p>کہ نلدیشند ہیچ از ہم نبردان یست آہنیں سازند راہ بنیروے دل خود ہم تو افند سوا بیند کسے کاید بدنبال اگر تنہا بود ہم دانگ تن ہاست نجلد از ہزاران ذرۂ یک کوہ یکے خورشید ہر صد را کند کم برد یک گرج ازیشان ہارت خویش زانہوے گو زنان کے ہراسد</p>	<p>عجب کارے است کار شہر مردان بہ تنہا ہر روند اندر سپاہ ور از قلبے فرس بیرون چہانقد مبارز زانہ چون با تیغ قتال دلیرے کش بکار رزم فن ہاست سرانگن را چہ تنہائی چہ انہوے کشد مہم گر چہ صد لشکر ز انجم وگر ہر رسہ باشد صد میش ہوہوے کو گو زنان را شناسد</p>
--	---

۷۱۵

<p>بخلاوت گلا خوب تنہا ہوں شہر</p>	<p>کہ ہوسو ہر تہش تیراست و شمشہر</p>
<p>حکایت</p>	
<p>شہید ستم کہ رستم پیش گاؤس بخشم آشفت گاؤس از خیالے اشارت کرد سوزے طوس در حال چو طوس آمد بوسم زور منداناں برویش زد تہمتن پشت دستے بروں آمد یہ پشت رخس بلشست بسے کس را اشارت کرد گاؤس چو کس کم رفت دنبال سر افکن توان دنبال شیر و اژدہا کرد سخن گولیں مثل در جنبشے خواند چنان ہوں این کہ خسرو خان بدروز دل خود ساختہ سنگ از کونہ خواہی ز یادے کز سر افزای بسر داشت کشید آن دیکراں را چشم روشن فلانے ہمہ سیر ولایت نہ کس تہمتے کشید از کینہ جوئی</p>	<p>بخدست ہوں روزے پہلوے طوس کہ رستم را رساند گو شمالے کش از نہروئے یازو بشکلہ بال کہ بلند دستہ او چون دستہ بنداناں کہ در کشماز خوابی همچوں مستے صبا در زہر و آتش ہر کف دستے کسے در پے نرفت از روسی و روس پرفت او سرزدہ با تیغ سر زن کہ آرد رقص # کو دنبال مرد کہ فخرالدین ملک بالا نرو راند چو شک ہر آرزوے خویش فیروز و زان بشکست گھرہ ہائے شاہی دو شمع مہاکت را زندہ نگزاشت بجا نگزاشت یک نورگس ز گلشن بارج چرخ بردہ ما راہے نہ کس تہرے کشاک از تلک خوئی</p>
<p>* ق ر : رخص -</p>	

۷۲۵

۷۲۰

۷۳۵

کسے نا روک نا روک خروساں
 ز نعمت هائی سلطانی بختوا نها
 بچند انکه استخوانها زان نمک زور
 بلے چون شد نمک در پوست گنده
 روا بود آن خسیساں را در آنکھال
 کہ در گنده قندی هر نابکارے
 سگے کز دست مردم لقمه خورد
 ز سگ ناکس تراست آن ناسپاه
 چو سگ را هسمت با خوئے وفا کار
 چه نا مردم کسے کز سگ جفائی
 فرض القصه چون زان قوم سگ زاه
 ملک نفعوالحق از بس سهربانی
 از انجا کاهل نعمت را به یاری
 بران می شد کہ ناکهه بے مدارا
 ولے می گفتم بر فایده چو کارے
 دربی اندیشه باخود فصه می خورد
 چو شد ز اندازے بیروں خار خارش
 شبے بلشست با معرم تلمے چند
 بهاران گنفع گزبان و غریبوان
 جہا نے پر زدیو و دیو مردم

۷۴۰

۷۴۵

۷۵۰

۷۵۵

ههه گشتمه عاجز چون عروساں
 نمک پروردے کدوے استغوا نها
 یکے را بر نها مک ز استغواں شور
 تن گنده نمک به پوست گنده
 کشودن پوست پس کدوین نمک سال
 نمک زین گونه گشته گنده یارے
 کلد بیماری چو بیماری بایدش کرد
 کہ نہود خورد خود را حق شنایے
 بود هم پاسبان و هم وفادار
 کلد در پاس نعمت بے وفائی
 بران شہزاد گوشت آن چورو بھداد
 خراشے یافت ز * آزار نہادی
 بود در شکر نعمت حتی کڑاری
 پروں آید بشمشور آشکارا
 بدازی جان بیداید باخت بارے
 کہ چون شانند ز خون دشمن این کرد
 درون گشت از خراش دل فکارش
 بر آورد آھے از اهرمنے چند
 کہ خون جم چسان جویم ز دیوان
 چگونہ بے سپہ * من چھوہ کردم

<p>رضا در کفر و کفرناں چوں توآن داد کہ سہم خود بر ایشان تیر سازم نمودند از طریق نیک خواہی مہسر کے شود ز اندیشہ سمع اگر را نهم بیڑوں بیم غرق است بکوزہ چوں توآن طوقان نگہداشت بدرگاہ ملک فازی رسانیم کفہم این ظلمت از روئے زمیں دور پسند خویش را شد کار فرمائے نہانے با علی یغدی ہوں داد کہ با گاہی کے آن گاہے غزا بود بہوم تیر در قطع بہاباں جہیں را کرک درخست زہی سائے زالا ابر بر دریا فرو ریخت ظفر را مزده داد از تیغ قتال</p>	<p>و گر ندم بقتل ہندوان داد ندانم تا چساں تہ بیر سازم نکوخواہاں دراں مصلوب شاہی کہ این کارے کہ در اندیشہ سمع چنین سہلے کہ موجش تا بہ فرق است و گر خود بایدش پغہاں نگہداشت بدان باشد کہ زیں حال انچہ دانیم چنانکہ آن را ئے بخشید پرتو نور ملک را شد پسند خاطر این را ئے سغین ہائے کہ بوئے تیغ و خون داد فرستادہی سوئے فازی ملک زود علی یغدی بران سو شد شتاباں رسید و رفت پیش لشکر آراے پس از فرزند را ز انجا فرو ریخت چو شد فازی ملک را روشن این حال</p>
<p>صفت خلیجبر ملک غازی</p>	
<p>بکرسی گنجا گاہ طوقان آتش دل بے دین ز محرابت شدہ چاک کہ در محراب داری درے امید</p>	<p>برآورد از میان شہشیر سرکش سہاں بے دین تو محرابی پاک زہے ہندو زبانمت ماندہ در بہد +</p>

* ق ر : بے آگاہی گلا آن گاہ غزا بود - مصرع کا مفہوم صاف نہیں ہے -

+ رید ہندووں کی آسانی کتاب -

ز آبت مدخ بیدک و لالہ کام
 خصوصاً آن خون کش* از کفران بود تاپ
 من این حاجت ز معراب تو جویم
 بدہن شنگرف سیرابیت + کدم رنگ
 ظفو با کوروت ہم راز کردندی
 جہاں گیر آفتاب تیر خواندندی
 کہ بندندت بہ پنج انگشت در مشت
 جہاں می گیرد آنجا کش ستیواست
 سقر را ہم زبافہ ہم زیانے
 دلے روشن شود آبت ز روشن
 جز از آبت سرد آ این آتش تہر
 علی را خواند و کرد این ماجرا صرف
 کہ اے فال من از روعے تو فرخ
 ہر دوں دل مرکب و نہ روعے در رات
 ز بہر چون تو مردم دیدہ باز است
 چراغ چشم مارا کم شود دود
 بہوئیم از چراغ راعے خود نور
 بر انسان کیسے دو نور آرد فراغ
 چراغ فعم و چشم بخت روشن
 رسید و با ملک ہک یک فرو خواند

کہے آن شد کہ از بیدت ہر آرم
 اگرچہ از خون نہاید رنگ معراب
 دلے چون قلعه گیران گشت خویم
 بریزم خون کفار از تو در جنگ
 ترا کر بہر دستم ساز کردندی
 فراز چرخ گردانت نشانند
 توئی آبی بہ پھنائی سر انگشت
 و لیکن آب تنگت بسکہ نیز است
 ظفر را ہم ز بانا + ہم ز بانے
 شون باطل ز روشن آب روشن
 کنونم گاین غزا پھس آمد از دہر
 چو لختہ راند با تیغ خود این حرف
 سوئے فرزند فرخ گفت پاسخ
 بہلجاری کہ دانی زان خطر گاہ
 کہ مارا دیدہ در رات نیاز است
 گراے چشم و چراغ ما رسی زود
 از ان پس چشم بکشائیم تا دور
 تو چشم بینش و بینش چراغ
 کفیم از قابض شمشیر و جوشن
 علی یغدی شہد این نکتہ و راند

۷۷۵

۷۸۰

۷۸۵

۷۹۰

* ق: کلا از - + آخر دو لفظ نستے سے اڑ گئے ہیں - † تہر کی ایک منزل کا نام آ مور؟

دھک رھوار خورد را جنبش راه
 کہ چون از خواست گھرن راه در پیش
 بجنبش دور سیر و زود ا پھوند
 فلک را اسپے از خون طرح دادہ
 بہ ہمراہی خود گردش مہاں جسمہ
 غلامے چند و چندے چاکر خاص
 تو کوئی ہستش از ذرہ سپہ بھش
 چو شیران نیستان گاہ * نخچیر
 کرا یارای آن کایک بد نبال
 نیامد کس جز این آوازہ بیرون
 بر رفتن کرد چون شیران دلہری
 دگر پور ملک بہرام را ارد
 خیالے در سر افتادش کہ سر رفت
 چو شمشیر تنک از جنبش سخت
 بشیر آباد خورد چون شیر زادن
 ز دیدہ در فشانے کرد بر خاک
 و طینت ہاے بد پایش بکل ہوہ
 خدا را شکر ہا کرد از دل شاد
 اگرچہ مردم دیدہ ہو ہوں
 سوان دیدہ را از خاک پا فرق

ملک شد در کہین آن کہ ناگاہ
 چندان ہوں این حکایت بے کم و بیش
 گزید از بہر رفتن نوسائے چند
 صبا را سبق سرعت شرح دادہ
 نہاں پور ملک بہرام را جست
 موافق گشتہ فوجی ز امل اخلاص
 فروزان مشعلے خورشیدوش پیش
 کہاں ہا سخت و ترکش ہا پر از تیر
 بسو نہا کردہ پھکان ہاے قتال
 بدہلی لشکرے ز اندازہ بیرون
 کہ فتحوالدین ملک را ہوں ز شہری
 خود او رفت و سوان را کرد دل خورد
 حسن را کھن خبیر در گوش در رفت
 ز بس ہیبت بلرزید آن نگوں بخت
 ملک فتحوالدول می رفعا شادان
 چو بر درہا رسید آن گوہر پاک
 کہ از شوق پدر آزردہ دل بود
 چو در روے مبارک دیدہ بکشاد
 کف پایے ملک بر دیدہ می سون
 دران سون فدافست آن شہہ شرق

۷۹۵

۸۰۰

۸۰۵

۸۱۰

کہ چون مردم کند در دیدہ ہاجاے
 ہداں خال این ہو خال دیدہ بسپردہ
 ہمیں سے نقطہ بہر شین شاہی است
 دران دیدہ نظر بر جاے خود دید
 بجانش جاے کرد از سیو بانی
 بجای آمد دلے کز ہجر فرسود
 پس این طوفان قم را ماجرا بسعہ
 کہ بر چنداں جگر ہا ریخت آزار
 چو آجے کز کہاب آید بر آتش
 بگفت این با ملک فازی عادل
 بدولت یار بادا کرد کارت
 رسیدم بندہ وار از فضل معہون
 بجو از خصم خون بے گناہان
 شبہ بنشست جاے گوہر و در
 بہ ہر سو بت پوستی آشکارا
 فساد آلود دیگر خانقاناں
 سرید و مرتد اندر کام گاری
 در آگوش ز حل فعلان رسیدہ
 معاذ اللہ کے دیدن تواند
 ہذا شرط است بر ناحق شناسان

ملک را ہست خالے در تہہ پایے
 خلف چون دیدہ بر پایے پھر برد
 کہشوں بر تخت شاہی این کواہی است
 ملک کان دیدہ را بر پائے خود دید
 در آگوشش گرفت از مہربانی
 چوزان فرزندہ جالمی جانس آسود
 بیاد نسل شاہ از گوہہ روشست
 جگر گوشہ ز شور آن نمک خوار
 تراوید از جگر خونلاب ناخوش
 پس آنگاہ از طریق سوزش دل
 کہ اے دولت رفیق و بخت یارت
 ملک را چشم مہر از سوے من یون
 کفرن شمشیر برکش همچو شاہان
 کہ دارالملک گھت از ہندواں پر
 بت سنگین و دلہاے چو خارا
 خطیب آلودہ را خطبہ ذواقان
 صلاح و صالحانے افتادہ بخواری
 جرم ہاے کہ سہر و مہ ندیدہ
 کسے کو عزت اسلام دانند
 کڈوں فرض است قتل ناسپاسان

۸۱۵

۸۲۰

۸۲۵

۸۳۰

غزا میں کہی کہ تا باشد ثوابت *
 منغل را بارها لشکر شکستنی
 ز سرہاے تدا راں باختی گوے
 فخرآوردہ آب خوش زین سوے جیہوں
 کہ دین را زندہ گردانی پیاپے
 زمیں را سرخی از خون سیاہاں
 ز خون خول خوار اسلام را پاک
 بر آورده دو دست آنکہ بفریاد
 کہ فریادش رسد زان کفر باطل
 ملک فخرالاول کرد اہیں فرض مرض
 کہ از گرد غضب خاطر گران داشت
 ز نور چون تو بودہ † چشم من دور
 کہ دل را کے شود بادیده پھوند
 کجا پیش آتش تیغم شود پست
 بشیری پیش گیرم پیشہ خویش
 شوم باسد آہن ہم ترازو
 کہ چون مرداں بیروں آمیم چو مردم
 خدا با۱۱ا دریں کوشش مرا یار

چو شد غازی ملک ز انجم خطابت
 اگرچہ از تیغ کین در چیرہ دستنی
 بہ پشت خنک چوگانے بہر سوے
 تمن ہا † کر نہیبت سی خورد خون
 دلے بہ زین جہا۱۱ے کے بود کے
 دہی ہردم برسہ کینہہ خواہاں
 کفی از زخم شمشہر ظفر فاک
 نگر لای شہادت کزینے داد
 بجز تو کیست آن کترار پر دل
 چو با غازی ملک در کوشش فرض
 بدل خود سرور والا ہماں داشت
 بیاسخ گفت گای چشم مرا نور
 مرا دل سوے تو بود آرزو مند
 چراغم چون ز باد دشمنان رست
 بروں آیم چو شیر از پیشہ خویش
 بدین اندک سپاہ سخت بازو
 نیت کردم عزیمت نیژہ کردم
 بجان کوشم ز بہر دین ہرین کار

۸۳۵

۸۴۰

۸۴۵

۸۵۰

ہراس و لرزۃ ۱۱ جان حسن از عزم فخرالعلق

روزاں اندیشہ راندن بر ہمہ شہزادگان خنجر

* ن: صراحت - † ن: تمنا ‡ ن: بادا - ۱۱ ک: لرزۃ در -

چو هر كردن سرے از سرفرازے
 گر او كردن ازان مردم سبک گام
 چو بازوئے ز اندامے شون کم
 اگر خانه قراخ و گر بچستی اسمع
 چو شه رکنے درست از خانه دور
 همه جا تخت را پایه چهار است
 یکے گر کم شود شه یک طرفت پست
 بزرگان همه کار سرور اند
 خصماً عهده کار زور منکے
 درین حال آنچه دارم عهده گفت
 ملک فخر الدول چون بارگی راند
 کمان سست پے کز قاسم انگینخت
 ز نو دیکان دور از مهر پرسید
 چگونه آهنی سازیم تدبیر
 اگر هار دگر اندیشه بندیم
 ور این رشته بستگی را گزاریم
 چو خلقے دردیغے غوغا و شور است
 چساں بو سر بوم این کار محکم
 هوا داران همی گفتند کارے
 گفتست آنست بارے کاذب ملک
 چو تاج ملک را گوهر نماند

۸۵۵

۸۶۰

۸۶۵

۸۷۰

بجان سرفراز از او گدازے
 چو شخصی کس رود بازو ز اندام
 تو گوئی نیست دیکو بازو هم
 بچار ارکانش بنیدان درستی است
 خراب است ارچه باشد بیست معمر
 که تخت پایه ور زان استوار است
 سه دیکر نهز پنداری که بشکست
 خلل کهرن سر هر ار گوشه گیرند
 ز بنخت افزون برهن باشد بلغدے
 برهن سان گشت با نوک قلم جفت
 حسن را بارگی بمبارگی ماند
 کمانش را سریش از ته فرورینخت
 که از ما چون فلان داسان خود چوید
 که پایے دیکران ماند بو نجیور
 هزارن شیر چون در بیسه بندیم
 چهندے بے رسن چون بسته داریم
 نه این جا جامے زاری و نه زور است
 که ما را این سری کردند مسلم
 هکارے سر ز سر گیریم کارے
 بمباید واگستت از گوهر ملک
 ز بهر تاج جز تو سر نماند

بدہ زربستہ خود چند خواہی
 و لیک از بدہ مشکل چون توان جست
 بسک از گنج و گوهر کم نیاید
 تو بارے دادہ باشی مایہ خوبی
 بکسین راے کردن آن گفته را خوش
 همی داد آنچه پنهان گنج زور داشت
 کشاید از در بے رحمتی بلد
 زمینش را بخونی لعل شویند
 شہان را از کفار مادران دور
 نهند انہر کفار مادر خاک
 سوے آن شیر زانان نکورے
 چو تصابان بصلتی گو سپندان
 بخوش غلطہ چمان روہاے چون ماہ
 بخواب خوش بران بستر نمانند †
 نفیر مادران ہر آسمان رنہ
 پوی و دیو شک پوشیدہ سویاں
 کہ پیوندہں جدا گردند ز پیوند
 شک آگہ غازی دشمن شکر ہم
 فرور خورد آن فطرب چون ہوشمندان

وگر کردن کشان را بند خواہی
 ز بند آہنیں آسان بران جست
 اگر سلطان توئی زر کم نیاید
 وگر بر غیر بیغی پایہ خویش
 حسن را درگفت آن گفت ناخوش
 نضت از گنج شاہان * ہر برداشت
 پس آن کہ گفت با بے رحمتے چند
 شتابان سوئے قصر لعل پریند
 بہ بے سہوی گفتند از خلق مستور
 بہ تیغ آن جملہ سرہائے خطرناک
 دریند آن سگان بے وفا خوئے
 در ایشان تیغ خون رانندہ چندان
 معجب حیفے کہ زان گبران کم راہ
 ز خون خویشمن بستر کشاند
 بران شاہان چو خونریزی چنان رفت
 ز سوز داغ آن پوشیدہ رویاں
 مبادا مارے را سوز فرزند
 ز دہلی رفت ہر سو این خہر ہم
 ز خشم آسودہ بازو را بکندان

۸۷۵

۸۸۰

۸۸۵

۸۹۰

* اصل نسخے میں یہ لفظ چہرت گیا ہے "ہر" مولیٰ رشید احمد مرحوم کا تیسرا ہے

† ن : نشانند۔

<p>بخواہم عذر شیرواں از سگے چند کہ بر ملکیے بر آید یک ملک فرد بر اعدا ہم تو کن فیروز سندان</p>	<p>بدل • سی گفت اگر خواهد خداوند بناسیزک زہ زدر دل مرد خدا یا چون تو کردی سر بلدیش</p>
<p>حدیث گفتگوئے ہر کس اندر مجلس خسرو پس از صوفی سوئے† عادل نہشت نا حوش و ابتر</p>	
<p>سخن در حد خود گفتن صواب است رہا کردن در و خر مہرہ - سخن کہ فخرالدین ملک خاقان مقول حسن شد بہر جاں در چارہ سازی طلب کرد و بروں دان از دل این راز فرازاں کردہ ہر سو ہر غزا عزم نبرد و جنگ بسیار آرزو بقتل ہندواں سرہا بریدہ تن نفا زند بر لشکرے سخت پسندہ است از کدھن یک قطرہ آب سپاہے را بفرجے بشکنند پشت دو مرکب طرح بازاں سرہ غازی است شدے در کار ما یاری گر بخت سویر آراے جم را از صف مور نہنگے گوئی از دریا بروں رفت</p>	<p>زبانے را کس از دل فتح باب است نہ † بس زبیا است نافرہام گفتن ازیں گفتن مراد آن دارن این دل چو راند از شہر سورے شاہ فازی سزانے را کہ با خود دیدہ دم ساز کہ تغلق ہست مرد پختہ رزم رفاها دیدہ و کار آزمودہ یہ پرخاش مغل صف ہا دریدہ دایرے گوبکیں چون خنجر آہست اگر طوفان آتش بر کشد ناب دراز ہنجر گہر تیغ در مشت طریق رزم چون شطرنج ہازی است دریغا گر چنین لشکر کشے سخت دگر حاجت نہودے خواستن زدر کنوں این کار آئین فسوں رفت</p>
<p>* ن: بے تندی - † یعنی غازی ملک تغلق - ‡ ن: تلبس زیباست بس فوجام گفتن - ۹ ن: آصف</p>	

۸۹۵

۹۰۰

۹۰۵

۹۱۰

کہ شوہر جستہ را زنجیر سازیم
 شدند از راه پاسخ نکتہ را فان
 بدون می داد و می شد چارہ سازے
 چو گرگان یوسف صوفی بر آشفتم
 بہاید کرد کارے سر بہنچار
 چہ باشد سر اگر بن نبودش دوست
 سرے را پھس تر چوں سر فراہم
 ز یک سر چوں ہوں چلند ہی نہایت
 سن از رہا کشم زمین تیغ چوں گوے
 نہ مردم گر نہ یقدم ہر کرا ہست
 کہ یا سیرش ہوں بان صبا سست
 کہ رو چوں بان سوے مرد باغے
 نہی شاید فریب روز خود خورد +
 نہاید سر کشید از طاعت تقصت
 زبان تیغ گن بر خویش کوتاہ
 ہماں بادت زبان کاری فراغ است
 نخواہم تا چو دامن سست گردی
 بہ یعنی رویم انگہ پوی آن سوئے
 کہ گشت است آب آنہ اندرین تاب
 بقا ہم روے تو گر تو نقا بے

بگوئیدم کہ چوں تدبیر سازیم
 بدانش ہر یکے زان کار دانان
 بخاطر ہر کرا می گشت رازے
 یکایک زان میاں با گرسی گفت
 کہ چوں ما خاستیم از سر درہن کار
 سرما خسرو است و ما بن و پوست
 درہن تدبیر اگر ما سر نیازیم
 سران ملک چند ہیں در رکیبت
 گرفتیم * اوردہا ست زان سوے
 چو بعمشایم کہندے مردی از دست
 بگفت این و رونده قاصدے جست
 سوے دیہال بز کردش الاغے
 بگو گاہ کار دان و تیغ زن مرد
 اگر چت ہار شد فیروزوی از بخت
 پد ہر فرماں فرماں شو بد گاہ
 دگر بان ضرورت در دماغ است
 چو تو دامن ہمردی چست کردی
 بہر سوے کہ رفتن باشدت روئے
 کہ ہارم خنجرے چوں آنہ و آب
 بدین آنہ کہ دارک رنگ ر آبے

۹۱۵

۹۲۰

۹۲۵

۹۳۰

<p>بر آشفت از دہائے لشکر آ شام کفہ چوں استرہ سرد گر پیمان کہ گاہ حملہ در شیراں زند چنگ بدان بازوے خود را آہنوں ہافت شکالے زند مثل کافعمان در نیل ز بہر سُرکن خود خود شوک کور سزای خویش بیہدی بر سر خویش نخرودی از دلیراں زخم شہشیر شناسی خویش را اندازہ کار</p>	<p>چو برد این نغمہ را حمال پیغام چو صوفی بہ کہ با ان ہم زکابان کہ روبہ دارد آن اندازہ در جنگ دلے فلسے در سہ کن نازنین یافت ز فیروز زئی نامردان بہارہل اگر گورے نماید شرز را زور اگر نگرہزی اے دعویے گر از پیش تو از آمانہ خوردن گشعہ سیر چو در رزم ہز برافت فتہ بار</p>
---	---

۹۳۵

۹۳۰

حکایت

<p>بہ دہمے بیسہ ہون و صید گاہے گزر گاہش بکشت زعفران شد ہمی خورد و ہمی خندید باخویش بخندہ او ہمش بزندہ دندان بخندہ ہر سگانش کرد کت باز چنیں کن خندہ گرسی توانی چو مکی خندہ زد بر قول کوفی کہ گفتی با سلیمان منطق الطیر کہ پر خون رسولان نیست شہشیر</p>	<p>حدیث تو بدان ماند کہ گاہے خرے ناگہ ز آخر پر کران شد ازاں نزل نعم گامدش پیش جوان شیرہش ناگہ دید خندان ز بس خندہ و یازی زدش کار بعدہش گفت شیوایے ہار چانی ملک کیں بذلہ گفت از بہر صوفی پس انگہ پیک را گفت اے سبک سیر بوہوم خوننت اما دہم از دیور</p>
---	---

۹۳۵

۹۵۰

بکوبش گائے سلامت دادا بہر باد
 خطاب خویس صوفی خاں چہ کردی
 کہ از سن ننگری معترائی صاف
 چومے پیشم ز حلق خود کنی نوش
 ز خون خویس رنگوں خرقہ پوشے
 کہ ہو حلوا مکس کشتن بیماری
 کہ از ہندوت زورت • نہ ز ہندے
 کہ برحق کیست و بہر باطل کدام است
 بہ بینی رویم آنکہ روے یابی
 پیامت سوے من حشوہست در خواب
 مرا آہستہ می بینی از انست
 کند ناچار کافر یا وہ بازی
 بکوبم پاسخ تو ہم برویت
 چو رویت پشت کردد پیہی منعم
 زرا ہر پشت چوں حیدر ندارم
 کہ رو شاں پشت خواہم کرد آسان
 ہمدی رو بروے و پشت ہر پشت
 ہمہ رو پشت کردی پیش رویم
 چکونہ روے تو دیدن توانم
 قرا چوں روے نبوک پس چہ بینم

ولیمک آنکت چو باد این سو فرستاد
 تو ہر گہراں ہواری نام مردی
 ز صوفی خانیت چلداں ہوں لاف
 خطاب صوفیت کد د فرا موش
 شود صوفی چو گائے سخت کوشے
 بکار صوفیاں ہم خام کاری
 نہ صوفی تو آن ہندو پسندے
 بدان ہم خود گرت عقلے تہام است
 مرا گفتی کہ چوں در کیں شتابی
 ہر آشتی چو تو تیغ مرا تاب
 سخن ہایت کہ چوں باد ہزارست
 غزا چوں فی المثل ناید ز غازی
 صہوری کن کہ رو آرم پسویت
 نہائی پشت ہے آ رو ہم چو منعم †
 چو من رو از در سو چوں ذوالفقارم
 تو لشکر ہا چہ بافی زرا شان
 گر آری صہ سہہ بسعہ بہک مشت
 بدان پشتے کہ چوں آری بسویم
 چو رویت را بہیں سان پشت دانم
 برویت دیدن ار چہ در نشینم

۹۵۵

۹۶۰

۹۶۵

۸۹۰

بہ بیہم رویہ آری لیکن انگاہ
 کنم بر روی تو گلگونہ خون
 یمن * ارچہ ہست آری کہ کار
 ہم اکڈوں روئے پشتت رخت ریڈاں
 بہ ار ہوسد سپہ روی سپہ را
 ترا کے پشتت آن باشہ کہ کیں
 مہم آتش صفت روی از ہمہ سورے
 تو گر برقی نہ دیدی رخس در میخ
 اگر وقتہ فکندی ہندری چندہ
 بدیں باز و مہنگن در کسے دست
 بیہ امروز تا فوہا کنم جنگ
 دریں خوراک چون ہند و ہندی
 ولے بر نیوہ نہ ہم ارچہ ہندی
 ہندراک فاماں ہم بہ ہندم
 چکویم بیہش ازان ناکوہہ کارے
 دریں عالم چو تیغت بر سر آرم
 چو تندی کرد ہم چون بان لفظے
 ہماں قاصد فرستادن ہمی خواست
 نہ ہارست آن فضب در خود فرودخورد
 چو بر صرفی رسوہ این بان پر زور

۹۷۵

۹۸۰

۹۸۵

۹۹۰

کہ در ہیجا بزخم تیغ کیں خواہ
 ز پشتت ہم کشم گلگونہ بیرون
 کہ خون خود ہست روی کار
 قہاے پشتت رو ہوسد گریڈاں
 کہ چون تو پشتتہاں باشد سپہ را
 کہ کوئی گاہ رفتن روی من ہیں
 تو ہم چون خاک ہستی † از ہمہ روی
 ہجا کردی مصاف و کے زدی تیغ
 کہ پہلو گشتے از ہم پہلوے چند
 کہ دریک حملہ در خان پٹغل بست
 زخم روز جہاں بر چشم تو تنگ
 ہیندازم سرت چون جوز ہندی
 کہ ہست آن ہم ہسان سر ہندی
 کہ بے صیدے چنان کارے فکندم
 کہ مے ناخورد مانم در خواہے
 دران عالم شناسی حد دارم
 بجنہانید سر ہم چون درختے
 ولے چون خشوہش افزوں شد خردکاسع
 بہ تیغ از تن § سر قاصد جدا کرد
 ازین سرصر پریدن خواست چون سور

<p>پسنگ خوبشتمن خود را نگہداشت حسن را و حسن ہم رفت از دست کہ گرگ کہنہ بکویزد ز بہاران کدہ بر اژدہایاں پلجہ را باز ہمی خواهد رساند شعلا تا دور زہہ مقراض را کہ ہم چو دیہاست ز بانگ سرمہ کے رم خورد شیر کہ بشکست است صدہے گوں را دم و درے کہ با ما او ہواہم</p>	<p>و لیکن مصلحت را سنگ نگذاشت رسانید این حکایت ہوفی مست کماں این داشتند آن کامکاران ندانستند گان شیو کہوں ساز چو روشن گشت شار کل مشعل نور * بخورد گفتند گاہیں مارا نہ زہباست چہ ہون آہم سوزن پدیش شمشیر چہ بلشافیم زین بانگ و دم آفرا چو ما + ہاریم کش با خود در آہم</p>
---	--

۹۹۵

حکایت

<p>مگر کشمے بصصرا کرد زالی یراں شد بان کز رے ہرگلد کرد کہ از چشم خودش بہاراں ہمی ریخت بگردہ کھت خود کردیاں ہمی گشت رسیدش ز ابر رحمت شربت ناب چو گوش دلبران ز انہوہی در بخورد خورشہ بدخوشہ دران کشت نعرسہدے ز بانگ و نعرہ زال</p>	<p>بہاں ماند کہ اندر خشک سالے چو ابر از ریختن شد فنا جوانہرد نوزال آبش چو غم خواراں ہمی ریخت دران بے توشکی زل اندراں دشت ز بس زاری چو خون خویش کرد آب ہو آمدہ کھت و ہر یک خورشہ شدیر سر افزاں اشترے گردن فروہشت اگر چہ افغان زدے آتش بدنہال</p>
--	---

۱۰۰۰

۱۰۰۵

* ق - ر : مصرعے کے آخری دو لفظ اصل نسخہ میں تحریر نہیں ہیں - † ہاریم ' یعنی
نا کام - یعنی اُسے ملانے میں نا کام رہے -

<p>غزنویاں دھلکے برساخت از چوب رسد زان کشت و دندان را گُذد کند مجبو مارا بکشت خشک پالنگز کہ دھلک هاند او کوس گران را کہ گوی ناید از ده کوس در من</p>	<p>ز بہر راندنش زال اذہراں کوب چو دھلک زک کہ آن کوهانی چند یغریاہ اشقرش گنت اے تہی مغز چہ ترسانی ز بانگ دھلک آن را زمانہ کوفت چندان کوس برمن</p>	۱۰۱۰
* _____		
<p>تہو سوم و مغیلاں انکبہن است چہ زور آدمجہ ہر کوی گران خوز کہ پولادے نشد نرم از شدارے ہمیں اندہشہ غازی ملک بود کہ شوید کفر و کفران را بھک بار ہمیشہ بان پر بد خواہ فیروز</p>	<p>حدیث ما بریں پردل ہمیں است کفوس سا زین نفس ہاے خس اذگیز ہمی باید بگریس کرد کارے بریں گرفتہ دران دلہاے پردرد ولے در ذل نہوہ آن را جز آن کار کسے را کھن قیمت شد خاطر افروز</p>	۱۰۱۵
<p>ہسرتے کار رانان و اسیران نامے غازی کہ قطع کفر و کفران راشوندش یار و یاری کر</p>		
<p>در افشانی بلوک خامہ کردن بیاد آرک + ہانہے کہ چو یدک ہوصف نامے ہوں ز اول نسودار بدرن پشت و درون اسکیں † روے بمعجز ہم نوازان ہم زرا ہمان</p>	<p>نہ کم کارے است وصف نامہ کردن سخن کرے آفست گورا ہرچہ پیوند* چو خواہد پردن اندر نامہ گذتار چو باشد نامہ خاموشے سخن کرے زبورے زد قلم داؤدی اوصاف</p>	۱۰۲۰
<p>* ق ر : گوئید - † ن : آید - ‡ کذا بے نقطہ - نا مفہوم ق ر : درون دان مسکن روے -</p>		

که دارک خلیل لشکر حاشیه نیز
 از آن پیچش نباشد رنج هیچش
 دلش پر معنی و لب مهر بسته
 و لیکن بسته لب با پخته و خام †
 پر از شمع و نور درک مانع
 همیشه گنجیده در بطنش خطا هم
 گه سر بسته و گاه کشاده
 چو بر پیشانی ما سر نهشته
 جوان را گویی از لب خط شد آواز
 معاسن در درون ‡ آر میوه
 که از بعد جدائی یازده وصل
 رسد زو در سمرقند از لهارور
 قلم بر بان بر دریا زره بانف
 که بسته بان را محکم بزنجیر
 و لیکن چار بندی هر یک بند
 کشاده کارها بر بسته آن
 به بند کاغذیش بسته مانده
 نهالے گنجه اندر سینه دارد
 بمعنی بلبل و اندر نظر زغ
 میان بیضه بر زاغش سخن گواست

۱۰۲۵ امیرے کار فرما در همه چیز
 در اشکم گرچه باشه پیچ پیچش
 درو بسته معانی * بسته بسته
 کشاده لب بود با خاصه و عام
 درونش در دمان فضل و دانش
 دل او تلک عرصه با عطا هم
 بانداک در کس در سر فتاده
 برو عنوان بشرح از هر سرشته
 چو عنوانش بلب گشته رقم ساز
 بروں بر لب ز خط سهلت دمیده
 ز § وصل هجر در بردار پس فضل
 صریح خامه کس کس نشود دور
 بسے در یائے علمش دانه و صاف
 سخن باد است و بین سخن قلم گیر
 درون زنجیر و بیرون اندک بند
 عجب بندے که کشور بسته آن
 توانا گامش از وے بسته مانده
 هر آن مورے که در آینه دارک
 هر آن زافے که بنشسته در پی بانغ
 سفید است و تنک چو بیضه پوست

۱۰۲۵

۱۰۳۰

۱۰۴۰

* ن : رشته رشته - † ن : جام - ‡ ک : درونش - § ق ر : ز وصل و هجر در برداریش صل-

ولے در مغرب و مشرق بہ پر واز
کشاید بال خود بعد از رسیدن
گہے با خط عارض باز خواندہ
فشانده مشک تر بر صحن کافور
معطر کردم این مشکین شمامہ
کہم مشکے کہ بہر نامہ دارم
بریں ساں یاز کرد این نازہ را سر
کہ طیب خلق شاہاں گشت ضایع
ازاں پورودہ خارے در جگر خورد
بہار ملک شد کذدہ گیائے
شجر ملعون و برگش نیز ملعون
زسین را چون بنفشہ بوسہ داند
پہ پدوستمند چون شاخ تر از وصل
دل غازی ملک در کیوں بر آشف
ہمی میر و ملک گشتہ بدرگاہ
بمجلس دوستگانی نیز خوردہ
دران خدمت جوان سیر گشتہ
سپاہے از شداد سبع بہرون
کہ سر بازہ برائے تاجدارے
کہ زن گہرم سرانرا در زناگیر
کہ در کین شہش بازم بخونریز

۱۰۴۵ زہ پورندہ گاز فیستش ساز
عجب تر آنکہ چون شد در پردین
گہے صد طرہ بر عارض نشانده
چو ظلمت کايد اندر پورده نور
بوصف نامہ چون از مشک خامہ
کنوں در نامہ مشک از خامہ بام
۱۰۵۰ عبیر افشان این حرف معذب
کہ چون شد شہ شہہ حال شایع
فہالے را کہ شد در دیندہ پرورد
بداغ دہلی از خار جفائے
۱۰۵۵ فراہم گشت گردش ہندو دن
درخت آسا ہمہ یکجا ستاند
سبک پاراں ز قوم دوزخی اصل
ملک فخر الدول چون حالہا گفت
یعندی گنت چندین بندہ شاہ
۱۰۶۰ ز گنج و مال شہ صد چیز خوردہ
دگر آزادگان میر گشتہ
مہیا ثلت مال و ربع مسکون
یکے را ماند اندر سر خہارے
کنوں من فیروز این ملکہ یکے میر
چہ کار آید مرا این خنجر تیو
۱۰۶۵

<p>نخواهم خون چلدین شاهزاده بسلوک و ملوک مهلت روه مزاج کار هر یک باز دانم بکار آریم بازو هائے کاری که ماند یادگار اندر زمانه من و ششمین یوداں یار من بس نمودار درون را بیرون افشاند هم از قیغ من و هم از زبانم که کرد از زور خود فرس + مغل طے محمد شاه کز فرمان ده سده که شد زنده ز فامش نام ایبه که در کین خواهی شه کرد تقصیر که ماند پندر گرگپست در جنگ که عین الهلک گشت از روه تهیز که هر یک ناچه پیرون ربرد از راء</p>	<p>نه نوشم خون گبران را چو باده فهم ہارے نخست از راء کین جوے بهر یک ماجراے باز خوانم درین کارار کئندم دست پاری کئوم آن کار زار اندر زمانه وگر نبود در یغم پاری از کس بگفت این و دیور خاص را خواند که بنویس آنچه بهرون می نشانم یکے از مولتان سوے مغلطی * دگر میور سیوستان پہلورے هلد دگر سرے ملک بهرام ایبه دگر بویک لکھی سامانه را میور دگر بر مقطع جالور † هوشنگ دگر نامه سوے عالم ملک نیز بہک مضمون روان شد نامه ہرجاے</p>
صفت نامه ملک بہرام	
<p>کہ اهل دان و دین را زو بود مون بر اهل کفر و کفران فشم او بیس کلیه را بکین بر رے گمارد هووداند کہ در رے مصلحت چہست</p>	<p>سر نامه بلام خالق کون فشاند مومنان را رحمت خویش یکے را سر بقوعونی بر آرد قضا کو رے در سرگو در زیست</p>

* ن : مغلطی - † ق ر : فرش - ‡ جالور و هوشنگ

گهے پستی دهد گاهے بلندوی
 بسوزد کافران بازیان + را
 که گردن دین احمد سخت بلهواک
 ولے تیغ غرا بهر قلم بست
 غزا هم بهره در آئین او پاک
 خبر داده مهان را زین مقاتلت
 دواے بهر درد دین نهوده
 موافق بوده سلطان مهین را
 که بادا مشهدش ههواره پرنور
 یکار بلده یروردن چسان بود
 شده از دولتش هر سوه در باز
 ز مهرش آفتابے شد بر آمد
 گله بر قارک و دیبا بر اقدام
 ولایت دار و لشکرکش ههو کرد
 در آمد بخشش از دروازه گوش
 چنان شد گوئیبا پیروسته خان بود
 ثبات قطب مستحکم شد بر اورنگ
 دل و دستش به بخشایش کساده
 چو بارانے که خلق آید بفریاد
 شدند از سروری صاحب کلاهان

۱۰۸۵
 ۱۰۹۰
 ۱۰۹۵
 ۱۱۰۰
 گهے پستی دهد گاهے بلندوی
 دهد نصرت به هیجا بازیان را
 کند سد غزا مستحکم ز پولاد
 مستحکم کو قلم بگذاشت از دست
 ههوشه کار ما بادین او باد
 پس از ذکر حق و نعمت رسالت
 بهر یک ساجراے کیوں نهوده
 کدایے چون من حمایت کرده دین را
 سر شاهان علاؤالدین مغفور
 نه پوشید است که بخشایش وجود
 هر انکس که کوم کودے نظر باز
 هر آن ذره کش از روزن در آمد
 ازو دیدیم سال و نعمت و کام
 بعز و جاه مارا خوش ههو کرد
 غلامے کش رسیده گوش بادوش
 دگر آزادے مستحاج نان بود
 چو کرد آن مه بهرج خاکی آهنگ
 چو بود او هم شه وهم شاهزاده
 ههی بارید پیوست از کف دان
 کسانے که چنان بخشنده شاهان

پس از مہر وفا در بر گرفتہش
 حدیث از کھنڈہ شاہان برون داد
 کہ سن خواہم کمر در کھنڈہ بستن
 ملک بہرام چون آمد بیاسم
 ملک بہرام دانائے خورد مند
 کہ چون کار تو در تیہار دین است
 کسے کز بہر دین نیبود ترا یار
 خصوصاً کز علاءالدین . محمد
 نماند از بہر دین را پاسبانے
 کہ از بیداد بے دیکمان بد بخت
 پس از تدبیر کافر نعمتے چند
 برہمن بھد پائے چند با او
 بفرمانش رواں شد چند بے دین
 در افکنند فد سرہامے سراں را
 چو زین آوازہ در گوشم شد آواز
 ہمی پختتم ز سوز سہلہ با خویش
 نمی پھلم بہازوئے کس این زور
 بہر سوئے کہ دل پرتاب کردم
 دلم زین خواب ناخوش بود در تاب
 بدستم داد دولت نامے خاص
 گہرہائے کرم دیدم ز حد بیہی

۱۱۲۵

۱۱۳۰

۱۱۳۵

۱۱۴۰

ز جان با جان خود ہمسو گرفتہش
 ز جوش دل زبانی را موج خون داد
 گویہ تا کے توان در سہلہ بستن
 ز بہرام فلک نبود ہواسم
 شد از دانیش سخن را نکتہ پیوند
 نہ کار تست این بل کار دین است
 عقائدہ گوئی از دین است بے زار
 کہ بود ازوے علائے دین احمد
 نہ غم خوار رسد در دین شبانے
 بر ایشان رفت دشمن داری سخت
 خسوسے گشت بر مسند خداوند
 مطیع بیدارے چند با او
 کشیدہ برگ بھد از شاخ بہدین
 بکشتند آن ہمہ دین پرورایں را
 ز جہوت چوں صدف شد گوش من باز
 کہ چون آن شعلہ را بلشام از پھش
 کہ بہرامی کند در صہد این کور
 چو بیکارے ندیدم خواب کردم
 کہ سر ہو کرد ناکہ بختتم از خواب
 شدم در قعر آن دریا چو غواص
 نہ در اندازہ درج دل خویش

چو باران ز ابر نهسان در فشانده
 که شد از گوشه مع در گوش ساهی
 کسست ساک لولو شد برخسار
 بدل شد چهلۀ دردن بدر ماں
 صها را پای سرعت وام دادم
 که از دیده کتم هرچت بود رای
 نه جان ما به است از جان پاکت
 سنانها را ز خون پورا به سازیم
 ز خون باید جگرهای دگر بست
 جگر بیرون کشیم از گوشۀ تن
 جگر گوشه شود هر پارۀ گل
 که عذر یک جگر گوشه بخواهم
 جگر زو بانهک بیرون فشانم
 کباب پر نهک یابند زان
 فتد زانغ و زغن را دل بسوزاک
 بخون گرم دل با دل یکے گشت
 همه بهو تو در بازم درین کار

*

بصد جان داد در یک جانس آرام
 فتادش هم بران قول استواری

دیهر گوهر افشان خامه رانده
 نموده حال آن در های شاهی
 ز چشم زین کسست در شهوار
 ز بهر آمدن چون بود فرمان
 ز وهم خود فرس را گام دادم
 رسددم اینک از دیده فد از پای
 درین کوشش چو از جان هست باکت
 بجان کوشم و دین را مایه سازیم
 زمین کز خون آن شاهان جگر بست
 برای هر جگر گوشه ز دشمن
 ز نهم آن تهر کز هر گوشۀ دل
 هنر ز اندر جگر پنهان بکاهم
 بهر گفده نسک دشمنه نشانم
 که چون مهسان رسند انجا گلاغان
 معجب نبوده کد زان خونهای ناپاک
 سرا کاهوش خون به شکر گشت
 و گر صد جان و صد دل باشدم یار

۱۱۴۵

۱۱۵۰

۱۱۵۵

۱۱۶۰

چو دید این یک دلی پر دل ز بهرام
 نکرد اندر وثیقه خواستکاری

قہر و قتل مغلطی ماتمان

بسوے مہر ملتان مہل در مہل
 سہ رو شد چو چشم از سرمے تر
 برون زد دیدہ درخشم از مفاگی
 پس از دن فاسہ را پاسح طلب کرد
 نہ از ما بہتر است از لشکر و ساز
 کہ از ملتان دھے دیو پال پور است
 بہاروے دگر کے باشد این زور
 ضرورت پھش او باید کمہر بست
 ستہر سخت با او چون توان سخت
 بدنہاں و بناخن کندن کوہ
 صف مور از دھش بہ دور صد مہل
 کز اقبالش بگردوں سرکشوہم
 سپاہی نیز چون باک بزبانہ
 چھیدن با ہزرگان کار من نیست
 تھی دل چون بھروزہ کاند کار
 مرا ہم راے من بس کار فرماے
 نشد غازی ملک را در فزا یار
 ہلاک مضمغان خورہشتم سہل
 ہلا بہدار کشت و عاقبت خفت
 شد از غازی ملک رمز فہانی

چورفت آن سرمہ در کاغذ بہ تعجہل
 مغلطی سرمہ گون گشت از تحہر
 بقاصد تہز دید از خشم ناکہ
 بتلاقی زہر خندی زیر لب کرد
 بہاسخ گفت گل مور سر انداز
 ازو تا ما بموری فرق دور است
 چو من نارم کہ با کھلی کتم شور
 چو سارا نیست نہرو باز بر دست
 کسے کوشاہ گشت و رفت بر تخت
 نہ دانائی ہوں بے جمعے انہوہ
 بزور خوریش کو شد پھل با پھل
 من ار چہ بلدہ شاہ شہہدم
 ولایع دارم و مال و خزانہ
 ولے چون لشکر من یار من نیست
 ہم از دل نیست چون فہروزیم یار
 نہ ام من با کسے یار اندرین راے
 مغلطی چون ز جان نا وفا دار
 گرفت از ہوم جان و راے پر چہل
 زمانہ لاجرم بروے بر آشت
 سوے فرماندہان مولتانہی

۱۱۶۵

۱۱۷۰

۱۱۷۵

۱۱۸۰

صلاح کار ہر خوف ساخت جوشن
 کہ ہر مہر بزرگ آرنڈ غارت
 گرفتہ ہر ملک غازی ہرندش
 کند نطع مغلطی چون مغل طے
 شدش دل چون نمک در آب بے زور
 چو موش خانہ کز روزن ہروں جست
 مگر موچی کہ بود آگاہ ازین کار
 تلمش باخوبیہں وجاں بے خویش سی رفت
 سوار و مرکب از یا اندر آمد
 دران افتادگی جاں را تیر خواست
 دروں شد رستمی در کذب زالے
 کمان رستم و باران بہرہن
 رتیبہں زور مندے چمک کردند
 ہدینچال مغلطی در نشستند
 کش از غازی ملک بود است بنہاد
 چو قلم در حد گھلان و دہلم
 شد این فازی ملک متقطع بملتان
 ہڈاے مسجد و حفر بسے جوئے
 کہ سوتا مسجد عیسوی ہرا فراخت
 کہ فردوس است این یا بہت معمور
 روزنہ سر کم و چوبندہ قتال

چو بہرام سراج آن کردہ روشن
 بہ لشکر ہاے ملتان کرد اشارت
 سراں در قبضہ خوبیہں آوزندش
 سپاہ آمد فراہم تا پہاچے
 چو آن گندہ نمک دید آن چنان شور
 ہر زن بود کز ہر زن ہروں جست
 ز نژدیکان کسیے با اوندہ شد یار
 سواراں در پس و او پھش سی رفت
 درین تگ مرکب موچی سر آمد
 سبک ہم در فتان تھد پوخواست
 براہش بود زالے بیوہ حالے
 نمودند از عقب فوج تھمتن
 گرفتند و بزورش بند کردند
 ازان پس بہشتر زان بردہ بستند
 مغلطی رفت و در جوے در افتاد
 بہین جوئے ز راوی تا بجھلم
 دران ایام کز در گاہ سلطان
 بسے ہڈیاں خیر افگند ہر سوئے
 نماز عید کہ را مسجدے ساخت
 فرشتہ نعرہ زد چون دیدش از دور
 سواراں در رسدندش بد نبال

۱۱۸۵

۱۱۹۰

۱۱۹۵

۱۲۰۰

<p>دران چو کز ملک بود آب دروے سر افکنک و ندید اندر لجاجش که نبود زاریش در زهر شمشیر پلوزن سایه وار از سایه تیغ</p>	<p>فرض القصد چون در شه مغلطه در آمد پور بهرام سراجش قوی مردے بود با زهره شهر کسے کو تاب نارد سایه میغ</p>	۱۲۰۵
<p>قصهٔ حال سیر سیوستان</p>		
<p>خبر کرد و ملک را بے خبر کرد دران خشکی و تری بر تری داشت چو موی لر پدیشان یون حالش ولے هم چون کلاه لر به تنگی درون قلعه بلدهی کرده بودند همان خط گشت تعریف خلاصش چو خواندند آن رقم بگوشاغتندش چو گنجشک از قفس و از دام طراوس بمنشور ملک غازی سر آر است که بادا یار تو فهورزی و نصر بدان فتحکت مهار کپک کوهان روان گشت هم او امانے به تعبیل رسه اما پس از آراش کار نوازش کرد و دادهی خلعت و گنج</p>	<p>چو نامه سوه سیوستان کور کرد محکم شاه لر گانجا سوری داشت ملک کز لشکر آنت سمالش تره دو یون چون افغان جنگی که سرداران کزندهی کرده بودند چو از غازی ملک شد لوح خاصش کسان گاندر قفس مهداشاعتندش درون آس ز قلعه مهر محبوس علم بالا کشود و لشکر آراست بمقاصد گفت گو یا سرور عصر رسهدم من هم اینک گرم پوهان چو قاصد باز پس شد مهیل در مهیل که * بهنومست آن سپهدار ملک را نامه از تقصیر او رنج</p>	۱۲۱۰
<p>* کذا - لفظ چهرت گیا ه —</p>		

<p>سوی اقطاع احمدش روان کرد شد او هم در فل خود جمله پرداز نه بهر جلبش آمد گرم هر چوش ولے پای عزیمت در دلش گُند نگشت اقبالش اندر آمدش یار چو بے تدبیر کار آراست تقدیر همه بخشایش و لطف و کرم بود بعشریف کرم پوشیده حالش سوئے اقطاع خود بازه فرستاد</p>	<p>برو کرد آنچه بخشایش توان کرد چو بر هوشلگ رفت آن بخفته راز نه انکار رضا کرد از * سر هوش زبانی گفت کاینک می رسم تند دو سه بارش دگر خوانده سپهدار رسید او هم ولے بعد از ده و گهر برر نیز از معای + نکتہ کم بود نشد رنجه نهوشده خهالش بصد + انداز پروازش فرستاد</p>
<p>جاذب عین ملک نامۀ خاص</p>	
<p>یمضهون دگر شد نکتہ رانی خرد را بوده دایم کار فرمای هم از زخم قلم خنجر بریده شہت برکشورے کرده خداوند بدور شه تو بر وے حکم رانی چنان دیده که چشم سهر در ماه ز خاصان دگر بیس اختصاصت کند کس نعمت را چوں فراموش</p>	<p>سوئے عالم ملک هم در نهانی که اے دانا بفضل و دانش و رای هم از بهر قلم خنجر کشیده همرزین گونه و ز بخت بر ماند دیار سالوة دورش جهانے تو عین الملک و در تو دیده شاه لجهن انعام و دهار اقطاع خاصت بگرم خود که با آن دانش و هوش</p>
<p>* ن : و نه سر هوش - † ن : میانی - ‡ کذا - مشکوک -</p>	

۱۲۲۵

۱۲۳۰

۱۲۳۵

کشايد عقدہ اسلام را ہند
 شہ و شہزادہ را خونے ہر ہون
 کئی از خاصی اندر کینہہ تقصیر
 کجا رفت آن نوزہی ہائے درگاہ
 رون از تختہ بازار بر تخت
 فرود آری بہ ہندو زادہ سو
 رضا در کفر و کفران چون توان داد
 سوے دین محمد راہ داری
 کمر بستہ بکین چون سیم احبہ
 بدلہا تیر و در جانہا سنان شو
 مخالف ہم ز سہم ماخورد تیر
 بشیری خون شہر شوئیم از ان خاک
 اگر خواہی رسویدن ہاں برس زود
 مراد تست و روزی ہست می باہی

بدان راضی شود کز ہندوے چند
 لقوطے * کبر و کبرے چند خیزد
 تو مردے ہوش مند و پختہ تدبیر
 کجا رفت آن حقوق خدمت شاہ
 کہ از رایت، فلایے پاشنا سخت
 پسندن علم و فضلت کز پے زر
 گرفتیم کان بسیم و زر کہ جاں داد
 اگر مہر محمد شاہ داری
 من اینک از پٹے آل محمد
 بیابا من بکوشش ہم علان شو
 چو ما باہم شویم از تیغ و تدبیر
 جگر ہائے کہ گشتہ از سماں چاک
 نمودیم آنچه مارا در نہت بود
 وگر نائی و داری غور پر خاھی

*

ختجالت بر خجالت در دلش زہ
 سوے غازی ملک گردن شتابان
 سوے یاران بد بدرائے ماند
 و لہکن دست بودش در قہ سنگ
 ز فاسہ با حسن گفتار فرود

چو پیکاہن فاسہ عہن الہلک را داد
 نہ روے آن کہ در کوہ و بیابان
 نہ رائے آن کہ ہم بو جائے ماند
 سوے غازی ملک می خواست آہنگ
 ضرورت مصلحت را کار فرمود

<p>که بر اخلاصش آن خس حسن ظن برد وزان پهنش ملک غازی خور کند چنانش در داند اندیشه در راه مگر عالم ملک زین سو نهید در شرف گردد بدو زان خانه هورا بزان برجیس هر مو خوشه کردن</p>	<p>کشاد آن نامه و پیش حسن برد فرستاده برفتن پائے بر کرد شد آرزو دل آرزو لشکر آرائے که قاصد بار دیگر پوید آن سوئے گر آید مشغری در خانه مایه درین سو قوم او را گوشه کردن</p>	۱۲۶۰
گفت دیگر بسوے عین الملک		
<p>رسید و کار دان را داد مشهور چو چشم از دود آب از دیدها برد ملک را ببلدگی گوے و پس این گوے بعون ایزد دو رویه تهف در مشت که زین فوقا فرس بیروں جهانم که از ایمان و دین بیزار کردم به از تسلیم شان بودن عمل نیست سلامت یار خود کردم به تسلیم سر خود گهرم از پهنش سمنند نباشم یار و نه یاری نمایم من و خدمت به پهنش شاه فزای وگر خواهد که خون ریزد بمهرم</p>	<p>دگر ره قاصدے چون باد مستور چو عین الملک دید آن حرمت پردرد بقاصد گفت ازین جا باز پس پوے که آخر من مسلمانم بده پشت بجهت خوریش هم در بلد آذم ز دل با هندوان چون یار کردم ولے بیروں شدن را چون محل نهست ضرورت مانده ام ایلیک بصد بهم چو پیدا گردد اعلام بلند ز اهل کفر بیزاری نمایم چو یکسو گردد این شمشیر بازی اگر جان بخشدم ملت پزیرم</p>	۱۲۶۵
۱۲۷۰		
۱۲۷۵		
*		

ملک نے فرم کشت و نے بر آشفت
که تا فودا چه پدهش آید و تقدیر

چو قاصد باز شد این ماجرا گفت
بدیگر چاره شد مشغول تدبیر

نامه بر یک لکھی و تصه او

ز بے سامانگی خود شد سبک میر
بسان حرف نامه [تھوه] در مازد
چو تسلمات نامه در حواشه
نه بهر قلع کفر آزر می آمد
رگ گهری ز ناز نهان بود
بخون گرم هم با دیں بشد وصل
لکام خفته مطلق عنافش
بکوری خورده از شامع نانی
که کوری را بدیده سوره کرده
رسیده مرغ † از سنگ چنان زشت
که اندر دوغ شد سبک سفیدش
بگردن چرم خامش در کشوده
کشوده خام حلق از حلق خامش
ولایت ها بزرگ و بے کراں هم
خروج کرک با چه یرپشان

مخالف یک لکھی سامانه را مهر
چو حرف نامه را مضمون قرو خواند
* کراں حسب از سلامت جوشه
نه از کفران نعمت شرمش آمد
چو هلدو بود و در دل گهرسان بود
چو اول کشت مقطوع پناه اصل
شبهه کو کرد یکسو از دو دانش
چکده + از دو لگ جفتوانے
چنان کورانه فان در فاقه خورده
بسه کتبخشک رانده بر سر کشت
نخورده مسکه جز نان امیدش
ز فار کفر برکش § برکشیده
چو شه در بلدگی کرده فلامش
بزرگی دانده و شغل کراں هم
چو هلدو زانده هم جنس ایشان

۱۲۸۰

۱۲۸۵

۱۲۹۰

* کذا - پهلا کورا غالباً "کراں جست از سلامت" هے لیکن آخری لفظ نہیں

پڑھا جاتا -

† کذا - نامفہوم - † ن : مرغ سنگ از - § ک : برکش -

ز سرپا گرد و آمد بر در او
 چلنوں با قرة العیقان شمہ کوہ
 وے آن خار بلا را تہزی کار
 سیہ شد چون سواک نامہ رویش
 ہواں ہوسے کہ ہو بازاں نہ بخشود
 پناہ جانس را عون از قضا جست
 ز اولاد محمد روے بر تافت
 در جو رو ستم کردہ بسے باز
 ترش روئے چو دوغ ہفت روزہ
 بخوں رہزی چو جلالان بے مہر
 کرم ہوئے گر از کس ریختے آب
 چو رفتے پش خوردے ضربت پش
 کرا زہرا کہ گہر د نام نانہ
 نداے نان و آبش ہم بہرے
 بجاں ہم شہری ہم روستائی
 ازو سوے ملک فازی حشم رفت
 ز بہرہں فعلتہ با فعلتہ ضم شد
 برو ہم شہری ہم لشکر آشفت
 خلاصے ساخت باصد حیلہ سازی
 عزیمت را کند سوے حسن راے
 ہمہ تلکیش را زہر و زہر کرد

بصد تعظم شد فرمان بر او
 ندید این گان خس از راے تہہ کوہ
 چلنوں در دیدہ ہاے ملک شد خار
 چو از فازی ملک شد نامہ رویش
 فرستاد آن ہماہوں نامہ را زون
 باخلاص حسن حسن رضا جست
 حسن را چون یزید وقت خورد یافت
 خود آن یک بخت ہوں ازخوے بدساز
 تہی لطفے چو آب نہم کوزہ
 بہ بے مہری چو قصابان بد چہر
 ہمہ خون ریختے چون بادۂ ناب
 کسے کش پیش کردے خد متش پش
 زہم چوب و د شنام زیانہں
 چو چاکر بہر تان را پے فشرے
 زخمش لشکرے در بے نوائی
 چو از فازی ملک بروے رقم رفت
 چو باچندان جفا کفرانش ہم شد
 زمانہ لا جرم بروے بر آشفت
 شکستہ چون ززم شاہ فازی
 بسامانہ رسد و خواست زان جاے
 کہ ناگہاں برو شہرے خبر کرد

۱۲۹۵

۳۰۰

۱۳۰۵

۱۳۱۰

<p>بمکتشدش بشمشهر آشکارا بقدر پشه هر کس را سزائوست</p>	<p>در آمد خاص و عامه بے مدارا چلین باشدچر یرفن را جزائوست</p>	۱۳۱۵
<p>حدیث خوابهاے سرور بیدار دل وانگه شده تعبیر خواب یوسف اندر هر یکه مضمیر</p>		
<p>که بیدار است پاس کشورے را بوک هر موعه او بیدار دولت نخسپه آن که دولت یار باشد درآید خواب یوسف در خیالش که سهاره بسود پیش او خاک کاز انسام نبوت هست تسے که خوابے بیگد اندر کارخون راست نمود آن خواب بیداریش در چشم نموده خواب کاکه گشت ازل بهر هم از بیداری بخت وے این خواب بپاس دین چو بیداران کمر بست فسونے جا نب یاران فرستاد نهاد مار کژ در د رخله راست بکار خویشتن پیچید چون مار زدل بهرون فشاندن خواست سوزے غبار دل بآب دیده می شست</p>	<p>ز بیداری بخت آن سرے را کسے کمر راست موعه کار دولت چو دولت یار هر بیدار باشد درآید خواب بعد از ماه و سالش که آویزون مهش در ذیل نعراک نه بهند خواب خوش جزبک جسے ملک را چون دل بیدار می خواست فرشته کرمست خواب آراے هر چشم که هرچه او را به بیداری کند دهر شاهدستم من خفته درین باب که آن بیدار دین را دیده چون بسما بسه فاسه به بسهاراں فرستاد ولے چون مار گردون فتنه می خواست ازاں پهبک و ناهمواری کار چو درماند اندرین اندیشه روزے هسے خاصان و خویشان را درون جست</p>	۱۳۲۰
<p>۱۳۲۵</p>		
<p>۱۳۳۰</p>		

کہ ہم نگزاشت مارا خواب درچشم
 چگونہ خیزد این بارمن از پھس
 چہ خیزد گو تو هر دم رستمے گھر
 صبا پر آسماں چوں کرد بھزد
 درلک بھس است باہم بستد چوں میغ
 بقطرہ خرچ دریا چوں توان کرد
 کہ از سوزن کند کوه گوان را
 چہ باک از ناید از پوہندہ یاری
 نہ کار سرخ روہان رونے زردیست
 کہ تھر از شست رفت اما کم افتاد
 گر یوہ پست و سہلاب آسماں گھر
 دگر اندیشہ بہر خویش و پیوند
 صلاح ما خدا آردن پہ ہد ار
 چنانکہ آن گویہ در یاران اثر کرد
 چہ ز افسوس و چہ از افسوس خواران
 کہ اے سوز تو مارا کردہ بریاں
 کہ بہرت جان نپاییم آشکارا
 بہاے خون ما در نمیں ریخت
 نشستہم از ہمہ در خون کشاندی
 درین ما با تو ہم پیمانہ وہم مہد
 بچلندین جان یکے کا نعیم بازو

ہمی گفت از تاسف آب در چشم
 مرا زور اندک و بارے ز حد بھس
 ز یک دیو پالپور و ذہل یک ہر
 صغم با قلب دہلی چوں ستھزد
 سوار اندر قلم رانندہ تنغ
 بو ایشاں کے توان خنجر روان کرد
 بدانائی نپا شد نسبت آن را
 گلگتاں را ز شاہین شکاری
 وگر سوے روہم آن خون نہ مردیست
 ستھزے در میان ہس معکم افتاد
 رہائی را چہ ساں سازیم تد بہر
 یکے تھمار مستورات و فرزند
 ندانم چوں شوں پایان این کار
 بگفت این و دگر رہ دہدہ تر کرد
 ہمہ گشتند آب از دیدہ ہاران
 پس انگہ با ملک گفتد گریہاں
 چہ کار آید ازہیں پس عمر مارا
 دو پشت تھرا کا زخشم و کھن ریخت
 چو پیش از خون دیت بر ما فشانہی
 تو داری بالتحقیقت بہر حق جہد
 چو عمر ما تونی و جان ما تو

۱۳۳۵

۱۳۴۰

۱۳۴۵

۱۳۵۰

<p>که فتح غیب بیهش از لشکر بیهش بهایک خار خار خون ز دل رفت که هم فیروز ملک هم سپه دار بود لابد ز تو اندیشه ملکی بجوید بهر شهید خطر ناک فرانرا جوشن عصمت غری بس که کس زنده گزارد ازدها را ز بیم شهر بر شهر افکند تیر کباب از بزج جویدزان خراب است سلامت یار تست او هم بو انگیز ملک هم داشت زین گرسی شدارے ز بس اندیشه خوردے نهز کم کور</p>	<p>دل خورد بر خدا بند و مهندیش چو سی دانی نه بندن هرچه سی گنت چو پهدا کشتی و پهداست درکار بلندان را بر اورنگ بلندی وران سرکش که سرها را بود پاک سغان بر پر دل اندازد همه کس تو هستی ازدها این نهست یارا کشد ترک از برای طعمه فنجهر نه گشتن گرک را بهر کباب است چو درگارت سلامت هست بو خیز بدین سان هرکسی می پختت کارے همه روز اندرین آهوار فم خورد</p>	<p>۱۳۵۵ ۱۳۶۰ ۱۳۶۵</p>
---	--	---

خواب غازی ملک بدیدن بهر

<p>سغاره چاکر شب را بر آراست بطاعت بر مصالے رضا رسد نهاز بندگی را یار خود ساخت دانش بر آسمان و تن به پستی که هم در سجده فاکه آمدش خواب چو رائے خویشتن روشن نموده</p>	<p>چو شب زاکه ون مشکون بستگر آراست زال پاک جست و دست و پا شست تعهد بهمشوای کار خود ساخت همه شب داشت دو در حق پرستی بمسجده گوید می کرد سهراب دوران خواب مبارک دید پوره</p>	<p> ۱۳۷۰</p>
--	---	--

بمعنی چون مسهکتا فرخ انفاس
 ملا یک نور ازو درخواست کرده
 پس انکاهش به یزدان کرد تساهم
 ز فیروزیت یا بد نیلگون سطح
 فزون ز اندیشه گامت حاصل آمد
 شوی بر تاج شاهان در مکتوب
 که خواهی شد چوتیغ خود جهانگیر
 خطاب آورد شاه * راستینش
 اسیدهای مست گشت و بخت هشیار
 خهال دیده پیش دیده بر خواند
 که خوش گشتند ازین فهورزی فال
 هم این گوهر سپرد از معدن خویش
 چوبخت خویش بهدار از چنوب خواب
 ز شادی خواب شان از سر برون رفت
 همه شب بلندگی می کرد تا روز

بصورت نستختی از خضر و الیاس
 ز نور الهه محاسن راست کرده
 در آمد با ملک غازی به تظهیم
 پیورزش گفتش اے دیباچه فتح
 بسهل اندیشه کم در دل آمد
 بشارت می دهم کا یفک هم اکذون
 برون کش تیغ و قدرت بون ز تقدیر
 چو زین مژده گوان کرد آستینش
 چو زین خواب اندر آمد مرد بیدار
 ملک فخرالدول را در نظر خواند
 بخویشان دگر هم گفت ازین حال
 بدیگر مخلصان دولت اندیش
 همه گشتند باجان + حارب یاب
 بدین خوابی که در دایها درون رفت
 بشکر این نمایش مرد فهوروز

۱۳۷۵

۱۳۸۰

۱۳۸۵

خواب غازی ملک که دید سه ماه

هدایون گشته از وے چتر گردون
 بگردون چتر زرین بر کشیده
 جهان را رنگ اعلام خلافت

شبه چون چتر سلطان ههایون
 همه کامل بانجم سر کشیده
 نهوده سطح زنگاری مسافت

۱۳۹۰

بهاضش کرده مهتاب شب افروز
 چو بر فرش معنبر گردن کافور
 چو مروراید تر در گوش ماهی
 بریده روشن از دیوان تاریک
 چو فعل عاقلان آفتاب دلکش
 چو فاکسی ز کار افزائی کام
 نشاط آماده چون بذل کریمان
 بزاخت داشت سر بر بالمش خواب
 دل بهدار در پاس جهانمی
 که بر بالائے این قبا بلده خورشید
 که هر یک از دگر روشن تر آمد
 دو بر بالای دو دوش مبارک
 سه ماهه ده شب از عالم شده دور
 زک از همت بپام آسمان تخت
 که پیش دیده گوید دیده خویش
 بنور رای و آهن خرد کرد
 که سه فرق سراں زان ارجمند است
 مرا باشد یکم بالای تارک
 فشانند سایه بر فرق دو فرزند
 شد امهد دلش با کام دل چفت
 بدین تعبیر دانش مژده در گوش

سواد شب که شد بر تخت روز
 فلک بر رونے ظلمت ریخته نور
 درخشان گشته انجم در سیاهی
 شهاب آذر کشته نهر باریک
 هواے چون مزاج فانیان خوش
 ز اسباب طرب غم گشته کم نام
 جهان آسوده چون قول حکیمان
 درین شب مملکت گهر ظفر یاب
 وے اندر خواب و دولت پاسبانش
 نمودندش چندان در خواب امهد
 درخشان سه مه روشن بر آمد
 یکم چون چتر زر بالای تارک
 ز تاب آن سه ماه کامل انور
 چو خواب اندر سر آمد صاحب بخت
 ملک فخرالدول را خواند در پیش
 نخست آئین تعبیرے که خود کرد
 که این سه ماه سه چتر بلداست
 چو من دیدستم این خواب مبارک
 دو دیگر کز دو دوشم پر تو افکند
 ملک را گامد این تعبیر در گفت
 ملک فخرالدول نیز از سر هوش

۱۳۹۵

۱۳۰۰

۱۳۰۵

۱۳۱۰

ہو کہ سہ چتر والا زہور ملک
 کہ چتر ملک خواہد بہرت آراست
 کہ این سہ چتر سمت اندر نہودار
 ہر اکھل ہمایوں سایہ بانی
 کند آرایش اورنگ بارت
 کہ تو یک تن سہ شاہ گام گاری
 بدیگر سر نشاید چتر ہر پائے
 کہ زیر چترت آساید زمانہ

کہ شاہان را فراز افسر ملک
 چو چتر آسمانی دارک این خواست
 نمودندت سہ ماہ فرخ آثار
 کند زانہا یکے در کامرانی
 دو دیگر در پیمان و در بسارت
 ترا زہید سہ چتر ملک داری
 ہو کہ تا یک سر والات ہر جاے
 سوت پابندہ ہادا جاودانہ

۱۳۱۵

خواب فازی عصر و دیدن باغ

کہ گوئی هست در بستان گلزار
 بہ آب زندگانی روے شستہ
 تہش سبزہ چو خط ہر روے خوبی
 صبا پورا مہش فا گشتہ گستاخ
 چو گلگشت صبا در بوستانہا
 روے از خلقتش نسیمہے تازہ سی داد
 کند تا خواب خونہ را گفتن آواز
 بدو گفت اے بہ بیداری جہانگیر
 حریم ملک سمت و نیست این لہ
 خبر سی گوید از کارت پیاپے
 نہ ہر شاخ توت ہلکام ہار است

دگر رہ خواب دید از بخت بیدار
 دران بستان درختان نہم رستہ
 تر و تازہ بسان شاخ طوبی
 شکفتہ صد ہزاران گل بہر شاخ
 ملک غازی بگلگشت اندر انہا
 گل ار چہ ہوے بے اندازہ سی داد
 چو کرد از خواب چشم دور بہن باز
 در آمد بخت بہدارش بہ تعبیر
 تو در خواب انکہ گلشن دیدی و باغ
 درخت نہم رستہ ہر یک از روے
 کت از دولت عہلہا نیم کار است

۱۳۲۰

۱۳۲۵

۱۳۳۰

ہفتوزت یک گل از صد فاشگفتہ است
شود پر میوہ و گل نو بہارت
دوک با شاخہا از سدوہ بالا
یکمیر این فال و خواہد ہم چنمین بود

گل ارچہ صد ہزار نامع نہفتہ است
ہم اکنوں در رسد ہلنام بہارت
درخت قدر تو ز اقبال والا
بر دولت خوری در کام خود زون

بچنک آوردن فازی ملک پس ملک را دادن
ہرانچہ از مولتان بہر حسن می رفت اسپ و زر

۱۳۳۵

کہ بستاند بہ نیرو فارت از شہر
بکالے زبردستان زند دست
درختان را برو سیلے کہ تہہ است
پلمگ آن ہر در یکجا کرد نخچیر
ستازہ گنج ز اژدر سہرہ از مار
ز چابک فارت از تازک عبارت
نیارد حملہ سوے باشہ فراج
کہ باشک ماکیان کاید بد فہال
کہ از دندان شیران خورک روزی
نہ تا آن حد کہ کین بر چرہ رانند
بران پشمین ہہہ مویش بموید
نصوں بر اژدعا کاری نیاید
خونہ کے برد ز افراسیایے

بہاید مرد را بازوے شہشیر
زبردست آن بود کز قوت سست *
خسے † روید ز راہ آہے کہ کندہ است
سگے بز فالے را شد زبون گہر
کوا زہرہ کہ بے آسہب و آزار
چو از تازک رسد چابک بغارت
ز ترک افتد صف ہندو بتاراج
چو از طاؤس و بط شاہیں کند مال ‡
کم از زاغے مشو در کونہ توی
خروساں یکدو متحکم ستانند
ہزے کو سر زدن پا گوگ چوید
متاع قاکر از زاری نیاید
بتندی نارد از دستم شتایے

۱۳۳۶

۱۳۴۵

* ک : شسہ یعنی نشانہ - † ن : روید -

‡ ق - ر : بال -

درین وقت آن توان گو چوئی از کس
 درین کار از روی و زان کار رانی
 چو او را عزم شد در کهنه خواهی
 پناهی در طریق کاری بود
 خیر بر می رسد از شیب و بالا
 رسیدی ناگه آگاهی در آن حال
 خیر گفتند کایک می رسد تهر
 ز ملتان می رود اسپ و خزاین
 تکار هر یکی چون باد شب کهر
 خوینه نیز مال عرصه ساد
 ز قیب این سو فتوحه دارد آهنگ
 هشم را باشد از روی خروج و داخله
 ملک فرمود تازان سو شتابند
 دریدند آن طرف فرمان پزدهوان
 رسدند و گرفتند آن زر و مال
 فتوحه آمده با آمد کار
 ملک فال مبارک داشت آن را
 اشارت کرد کان گنج خدا داد
 مملداریان بکار زر نشسته
 فرمان می رسید آن مایه کار
 قوی دل شد هشم زان بخشش پر

۱۴۵۰

۱۴۵۵

۱۴۶۰

۱۴۶۵

ہوس کرں ازچہ در سہری توان کرد	ہمہ کس مہل کلاے گراں کرد	۱۴۷۰
یکے شیریں پرستارے شکر پڑھی	یکے مرکب خرید از بہر پرخاھی	
یکے بنیاد خیرے کرد پرکار	یکے شد کار خورے را طلب کار	
یکے در عقد پنہاں بست نقدے	یکے بکشاد نقدے بہر عقدے	
یکے دریافت دلہائے پودیشاں	یکے داد آرزوے دل بخویشاں	
سدیر دونہیں کشت و خورنق	ہمہ دیو پال پور از روح و رونق	۱۴۷۵
کہ از زر ہم چو زر گردن ہمہ کار	بلے زینساں ست گیتی را نمودار	
ہزاراں کار بے ساماں بو آرد	در آمد ہو کجا ساماں در آرد	
نہاشد کاسہ پر چون کیسہ خالیست	بعہش از کیسے پر خوب حالہست	
ز اقبال جواں مرداں توان یافت	ولے گو کار خود گرداں توان یافت	
رسد سا ز فرض بے چارہ سازی	چو از مہتر ہون کہتر نوازی	۱۴۸۰
نہاشد کشت را حاجت بدولاب	ز باراں چوں رسد بے جستجو آب	
کہ بستہ اند بکن و بخشد از مہر	کسے دارد ز مرداں سر خچی چہر	
ہون بر مفساں بازندہ چوں مہغ	زند چوں بوق بر زور آوراں تہغ	
کہ از دریا کشد بر سپوز بارہ	بلند است ابر و آبے نہز دارد	
نہ بتواند ستد نے ہا دن از دست	مہر نام کسے کو ہمت پست	۱۴۸۵
کہ بر خلق از خداوندی ہو آید	خداوندی کسے را در خور آید	
و گرنہ کس ز کس در پاہ کم نہست	خداوندی جز احسان و کرم نہست	
دلہل ہولت و بخت بلند است	چو از کس زہر دستی بہر مند است	
کندہ چاکر نواز و بندہ پرور	سہر آں را کہ خواهد کرد سرور	
کہ در خدمت شناسد جاے پھوند	ولے جو بندہ ہم با ہد خرک مند	۱۴۹۰

<p>ز بھوہ انجھور، گُل و از بید مہوہ فپا شد از پناہ مکرمان دور پناہ و مہر اوش آسلاہ گنچہ اسمع درخت سایہ ور جوید ہمہ کس</p>	<p>نجرید ہہچ حال از ہہچ شیوہ کسے کش بید اندر کار خود نور چو منلس در پناہ مہر سانچے است تموز آرد چو تاب از پوش از پس</p>
<p>حکایت</p>	
<p>ز بہر سایہ می زد نالہ ہر بار سرا از سایہ با بستے آمہد چہ بہر سایہ چلدہیں می کئی زرق درخت و رخت وستف از بہراہن اسمع کہ اے از سایہ رمعی دلت شاد بدان سایہ کہ گاہے هست و کہ نہست کہ یابی سایہ تا زہرہ نشستی کہ دایم نیستے برسہ این و آن ہم و لہکن پرورش نتوان بدان یافت کہ ذیل پرورش باشد پناہم بوہ بے سایہ گر صد سایہ ہاں ساخت فیات الدینست شاہ ابوالمظنر کہ خلد ذاک ظل العہ فی الارض</p>	<p>یکے در سایہ ابو گہر بار کہ وہ وہ سوختم از تاب خورشہد یکے گذتہ کہ چلدہیں سایہ برفوق و گر ز ابرت ذہ سر سایہ نشہن است جوابش داد مرد از دانش و داد بزیر ابر خورشیدی ز رہ نہست نہاید با درختان نیز بستے علم ہم سایہ دار د سایہ ہاں ہم ز سقف خارہ ہم سایہ توان یافت من از گفتار خود آن سایہ خواہم کسے کل دانش سایہ نینداخت درہن عہد آن درخت سایہ گستر دعا این است بر سایہ نشہن فرض</p>
<p style="text-align: right;">* ن : رنجے -</p>	

۱۳۹۵

۱۵۰۰

۱۵۰۵

صفت های دل فازی ملک و از هر طرف مزده
چو از دهای بسویش راند لشکر های بحر و بر

دل فازی ملک باید ستودن
که آن را در نهاد هیچ کس نورد
هزاران لشکر اندر وے شوک فرق
وز و هر چشمه طوفانی است درخیز
کتبا پولاد را زین سان شکوه است
نگردد گاه کهن پولاد او نرم
تو خواهی موم خوانش خواه ارزهر
نبود این دل مگر شهر خدا را
چنین دل شان نه پندارم بتمن بود
دروغ شعر دانند نه دم راست
به درهان خرد کردن توانم
به برهان نهست حاجت چون بدیهی است
ز رسم در نبرد افسانه گفتن
ستمون با جهانے در زنا گهر
که تهر خود کند برگزوان راست
نهان می داشت رعدے را در ابرے
که مانده است از تو تا افسر سرسوی
که سن چرخم قهای خون مرا ساز

بخصم افگندن و رزم آرمودن
نگویم دل که دریائست در دور
آز موج که خیزد قرب تا شرق
ازو هر قطرهٔ تهنغ است خون ریز
و گر گویم که از پولاد کوه است
اگر طوفان آتش در رسد گرم
و لیکن بر فرودستان نا چیز
بسه دیدیم شهران و ما را
و گر اسفند یار و تهمتن بود
دوین گفت من آن کس کونه داباست
ثبات آن ز تائیدے که دائم
ولے باپے خرد گاندر سفههی است
چه حاجت شهر را مردانه گفتن
همین برهان نباشد بس که یکسهر
چنان بود این که چون فازی ملک خواست
همی فرید با خون چون هزبرے
سروش را سر نهشت حق خیر کوه
قهای چرخ با بالاش هم راز

۱۵۱۰

۱۵۱۵

۱۵۲۰

۱۵۲۵

کہ کے کریم کمو گون سہانش
کہ باہک مستعد ہون از پئے تفت
کہ چون مردم شوک در دیدہا جاہ
کہ کے گونیم تا بہر ظفر چہمت
ہوات کر کساں ہر زانغ می کرد
کہ اخترہفت چرخ از تو یک انگشت
کہاے قربانت گشتہ صد چوسن پیش
ز صد سہم فقرح آسمان شست
کہ من یار توام نو گن عمل را
دہن پر آب بہر خون دشمن
زبان آمد برون آب دہن ہم
کہ دروزم صد چو فسرو خان بیک ضرب
ہزاراں فتحصی اندر ہر گویہ نقد
کہ من بھروں کھم سغز از سر پیل
کہ چون دوزخ جالوت انگلد زون
ز بہر خون خصمش جوے می کند
کہ گردن بوسہ جاے ملک دانان
کہ نہود معتزقی زہن پس بخورشہک
کند ہر کرسٹی نہ پایہ سایہ
کہ از درہا شوم ہر گنج شاہی
بھوم گا و بشکانم دل شہر

ہو پیکر در تقاضا ہو زمانش
وسانہدہ پہایش آگہی بخت
سہہا خال ملک اندر کف پاہ
کمان و تہر را پوشیدہ می گفت
لب سوزار با زہ لاغ می کرد
توان بازوہ می گفت با مشت
مہ اندر صلح خود می گفت با کیش
سختن گو رکشہ کا ینک سواہست
زبان می داد شمشیرش اجل را
نیام خانجہرہ را کشتہ زہن فن
فلط کردم نہامی را درین دم
سنانش گشتہ سر تہر از پئے حرب
گروہا در مع اورا علق ہر عقد
شدہ گزہش ز بہر کین بہ تعجیل
زوزہ می بافت بہرہ روح داؤد
سملکش کو زمہن ہر سوے می کند
فلک گویہ از سم رخشش فشانان
مطارہ ظل چترہ را با سہک
عملہایش ستارہ کھن مہ پایہ
بدربایہ فلک ہر رفتہ ماہی
نہستہ خیل او کا فلک زبس دہر

۱۵۳۰

۱۵۳۵

۱۵۳۰

۱۵۳۵

ز بہر نغمہ شادی خواست می کرد
 کہ کے بانگے زخم ہو قلب بہ خواہ
 کہ گردن این سالک گیر فہروز
 کہ جوہم ہمسما پر نقد بشارت
 کہ فرماید علم را سرفرازی
 دل خوک را حصار خویش می کرد
 کند دست ملوک و ملک بیچار
 بچاہد دشمن رہا لشکر وے
 زمانہ می کشان از فتنہ درہا
 دل افتادش بد ریاض نژندی
 بہاید فتنہ را مستن بد نہال
 کند کوتاہ برآہدہ رہ را
 کہ ہر مو از زہن ہلا کشد کوا
 بخون خود ز ہستی دست شوہاں
 در اوصاف مصاف افزون اوصاف
 سر لشکر برادر خان خانان
 سپک داد و بسوزان گران داد
 ہمہ با خان خانان شد روانہ
 گزین رزم قدہ چل ہزارش
 زہن از بار لشکر ناتوان کود
 چو انجم لشکرے ملؤل بہ ملؤل

دسامہ زن کڑک را راست می کرد
 دہل ہا را ہوائے در تہی گاہ
 حشم جو شاں کہ کے پیش آید آنروز
 فلک می داد قلبش را اشارت
 بذات خوک وے اندر کار سازی
 ہمہ تر تہب کار خویش می کرد
 ہواں می شد کہ بیش آید بہ یکبار
 و لیکن منتظر می بود تا کے
 پوپاے ہر طرف می شد خبر ہا
 چو خسرو خاں شہد آن زور منہمی
 ہوا داراں نمودندش کہ در حال
 شدش لا بد کہ بدست سیدہ را
 سپاہ آراست چون سورے سر افبوا
 دلہراں ویلان و نام جو یاں
 اہراں و سپہ داراں اطرات
 سران لشکرش ہم تہغ راناں
 بہر یک گنج و مال بے گران داد
 فراواں پھل و بسہارے خزانہ
 چو لشکر مستعد گشت و سوارش
 رواں سورے ملک فازی رواں کرد
 رواں شد سورے آن مقتل مقابل

۱۵۵۰

۱۵۵۵

۱۵۶۰

۱۵۶۵

<p>چو وہم تیزرہ کوتاہ می کرد سپاہی در سواد سرتستی ریخص بیرون در غارت افتاد این سپہ زود بسے زردار ملعم گشت محتاج نکشت از ہویہ شہراں شعر دل گروہ قلعه را نکزاشت ہویار ز پیکان تہر آوازی نرسعاد سر ہشہار را ہشہار تر کرد کہ از وے پشکند صد شاہ ہشہار</p>	<p>ز بس گانسو شعایاں راہ می کرد چلوں تا کرد کھن * گل اشکرانگیخص درون شہر چوں غازی ملک بوہ بسے رخت مسلمان شد بتاراج بقلعہ سرتبہ † مسموم پر دل درے بر بست و شک در ہلد ہویار خبر سوے ملک غازی فرستاد رسد آن پیک و آنجاہا خبر کرد ہمیشہ باک یا ہشہاریش کار</p>	<p>۱۵۷۰ ۱۵۷۵</p>
---	--	---

حدیث عہد و پیمانہ سران لشکر غازی
کہ در کام نہنگ اندر روند و دیدہ اژدر

<p>بکارش ہفت و دوامت را بود جہد چو سے در جام و گوہر در خیزنہ چو سرو راست ز آزادی برد نام مدان مرد آن کہ گاہ عہد دست است کہ گردد کار اورا عہد کار عجب گرنقش کارش متغلف نیست بہر جا راستی فرمائی خود را بعہد شاہ خوہ چون راستی خواست میسر گشت فعم کار زارش</p>	<p>چو مرد آمد بیرون از عہدہ عہد نشہنگ اہل دوامت را بسوزنہ نمائد چوں بلغشہ کز سر انجام شکوہ مرد در عہد درست است ز مردان راستی باید قام وار کسے کز راستی ہم چون الف نہست دلاگر راست خواہی پائے † خود را نکر غازی ملک را کز دل آراست کلید راستی در شد بکارش</p>	<p>۱۵۸۰ ۱۵۸۵</p>
--	--	---

* ک: باکر و کیں؟ † سوسیلہ = سوسلا؟ ‡ ن: کار۔

شہدم کز علام الدین مغفور
 کہ در عہد وہ و بعد از زانش
 کنوں برخوان ز نقش کلک دریاض
 چو او شد زان وفا داری سو افراز
 چنوں گفت آن کہ ہوں آگاہیہں بہش
 چو بشہدہ ایں سخن کامی بر آن سوے
 طرب کرد از نشاط روزی بیش
 سہاہں ار چہ بود اندک نہ ہسہار
 سواداں بیستہر ز اقلہم بالا
 فز و ترک و منزل روسی و روسی
 دگر تازک خواسانی و پاک اصل
 ہمہ مرداں رزم و کار کردہ
 بسے صف ہاے تاتاراں شکستہ
 خدنگ انکین یگان چست و چالاک
 گہے چون آسما گہ کردہ سوراخ
 حالے خوارہ چون کشت برافزای
 ملک در پھیں یک یک راطلب کرد
 کہ سارا چرخ پھیں آردن کارے
 کرا نیرنئے پھل است و دل شور
 نخست از خون خود خھون چو لالہ

۱۵۹۰

۱۵۹۵

۱۶۰۰

۱۶۰۵

دلہں پھمان و عہدے داشتہ مستور
 وفا داری کند در درد مابہش
 کہ چون بود آن سراندازی بہ پرخاش
 سرہں کشت از جفا کاراں سر انداز
 کہ بد غازی ملک در خانہ خویش
 نہ لشکر بلکہ دریائے زمین شوے
 چو گرگ غالب از ہسہارے میش
 ولے بسیار اندک ہوں و پرو کار
 نہ ہلدوستانی و ہندک والا *
 چو باز جردہ در چلگ خروسی
 نگشتہ اصل بد با اصل شان وصل
 فزاہا با ملک ہسہار کردہ
 دل آن چولہ خون خواراں شکستہ
 ز بیلک کردہ سد آہنوں چاک
 گہے چون شانہ مورا کردہ صدشاع
 موافق جوئے چون طبع خرد رالے
 پس از دل قصہ را مہمان لب کرد
 کہ گردش ہست دروے چرخ رادے
 کہ ہم بازار شوک با ما ہمشہر
 پس از خون عدو شرید پوالہ

تمہ گنجر نہد اول سر خویش
 یلے مردان بہر سازے و سوزے
 بود ہر روز عشرت را شمارے
 بکارے ناپک آریا دے دران روز
 بود تھر از بوائے رزم فکھر
 کمان گو بشکند ہنگام بھکار
 اگر شاہیں زبون گوند ز شازک
 بہائید آن کہ دارد کار باسا
 شود گر عہدہا مستحکم بہ سو گند
 و گر ہارے ندارد میل یاری
 درین یاری کہ دارد کار باسن
 بدہیں دل کافنوں سدہست برپاے
 مرا یاور بس است وہم ترازو
 شہد کم بود دستم چہرہ دستے
 فہ آن دستم ز سن درکار ہیش است
 چو سن بو نام یزدان نکہہ کردم
 سزاگ سن چو جز نہیں را بچ نہست
 چو بشنہند مردان سر افراز
 سواد چوں ہمہ سر باز ہون نہ
 پس انکاہ او سر سو ہازی خویش
 نرو گفغندہ گاہ سرور سزان را

۱۶۱۰

۱۶۱۵

۱۶۲۰

۱۶۲۵

کشد پس بو دگر سر خلفر خویش
 کسان را پرورند از بہر روزے
 فتک ار بعد عمرے کار زارے
 بسوزہں دل کہ نہود یار دل سوز
 تو بے آن چوبے دان چوبے تھر
 زہے کے یابد از آب ہائے سرفار
 کلمہ گل مرغ را زہید بتارک
 شہید از عہدہ و پیمان یار باسا
 بکار جان شہیم از جان کمر بند
 کہ دشوار است کار جان سوار
 دل من ہست آذر یار باسن
 کلم گر سد آہن باشد از جاے
 در ہازوے سن و تعمیر ہن ہازو
 کہ گاہ حملہ تھا صف کسے
 کہ ہرکس دستمے در عہد خویش است
 پشمن است آن کہ تنہا چہرہ کردم
 سن و این کار بز غیرے ہرج نہست
 ز مستحکم خون این حرف سر انداز
 بروے خاک سوہا باز ہونہ
 سو خون خدمتے برد نہ در پیش
 ہزار پاے تو سر ہنوران را

<p>گُلہ گوشہ کشیدہ سر ہماہمت ز کارت چون توان اکثوں نگہ داشت سر ما در کلمہ ناید ز شادی کہ نہ ہم از نعدی سرہاے خربشت ہزاران پارہ کردن جملہ یک سر کہ باز از بہر تو کردن ہم سر باز پیران پیمان رگ جان نہز بستیم فقواہم از قدرت سر دور کردن تو دانی خواہ صلح و خواہ پھکا د ملک را خاطر آن سو بے سعی یافت کہ بظہان بزرگی مہکس باد</p>	<p>ہمیشہ بان سر یار کلاہت سرے کز دولتت عمرے کلمہ داشت بسو بازی چو ما را مژدہ دادی نہ ما آن سوسوی آریم پھشت چہ باہنہ یک سر ما زہر خنجر ز ہر پارہ جدا بو خھون آواز کھر بستیم و پیمان نہز بستیم کہ تا جان در تن است و سر بگردن چو ما را سر جدا گشت اندرین کار سہ را چون وثیقت مہکمی یافت بہزم کار مہکم کون بلیمان</p>	<p>۱۹۳۰</p> <p>۱۹۳۵</p>
---	--	-------------------------

مصاف اول غازی ملک با لشکر دہلی

بہاد حملہ زہر و زہر کردن چنان لشکر

<p>کہ چلندے ہر زنا گھر و غازیست نہ بازش دیدہ در خواب آرمہداسعہ کہ صف تیغ داند باغ سوسن چو برگ بہد ہارن ' تیغ و خنجر چو نیلوفر ' سپر ' بو آب شمشیر بگشت کوچہ ہاے شہر پر جوش پدید آیدکہ ہوشنگ است ہاشنگ</p>	<p>کسے داند کہ ہول معرکہ چہست دلہرے کو صف مردان بدیدہ است گورے وا زہرہ اندز زہر تو سن روک یک سر چو بہاد آن جا کہ یکسر نینداز دگر آید بپر و یا شہر بسے بینی مروسان قبا پوش چو در ہجبا برخشد تیغ بے رنگ</p>	<p>۱۹۴۰</p> <p>۱۹۴۵</p>
---	---	-------------------------

بڑے خصم رو در رو نہوں امنت
 کہ موٹے در رہا ہد پوستینش
 نہ رو بہ را گہیز و حیلہ تسلیم
 پدیک آہد بگاہ رزم و فنا ورد
 رود ز اشتر دلی گو کیودش موش
 نیارد شیر مردے گرد او گشت
 دوان را بس بون ناخن بز انگشت
 شکار شیر با شد در نیستان
 کہ نے برگستوان دارد نہ جوشن
 درون سوگاہ پر خاش آہنیں باش
 ہمیں جان آہنیں باید ہمش دل
 بہ تیغ سوم بود حصن پولاد
 جز اندر کار کین باہی چنہوں کرد
 کہ کورا § کور دارد دیدہ ہر تیر
 نواے دوک بانگ تیر باشد
 نہاشد عقل در اندیشی محرم
 خرد مندی ندارد در وفا سود
 بجز غازی ملک شیر عدو بند
 بکھوں ہم تیغ زن ہم کار فرماے

یعنی گو چند رز سے نازمود است
 مکن بارو ز تیغ گوشتینش
 نہ شیوان را کلد کس حملہ تسلیم*
 شکوہ کوہ خرید مرد † و از مرد
 شترکش نہسمت از نیروے دل جوش
 وگر دندان نہاید کر بے دشت
 یلان را نیست حاجت گرز در مشع
 چو † ترکش بست فر پہلوے است آن
 نہوں شیر ہر جا ہست روشن
 بروں آہن چہ پوشی گاہ پر خاش
 باہن رانی آن کو گشت میل
 دلاور کو برزم آہن دل افتاد
 ہمہ جا دل نہاید آہنیں کرد
 سوارے را بہ ہیجا دیدہ در گیر
 بگوش فر کہ بے تدبیر باشد
 پنزنیک یلان در جہد محکم
 دلاور چون خرد را کار فرسود
 نہاشد ہم شجاع و ہم خرد مند
 کہ ہم تیغش جہانگیر است و ہم راے

۱۶۵۰

۱۶۵۵

۱۶۶۰

۱۶۶۵

* ن : جملہ تعظیم - † ق ر : ہر دو - ‡ کنا : غر = نا آزمودہ کار پہلو = پہلوان —

§ کورا کور' بمعنی زرد زرد —

کہ آہد روے در روے دروا رو
 کفشد آئین تو تہب سواران
 سلیم و ساز خون را زہر آدے
 کہ فتح از غیب ہاہیں گشت روشن
 چو رے زہر کان در استواری
 دل پیغندہ را نو شد تو انہا
 ہلاں مویخ سانی در زور مہدی
 چو سی خوار حریص اندر مہ عہد
 چو باز آسوز در تعلیم ہازے
 رسودہ خیل چوں در غارت زنگ
 کہ زہن سو در شد و زان سوہ در اود
 کہ بچہد از تن و بچہد تن از روے
 رسیدہ تابش از مہ تا بساہی
 کہ مہر از روے گریزد سوہ تابان
 چو خط مہر از روے کر شدن خراسم
 محجب ہیں نہڑہ بالا قطرہ آب
 فرزان کشتہ بوقے بو شہای
 کہ سر ہا خود کودد زر کہ کار
 قدرو باغ و کھک کوساری
 سرتب گشت بہر چلبش و عزم

چو دید آہنگ لشکر ہاے خسرو
 اشارت کرد تا فرمان گزاران
 کہ و مہ شد ز حکم کار فرماے
 ز صیقل ہاے صف ہا یافت چوشن
 چنلہا زہرے پر زور و کاری
 ز زیب و زینت بر کیتواں ہا
 کماں ہا چوں ہلال اندر بلندی
 خدانگ افکن بمشقی اندر کھل دید
 بہ تہر آراستہ ہر تہر سازے
 چو سر ہاں سوہ پھکان کودد آہنگ
 بلے از نظر کم ناوک خورد
 جہاں چوں شاہ باری نہم* کرے
 ہبہ خانجر پلا رکھای شاہی
 ز تیغ کیلہ تف بالا شتابان
 چو خما بیتوا شد ہر خطے راسم
 سلطان چوں قطرہ آبے صفا یافت
 چو بر نہڑہ سنان بنمود تاپے
 ازان رو سر بزرگی کودد چقمار
 فرہہ بڑی و کوشی و تعاون
 حشم را چوں سلیم و آلت رزم

۱۶۷۰

۱۶۷۵

۱۶۸۰

۱۶۸۵

امہد خویش بر تقدیر بو بست
 توکل را پناه کار خود کود
 سوس ہندوستان کردہ رخ خویش
 زمیں در لرزہ شد چون مردم از باک
 نہ نیروے کہ گنجد در تصور
 ملایک ز آسمانش دیدن آمد
 درو نظارگی سیارہ و ماہ
 ز اقبال و ظفر بلہاد بستہ
 ملک فخرالدول گشتہ مقدم
 خلف در پیش ہم چون موج دریا
 چو ماہی بر سر دریا روانہ
 علا پور از مہابت شد بلا پور
 دوان مریخ پور از چرخ بلجم
 بعضی بہت آمد آب شمشیر
 محیط حوض شد جیہون آفت
 کہ پیش آمد بہ ہہجہاغازئی رزم
 خلل فہدند در بنیاد ہستی
 چگونہ باصف دہلی کبند شور
 نکرد از پدی اشکو ہراسے
 چو گرگے در شکار کو سفندان

سہک فازی ملک کہیں را کمر بست
 نہا ز بندگان را یار خود کرد
 بروں آمد ز شہر فرخ خویش
 ظفر پر ماہہ شد چون عادل از داد
 سواہ اندک ولے نیروے دل پُر
 ز جاے خون چو در جنبیدن آمد
 شتاباں شد بہ تقدی سوس بد خواہ
 ہی آمد صف پولاد بستہ
 بہ پیش آہنگ آن قلب معظ
 ملک دریا صفت * در صف دریا
 بہ بالاے ملک ماہ نشافہ
 چو آمد نیک نزدیک علا پور
 ہی کردند سیر ماہ : انجم
 چہین † تازاب خہ کہیں بس دید
 دراں جو لانگہ جیہوں مسافت
 خبر شد جہج دہلی را دراں عزم
 بزرگان سہ ‡ زان پیش ہستی
 بخون گشتند کہیں یک مید کم زور
 ندید انہوے مردم ز ا قیاسے
 ہی آمد بر سم زور ملکان

۱۶۹۰

۱۶۹۵

۱۷۰۰

۱۷۰۵

* ن : صف - † کذا - مشکوک - ‡ کذا بے نقطہ - سپہ ؟

نہ مرد م بلکہ ازدہا است این مرد
 اگر خنجر دہد ز انگشت شیران
 و گو باشد ز ناخن خنجر شیر
 بپایہ چشم زد زان شیر نخبور
 ہم او تن ہا نن خود مرہ کاریست
 بانداک قلب ... * آنکہ چنہیں تیز
 بہ ہشیاریش باید پیش رفتن
 کسے گفتند دل شیران ز گردہی
 بہر جنگ منل کو رخص بر کرد
 بلے ہنجا رہاے کار دارد
 چنہیں شطرنج بازے کوست درکین
 بچلہدین رزم صف ہا کو درید است
 دلیر و گرہز + و فیروز مند است
 قضا در زیر آن دارد شمارے
 نگر تا چہست گردوں را مکافات
 چو گفتادی این سخن را مرد + دانا
 درہیں اثنا یکے زیشان بر آشفت
 گر از مرد است نے ما زن شماریم
 اگر خاک افکینم آن سویکی مشت
 ہمی باید گھوڈن خنجر کار

۱۷۱۰

۱۷۱۵

۱۷۲۰

۱۷۲۵

بہر انگشت خنجر ہا است این مرد
 بود شمشیر ہر موئے دلہران
 نہ زان ناخن کم آمد ز خم شمشیر
 کہ او چشمے نزد از فاوک تہر
 ہمیش بر لشکر خویش استوار است
 ہون از قلبہ او جاے پڑھیز
 نہ فافل وار یا فردیش رفتن
 نہاید سہل گھوی در نبردش
 بنوچہ دہ تہن زیر و زبر کرد
 بہر آرد کار چون ہنجا دارد
 کند سر زیر شاہان را چو فر زین
 بیرویش زخم چشمے کم رسد است
 بلندہد راء و بختش ہم بلند است
 کہ او را داشتہ است از بہر کارے
 کہ او را دانہ امنیت ز آفات
 ہراساں گشت دلہاے توانا
 کہ چندہیں نصف دشمن چوں توان گفت
 کہ با چندہیں سپہ تابش نداریم
 زمیں سانی آسمان سازیم بر پشت
 کہ از خفتن نگرود بخت بہدار

بیگ پے حملہ رانہم بز وے
 گلہمش خاک اگر دریاست فوجش
 چہ باشد در * دل دریا کف خاک
 امہراں چار و ناچار اندراں عزم ۱۷۳۰
 بدان آہنگ کز در آب انبویہ
 ہماں مرتد کہ کیش کافری داشت
 ازین سہم ارچہ بودش جاں بریدہ
 بھیلہ خویش را پر زور می ساخت
 دو چشمش کور بد در لشکر خویش ۱۷۳۵
 بلے شہصے کہ در دل سمیت زوراست
 سوارے کز غرے باشد شہارش
 در آہن دل کند دل جوشن خویش
 سر خوف پر دلے بر نہغ بازہ
 دلے کو آہنیوں نہیوں گہ جنگ ۱۷۴۰
 چو تیغ پر دلاں صیقل پزیرہ
 چو تیر از زور دل گردہ عطا گہر
 دران حال آن بزرگی را خبرها
 دو سہ روزے سوان کار فرماے
 چو گشت آراستہ لشکر بہ ہنجار
 عزیمت گشت محکم در نہمت ہا ۱۷۴۵

کہ تپلس پے سپر گردہ بیگ پے
 بیاشامیم اگر طرفانست موجش
 کہ باشد پیش صومر مشت خاشاک
 کمر بستند بہر کوشش و رزم
 شکست آرند بر کویاں گہ کویہ
 بکیش ہلک و ان سہم سوی داشت
 دلش بد چون بطے پھکان بریدہ
 بلاسی لہد و خود را کور می ساخت
 و لیکن احوال اندر لشکر پھش
 سوے خصم احوال و درخویش کوراست
 نماید یک صف دشمن ہزارہں
 ہزاراں تن شمارہ یکتہن خویش
 کہ او از آہن دل تہغ سازد
 نکیرہ زنگ ہم بر تہغش از نلگ
 بکیرہ زنگ * اگر زنگش بکیرہ
 خطا گہرش اگر نہیوں خطا گہر
 بفتراک اجل بستند سر ہا
 بدند از بہر ہیجا لشکر آراے
 بہ ہنجارے کہ ہست آرایش کار
 کہ خون رہزند فردا پے لیت ہا

شب ہندو نسب چون لشکر آراست
 بہم مہتاب و ظلمت شد شب آراے
 سلیم آراے شد خلقے ز ہر باب
 کہ و مہ در خیال ہامدادان
 کرا در خاک سازند آشیانہ
 کرا امروز سر مہماں است پردوش
 کرا امروز دست و پای ہر جاے
 کد امین ہم نشین با ساساے این دم
 دریں سودا مشوش ہوں ہر کس
 مسانست در میان ہر دو لشکر
 و لہکن رہے بہا ہاں ہوں و بے آب
 شہا شب راہ مقصد ہر گرفتند
 چو صبح تیغ زن خنجر ہواورد
 شب از خورشید روشن یافت بازی
 سواھے تشنہ و بے آب و ہر گون
 رسوہ اندر مقام حرب گہ قیز
 رواں گشتند ہر سو کار داراں
 نفیر چاوشاں ہر شد بمہوق
 صف پھلاں چو صف ابر آزار
 نہ حوث ہو پھل چوں کوھے باشکوہ

۱۷۵۰

۱۷۵۵

۱۷۶۰

۱۷۶۵

نفیر پامہازاں ہو بسو خاست
 چو خیول ہندو و موسن بھک جاے
 گریزول شد ز دیدہ پھش ازان خواب
 کہ ماگرونیم یا بد خواہ شاناں
 کہ باز آہ سلامت سوے خانہ
 کہ فرہا خواست کود از تن فراموش
 کہ فردا ہر یک اوتدہ در دگر جاے
 کہ فردا خواست گھمت از جمع ما کم
 کہ شہ جنبش دیدید از پیش و از پس
 قیاس نہ کروھے ہوں کم تر
 ہسان روے ہواہاں سہہ قاب
 سوے مقصود کار از سر گرفتندہ
 جہاں خفتاں زریں در ہر آورہ
 چو قلب کافر از شمشیر غازی
 دران گردن از خورے خویش آہنخور کرد
 ز آب تھو شمشیر آنہی انگھز
 کہ آرایدک صف ہاے سواراں
 ہم ہا را بہ گردوں رفتی سلجوق *
 ہر ابرے ، برق حملہ ، پاک رفتار
 ہرو ہر گستاواں چوں ابر ہر کوہ

به پشت پیل ترکان تیز در ششت
 پس پیلان سواران صف کشیده
 نیک صف بلکه صدی گران سنگ
 میان قلب مرتد چتر بوسر
 هه، خان و ملوک اندر چپ و راست
 سلیم و ساز هر یک خسروانه
 ز بانگ کوس گردون ره نهاده
 گو فتنه نیزیه بر کف پهلوانان
 جوافان کرده ترکش ها پر از تیر
 ز هر سو فلغل تکبیر می خاست
 جدا صف های هند و ز اهل ایمان
 فرس هندی و رات نهی هندی
 همه "بوسه" کبران بر زبان ها
 بدح آن سکان نعره زنان تند
 بدانوت نهی در نغمه + سرانی
 براو هر یک به بر پشت تیزی
 سر و سبالت بره هائے چو انگشت +
 بزیهائی جهالے چون شب سلخ
 ز نیک بر همه ابریشمین پوش

۱۷۷۰

۱۷۷۵

۱۷۸۰

۱۷۸۵

چو کوه که به پشت کوه بنفشست
 بجوش از پشت ماهی تف کشیده
 که صحراے جهان پیشان شده تلگ
 ته چتر * سما روغ خردۀ تر
 بستختی در نشسته از پے خامت
 ز آهن گشته دیبای روانه
 دلے زان زد بلا و فتنه زان
 دعا بر مال و جان رفته خوانان
 بر ایمان هر دریغ این عالم پور
 چنانکه افغان ز چرخ پور می خاست
 چو گرد بخل ز آثار کبیران
 بدامن پیش در هندر پسندی
 همه دیباجت بیت بردهاں ها
 چو طفل کند را با حفص کلقدن
 سرود از مردی و جنگ آزمائی
 چو دود آتش اندر گرم خیزی
 چو خطے زشت بر دیگر خط زشت
 که دین چو عهش فیکندان تلخ
 حریر و بهرهای افگنده بولدوش

* سارخ = کلاه باران - خرده = کهنس - † ن : نعه ۱۵

+ انگشت = جلی هرنی نکزی -

عبہر و شک در گلشن فکندہ
 عزاییل از پئے ایشان دعا گوے
 ر بہر جان سپاری دادہ تقبول
 بلے دندان سہہ کردہ کہ مرگ
 کہ دندان لعل گرداند ز خون شاں
 ہمی جندیہ چون طوفان آتہں
 ز دیگر سو برآے قلبہ جنگ
 چو دریایے کہ بیرون بنگند مرج
 گریز و عجز دشمن در گہاں دیدہ
 کہ ماتا جمع دشمن شد پریشان
 سبک شد بہر جولان ہر گوانے
 کہ در راہ درست آب شغب ناک
 پنا کہ گرد یک فوج نمودار
 چو باران تند چون تندر خروشان
 بر سم یول مال آہنگ پر داشتہ
 چرا ہرکس نکہد غارت خویش
 کہ زلزال بلا در عام اقتاد
 کہ پید ا شد جریدہ بر جریدہ
 کہ بودش ہم عنان ہم فتح و ہم نصر
 چو شہبازے سوے مرغان بہ پرواز

بعطر آلودہ ہیکہاے کندہ
 فرشتہ بر سر ہر یک بلا جوے
 بدان گہران مرتد 'مرتد' گول
 بجان ہادان سیہ دندان از برگ
 اجل دندان سپید اندر درون شاں
 جہان لشکر آتش وار سرکش
 در آمد صف دہلی یک طوف تنگ
 صف غازی ملک شد فوج بر فوج
 صف دہلی چو آن صف را نہاں دیدہ
 توی شد زین گہاں دلہاے ایشان
 بجولان شد سوار از ہر کوانے
 چنان راندند تند و تند و بے پاک
 چو ز انجا پیشتر راندند اسوار
 چو لشکر دیدہ شد گشتند جوشاں
 سپہ یکسر سلاح جنگ برداشت
 بدان قوت کہ اندک لشکر پیش
 بہک پے حملہ کرد نہ چون یاد
 هنوز این صف بدان صف نارسیدہ
 ملک غازی ستارہ حیدر عصر
 بہ پھنس آہنگ فرزند سرفراز

۱۷۹۰

۱۷۹۵

۱۸۰۰

۱۸۰۰

گہے ز آتش جہاں سوزا از قف ذوبش
 بسے شہران لشکر نامزد ہم
 پکانہ در دو روی تیغ ہریک
 بجاں تشدہ بجایے تیر باراں
 بعزم جان سپاری * رخت بستہ
 کہ کے زان سو ملک غازی کفد خاست
 خروش جلمبش از لشکر ہو آمد
 مسکھط این سپہ شد موج در موج
 ز پر تیر پیراں تھرا شد روز
 فلک شد بر سپا از ریک باریک
 ہلالے را قراں می داد با تیر
 ز دل خون و ز تن سو می دیو بند
 ز تپھا می سجد جا نہا با واز
 جگر ہاے کہا بھس دادہ ہم سے
 باستہزا تواضع کرے کوئی
 ہوا از پر کرگس چون پر زاغ
 صلا می داد کرگس را بہ مردار
 ہمی آمد بمہمان بر خوبش
 دلش پر چشم گشت و چشم پر دل
 ازین سو در شد آن سو جست گستاخ

ملک بہرام اربہ در صف ذوبش
 بہاد الدین مالک دین را اسد ہم
 علی حیدر شہاب الدین ہریک
 دگر گردن کشان و نام داران
 بہر جا فوجہاے سخت بستہ
 ستادہ جوق جوق اندر چپ و راست
 چو قلب دہلی از پھش اندر آمد
 ز ہر سو قلب غازی فوج در فوج
 بہاریدن در آمد تیر د لہ روز
 ہو آمد ہو تر یا کرے تاریک
 بہر سو چند مریخ کہاں گھر
 قرانے گل دو اختر می نمودند
 صبریر تیرو گشتہ ارغنون ساز
 چو تھر پر دالان زن نعمت نے
 کہاں کو خم زن اندر کھلے جوئی
 نمود اندر نظر ہا در چلمان راغ
 پر کرگس کہ می زد نالے زار
 ز بالا کرگس از بہر خور خوبش
 ز چشم و دل کہ خورد آن مرغ عاقل
 بتن کرد از دروں فارک دو سوراخ

۱۸۱۰

۱۸۱۵

۱۸۲۰

۱۸۲۵

تواند آشنا کردن چکاوک
 کمان را پشت بود و تیغ را روے
 کہ مکر ایب سمع یا مکر اب زر تشت
 شعاع تیغ ہم شہ شیر می زد
 جہاں در چشم مردم تیرہ می شد
 ہمد زخم زبان پوشیدہ می کرد
 بتخون پوشیدہ بیرون می زد از روے
 کہ بید سرخس از نے نیوڑہ می جست
 میان استخوان نے نیوڑہ می کاشت
 کہ مومن سوے مومن چون کشت تیغ
 کہ خون می بیختش غر بیل سینہ
 بھملہ کرد سوے لشکر آہنگ
 شکار شیر شد شیر شکاری
 ملک غازی شناسد کز سرانم
 مگر جاں بخشدم کا یمن شود - ر
 کہ فوجے زد یرو کز ہر کراں بود
 بدرگاہ سپہ دار عدو مال
 برون از حد تیغ حال او خورد
 محصل دید از برے سیر آہنگ
 بیک جہلہ صف دشمن بر انداخت

بدان خون کامد از پھکان ناوک
 بہ پشت مرد روے کینہ ہر سوے
 کمان رفت از درفش تیغ در مشت
 ز شمشیرے کہ ہر یک سیر می زد
 نظر از رخس خنجر خیرہ می شد
 سدان جاسوسئی ہر دیدہ می کرد
 برھلہ در جگر می رفت ہر نے
 بہ نیوڑہ مرد زان سان سینہ می جست
 مہارز گاو بہر تن نیوڑہ می داشت
 بسا پہلو کہ برکش بود در میغ
 ولے یا کبرو ہلدو بود کینہ
 امیر صید قتلہ پہلو جنگ
 ہر او زد شہ سوارے زخم گاری
 دران دم گفت من سیر گرانم
 بریدم پیش رزم آراے کشور
 ہلوز این گفت و گویش پر زبان بود
 ہریندش سر و بردند در حال
 ملک زان جا کہ می دانہ حد مرد
 فرض اعظم ملک غازی چو در جنگ
 گرہ بستہ برائے فتح ہر تاخت

۱۸۳۰

۱۸۳۵

۱۸۴۰

۱۸۴۵

کہ در پیشش سے اختر* سوانگند
 ز گہوان بانگ "زاراین" ہوا گیر
 سو گورا ہوئے برہمے از یکے گو
 زردی زد ولے زردی سیدہ قام
 سیاہاں زرد رو زرداں سیدہ روے
 چرا رویش سید نہبود رخس زرد
 بروے خویش زردی و سیاہی
 نگر چندے سیدہ رویش بدنبال
 کہ ہر سے از سیدہ روئی لخان ہون
 ز دم ہائے درخش بد بزرگی
 کہ کم کردش چغیدہ بخت یاری
 لقب شد شایستہ خان قرقمارش
 کہ آن سر حرف قبر و قہرگشتہ
 کہ او گشت از قصاے بد قدر خاں
 کہ ہر یازش ز سیدہرغے زدے لاف
 ز آتش شعلہ و ذو منے خس
 صفے چون پیش صرصر خارو خاشاک
 نہنگ و ازندا ازگندہ درکپش
 یکے زو شست و شست ازوے یکے شد

شکست اذکر جہان لشکر افکند
 شد از موسن بگردوں بانگ تکبیر
 یکے † گویاں ہو در بانگ ہو ہو
 سید رو مرتد از ‡ ارعسی بہنگام
 دران صف سیاہ و زرد ہر سوے
 چنان سودا و صفرا در دل مرد
 چو مرتد لید از ان سامں در تباہی
 عمان زرد روئی تافت در حال
 گہ رفتن سے خانس ہم عمان بود
 یکے ہوسف کہ سی زن لاف کردگی
 نماند آن صوفی آزاد ہم سواری
 نگر عارض کہ بد شکل گوارش §
 سو قاف از نام او با بہر گشتہ
 ذکر آن یک لکھی مردوں گہماں
 بروں شد لشکرے ہمچو کہ قاف
 سجد پیش و ملک غازی امت برپس
 دوان سی رفت از ان فوج خطر ناک
 ملک فخرالدول با فوج خود پیش
 چوشگس در کشاک پیلکے شد

۱۸۵۰

۱۸۵۵

۱۸۶۰

* ن : مہر - † (کذا) مشکوک غالباً یکے گویاں سے موحد مراد ہیں -

‡ (کذا) ک : از رویش ؟ - § ق ر : گنوار (ہندی لفظ) -

جهان برقلب دشمن تنگ می کرد
 ز چرخ آرازه می خاست از دور
 زه دست و زه تیر و زه زه
 نه اینجاش امن و نه انجاش غفران
 بهر رخنه چو موشان می خزیدند
 دوان بیدست و پا مانند ماران
 که سر در دید چو باخه بسینه
 بسان خار پشت و پشته خار
 تن آریزان و بیرون رفته جان
 که در سوراخ مورے در خزند پیل
 که گو آید مگر بهر جهانگر
 فغانه کوه بر کوه از کرانها
 که بد جمله فراخس گاه قزیمی
 عنان ها هر کس سوے دگر قاف
 که بر گیرد ازان فوج کران پے
 دویدن مصلحت کم بود پیشش
 که مانند از فوق کیوان چرخ اطلس
 زحل را زین خجالت فائون کرد
 سپه کس گشت ازان فتح کران خواه
 کرانی از دل او هر کران باد

بجمه هر طرف کاهنگ می کرد
 بهر تهرے که جست از شست منصور
 ظفر هم گفت چو دهنک آن دهاده
 گریزان قوم کفر و جمع کفران
 پلنگانی که چو آهو دریدند
 نهنگ آهنک و از دره سواران
 بسا بر دل نهنگ از تیغ کینه
 شده پهل از خدنگ غره سرفار
 ز پیل آویخته هر پیلبانی
 ز دیگر پیل بانان جهد و تعجیل
 نمی زد پیل را چنداں کسے تیر
 که گرد دست آزموده کس برانها
 ز پیلان گشته شک یک پیل جنگی
 چو مرتد خانانان روه برتافت
 ملک فخرالدول بود اندران پے
 و لیکن چتر و پیل افتاد پیشش
 ده و در پیل و چتر لعل آن خس
 گرفت و سوے فرسان ده روان کرد
 چو برده آن جمله در پیش سپه کس
 بگیتی هر کس فتح کران باد

۱۸۶۵

۱۸۷۰

۱۸۷۵

۱۸۸۰

حدیث بخشش جان و نوازش از ملک غازی
مسلمانان دہلی را بہ لطف بے حد و بے مر

۱۸۸۵

کہ اے رنگ تراز فیروزہ کون سخت *
خبر گو بعد فیروزی چہ ساں ہوں
چو شد غازی ملک را سربلندی
کہ آید سوے دہلی از پئے رزم
کہ د یگر پے شون در تیغ بازی
کہ بشکستند ہا خانان دہلی
شدند اندر و غا سپہان تقدیر
وقال السیف متحہ الذ نوب
ہمی آورد ہر کس دست بستہ
فہ در تن زور و نئے دو سینہ تسکین
ز عذو و حشم او بر + می رسدند
ہمی سوندہ روی عجز بر خاک
نظر بر لشکر دہلی فہا د +
کہے د شنام گفتند و کہے لعن
کسان در قتل اوشان بے وبالند
نشاہد گفت بد گرچہ چہون اند
چرا کم ہوں در حق نمک جہد
نمک دردیگ رفت اینہا چہ خوردند

بپرسودم من از پیروزی بخت
ملک غازی کہ فتحش ہم علما ہوں
جوایم دان کا فیروز مندی
ز بعد شکر یزدان شد براں عزم
وے آن جانب شد اندر کار سازی
دگر جانب مسلمانان دہلی
جز آن بعضے کہ هنگام زنا گیر
گندہ شان شست تیغ کین بخوبی
دگر بعضے ز ریح و تیر جستہ
دگر بعضے ز ہہبت نشتہ مسکین
بدرگاہ ملک در می رسدند
بہ خجالت پیش می رفتند غم ناک
سواران ملک غازی ستادہ
ز باقہا شاں چو نوک نیوہ در طعن
یکے گفت این ہمہ کفران سگالند
دگر می گفت کاخر اہل دین اند
دگر گفت اے نہک خواران بد عہد
دگر از طغز گفت ایقان چہ کردند

۱۸۹۰

۱۸۹۵

۱۹۰۰

نیاید ز امل دہلی ہیچ گارے
 کسے با آن نکرد است کوشش سخت
 دلاور کے شوق سرد کم آہنگ
 سخن زانسان کہ باشد رسم ہرکس
 سراں در پیش دستی دست بستہ
 بخاصان می سپردے اصل خویش
 زر و سیم و در و اولوے لالا
 قطار اندر قطار از گنجہا پر
 کہ مالا مال شد دشت از خوفہ
 ز ساراں از در ایشان گزیدہ
 صفا و بو قییس و مروۃ و طور
 کہ بکشائی اگر صندوق را سر
 پر زہی دمہ ہر بیضۂ خاک
 ستام و زین زرین و ملمع
 بپوشش صحت دہ ماہہ معلول
 بنور چشم خود پرورد خورشید
 ز بہر تاج و تخت تاجداران
 کہ بود آثارے از فضل الہی
 کہ در خور بہ فزاهش این جزا را
 کت از جامے رسد کال را ندانی
 ز ہر سو صد ہر دیگر کشاند

دگر می گفت گاہ کار زارے
 دگر می گفت ہست آن مذهب بخت
 دگر گفت از نہائند پے بہ پے جنگ
 ہمی گفت این چلہن از پیش و از پس
 ملک بر کرسی دولت نشستہ
 ہمی آورد ہر کس حاصل خویش
 اسیر و اسب و مال و رخت و کالا
 خزاہن می دید اشتر بر اشتر
 گراں گنجے چو دریا بے کراہہ
 صفے پیلان جنگی وا گزیدہ
 گرفت احوام خدمت گوئی از در
 بسے صندوق ہا پر تہک و زر
 دو مہل از عقد آن نقد طرب ناک
 قباء چرخ زر بفت و مرصع
 کلمہ یکتا بسے صدقوت مسلول
 کمر ہامے کہ گو ہر ہاش از اسید
 طرایف کاید از فرماں گزاران
 ہوہ چندین متاع بادشاہی
 خدا داد آن خداوند غذا را
 چندیں باشد فتوح آسمانی
 کسے کش ز آسمان یک در کشاند

۱۹۰۵

۱۹۱۰

۱۹۱۵

۱۹۲۰

شکستہ بستہ حاضر گشت در پیش
 بر آفتون بزرگان کار دانی است
 چو خورشید قیامت قاب شمشیر
 بسان ابر رحمت سایہ گسترد
 ز بہر کشتکال افسوس می خورد
 بغم خوردن نہی کردند تقصیر
 ہمی شد دم بدم مرہم رسالے
 بہ پرسش جان او را شاد می کرد
 بدان پرسیدن از سر زندہ می گشت
 بدان حد کے رسد کسی پرسش آید
 کہ دم می داد و می شد زندہ هر کس
 دواها بر تقی افکار می داشت
 بہ پیش آہنگ لشکر داشت آہنگ
 کہ بے خون یافتندش روز میدان
 کش از ہستی کنند افر زباں فرد
 بزند اسپ و سلاحش را بتاراج
 کشندہ کشتنی گیرند بے فہل
 کہ سن مرد بزرگم نیستم خورد
 شہا را بار خون نمون بگردن
 رواں پیش ملک برونند در حال

سپاہ منہزم چون از کم و ہش
 ملک زان جا کہ رسم سہربانی است
 بر آن قومے کہ بود افتادہ در زیر
 بغرق خاص و عام و مہتر و خرد
 غم ہر خستہ: * نا افسوس می خورد
 کسے کو داشت رسم نیریزہ و تیر
 ہمی ہر خستہ کش بود جانے
 ملک ہر بار از وے یاد می کرد
 اگر چش جان عثمان تا بندہ می گشت
 + بیلے آن کش کرم پرسش نماید
 ملک گوئی کہ روح الہ بد و بس
 سراں را خون بسر تیمار می داشت
 ملک والا تمر کز اول جاگ
 بعملاً، † زخم کاری خورد چنداں
 بدان بودند بدخشان فاروق
 بحجت سرزندش ہم چو حجاج
 تمرشان گفت حاجت نہست تعجیل
 ولے باید مرا پیش ملک ہرد
 گو او خواہد از ان خویش کردن
 بدین گفتش سر اندازان اقبال

۱۹۲۵

۱۹۳۰

۱۹۳۵

۱۹۴۰

* کذا - تالیف درست نہیں - غالباً کتاب کی غلطی ہے - † کذا - ‡ ن : بے جملہ -

<p>دروغش زان جراحت ها شد افتار خریدش باز ازان جاے زبونی بے نزل و نوازش پیشش آورد فرو پوشید دامن بر گناہش دواها بہر راحت هاش می بست* دے از تکیہ گاہ او نشد دور ازین بہ بخششے خود چون تول هاد نوازش کرد بیس از قدر و مقدار دوے جان هر در هم رسانید بہ بخشش واجبی افزون واجب ز واجب بیش بخشه کرد کارش</p>	<p>چو دیدش در چنان حالے سپہدار رھانیدش ز خنجر هائے خوبی درون بارگاہ خوبشش آورد بہزت کرد انسون تکیہ گاہش بدست خود جراحت هاش می بست بعکبہ پیش خوبشش داشت معذور داش داد و بجاں بخششے جان هاد بویسان دیگران را نیز بہار چو هر بجزروح را مرهم رسانید سپہ را داد انعام و مواجب چو بیش از واجب آمد بدل کارش</p>	<p>۱۹۴۵ ۱۹۵۰ ۱۹۵۵</p>
<p>پس از فتح نخستین جنبش غازی ملک از ہا ز بہر قلع گہراں نے بفائے مسند و افسر</p>		
<p>شدش فتح دگر در چارہ سازی سلم ہمراہت اینک ہاں روان شو کہ بستاند ز بدخواہ افسر و تخت سرے فیروز مند و صاحب تخت روان شد ہمچو مہ منزل بہ منزل رقیبان سپہرہش مسند آراے</p>	<p>چو شد یک فتح یار شاہ غازی ظفر گنغس کہ اے شاہنشہ نو ہدیں مزدہ روان شد صاحب تخت سپاہے در مند و چیرہ و سخت میان کو کہہ ہا قوت دل عملد اراں عیشش محترم راے</p>	<p>۱۹۶۰</p>

خضر ہم رہنمائی کام رانی
 خلافت را بغاقتش مژدہ می داد
 سویر ملک را پیرایہ نو
 قباہے چرخ را ز انجم مرصع
 در دولت ز ہر سو باز می شد
 کہ شاگردی کند در پیش آنراے
 مہار کپان تخت باک شاہی
 ثبات دولتتش را مژدہ جویدہ
 نثار تخت سلطانی مہیا
 دم از اقبال لائٹی ہمی زد
 بدانش خطبہ می کردہ تصنیف
 بفتح او حمل را شانہ می دید
 کہ سکہ من شوم بہر خطابش
 ہمی کرد از برہم قول نو ساز
 بدان امید طغرا راحت می کرد
 انحصار یار گشتن می نیار سمع
 کہ افسر من شوم بز فرق این جم
 کہ ظل نور ہونان آرزو داشت
 جمال شاہ نو در خواب امید
 ہمی آمد ز بخت راحت کہ پیر
 زن در مرگ ایمن و مستور . مستور

سپہس در دعای زندگانی
 فروستہ کو خلافت بیمنی آزاد
 قضا می بست بہر مایہ نو
 قدر می کرد در دہر ملہع
 زمانہ زین طوب در ناز می شد
 بہ ہمت عقل کل می خواست آنچاے
 فلک می کردش از ہون الہی
 ثوابت ہم دران کوشش کہ گویند
 ہمی کرد اختر از عقد ثریا
 زحل خود لاف مولائی ہمی زد
 ہماں بو جہس بر امید تشریف
 رہش سرخ نیو از خانہ می دید
 ہمی گفت آسمان را آفتابش
 بشادی زہرہ در ساز خوش آواز
 عطارہ شغل انشا خواست می کرد
 مہرے کنگشتر ینش نیم کاراست
 ہوس می بخت الکلیل فلک ہم
 ظلال چتر ہم در چرخ رو داشت
 ہمی دیدند تاج و تخت جمشید
 بدین آثار اقبال دہان گیر
 بہر سورے دہ و معمورہ معمور

۱۹۶۵

۱۹۷۰

۱۹۷۵

۱۹۸۰

نه بیم اندر دلے ز آسپب خذنجبر
 نه بیکاری کشید از ده سوارے
 خسه را گر دیود از خرمنے مرد
 همه کالا بقهمت می خریدند
 ز پالم تابه هانسی و مدینه
 بصحرا ها ستور و گو سفندان
 ستور یک لک آن فله جویدان
 ملک را کار دارانے که بودند
 ملک گفتا که گردش صدلک است این
 علی حیدر هم از بهر خدا را
 بقامیدن زه عدل و زه دان
 وزان جانب چو مرتک خاں خانان
 جهانے قلب چوں دریا و چوں میغ
 همان صوفی که خود راصف شکن خوانده
 دگر خانان لشکر دار و سرکش
 ملک غازی که زد یک قطره آب
 چنان دربان رفت آن جیش منقوش
 فتاد آوازه کز اندک سپاهی
 بهک جنبش که آن پرخاش گر کرد
 بکیتی گشت بلغا کی پدیدار
 زهر سو رهزن آمد در شر و شور

۱۹۸۵

۱۹۹۰

۱۹۹۵

۲۰۰۰

نه کس را غارتے ز انبوه لشکر
 نه کس کا هے دیود از کشت زارے
 شد از هیبت رخس چوں کهزبا زرد
 بریں سان ده به نهوی می بریدند
 چو آهوه حرم میش و نریزده
 ز فصب آزاد و غاصب بسته دندان
 پر از غله همی رفتند پویان
 بدش لک تنگه حاصل را نمودند
 نکیریم چوں حراب و درشک است این
 بسوه حق نهود این ماجرا را
 که یارب شاه عادل جارداں بان
 همان بر تانت از مطاق عثمانان
 فرو شه درمیان قطره قیغ
 صف غازی ملک را دبه و در ماند
 که بد صف هائے شان چوں کوه آتش
 بمرد آن کوه آتش را نف و تاب
 که از باد قیامت عین منقوش
 بود غازی ملک بو قلب شاهی
 سزان ملک را زیر و زبر کرد
 که مردم در زمین در رفت چوں مار
 بهر راه روزده شد کرو کور

بلا کی روانہ بیم آشتیہ پر خاست
 بماند از راه رفتن کاربان ها
 بہر یک خانہ ہوں دیگر افتاد
 ز ہر خانہ سوارے نام زد ہوں
 چو دریا شہر کی ہلی گشت پر شور
 نہامد بعضے اندر شہر خوف باز
 دل خلقے فکند اندر شکستین
 مسلمان را نہیوں آزار چلداں
 ہوں در خانہ دلہا را کزندے
 بہر کو صد کی افتد در تحیر
 ز دوری کی سبک فریاد سی کرد
 یکے بہر برادر دست مالاں
 دل مادر ز سوہائے پسر چاک
 ز خجالت بازوے پیکار بیکار
 چو آئے نآید و واپس نہ بیاید
 چو تیر تیز رو در تیز خیزی
 بشرم از پھت، پیکان سی کشیدند
 بسوے میز بد کیشان فرض گیر
 کہ باز آمد عرض را کردے بے ہور
 کشید آہ ز دل چوں دور باشے

بہ ہر جا نعلہ ہائے خفتہ برخواست
 و افتادن گرفت از ہر کران ها
 درون شہر ہم ہوں در افتاد
 بدہلی لشکرے کا فزوں ز حد ہوں
 چو بشکست این سہا از ہر پر زور
 چو زان چابک سواران سر انداز
 ہماں آوازے لشکر شکستین
 اگرچہ از تہغ و تیر زور ملداں
 ولے چوں دور ماند ارچہ اندے
 خصوصاً بشکست چوں اشکرے پر
 عزیز خویش ہر کس یاد سی کرد
 یکے در فرقت فرزند فالان
 بدر بہر جبکہ گوشہ بیتا پاک
 بشہر آمد پریشاں خان و سالار
 چو بادے کو وزد وز خس نہ بیاند
 سردان تیز رو بز پشت تیزی
 بہ تیزی ہم چو پیکان سی رسدند
 رسدند الغرض چوں بے عرض * تیر
 حسن † چوں دیکہ چنداں تہرے زور
 ازاں سہم آمدش در دل خراشے

۲۰۰۵

۲۰۱۰

۲۰۱۵

۲۰۲۰

توان در استخوانش نیز بشکست
 ز سوزہ سیلہ دم دم آب می جست
 دہانش خشک لب خشک و زبان خشک
 نہی آمد بہ بادامش ہم آہے
 نبود آب دہانش با زبان یار
 سران مہزم را خواند در پیش
 کہ صورت کرد نتوان در تصور
 کہ شد زہرش زمین چون آسمان خم
 مہان رزم ساز از تیغ و از راے
 کہ چندین میسر میگرد از یکے سیر
 ز یک تیر اوقد اندر دہا دہ
 صف دہلی است آخر خوردہ نیست
 زخود رنجم کہ بختم نیست فیروز
 شدے در جنگہا فیروزیم یا و
 چہ سردست از کرم چون ختم انگشت
 بہ نیرو می ستازد، پے نیازی
 رسم در خنصر آن جم متحل است
 شدے پام ہرہن فیروز گون تخت
 کہودی بالضرورت خہل ماراست
 ز خذگ ہد دلم شد فیلمگون بہر

دش بشکست و جانش نیز بشکست
 قرار اندر دل پے تاب می جست
 چو پستہ در لب خشکش زبان خشک
 از آن حیرت کہ جانش داشت تا پے
 زبان می خواست تو کردن بگفتار
 پس از دیدے کہ خود را یافت باخویش
 بہ حیرت گفت چندین لشکرے پر
 بیبری پر زمین و ز آسمان کم
 ملوک کشور و پهل صف آراے
 کرا در دل فعد زمین سان زنا گیر
 خدنگ انداز چندین بازہا زہ
 چہ شدگاہن تہر مادر خوردہ نیست
 نجم از سیہ، گر هست بد روز
 بدے گر خاتم ملکم سزاوار
 مرا چون نیست این فیروز در مش
 چو خاتم را زمین آن مرد غازی
 من از خاتم شوم زمین سان کہ حالست
 گرم روزی بدے فیروزئی بغت
 چو فیروزی بران سو رایست آراست
 علم ہاے † سہا و لعل این شہر

۲۰۲۵

۲۰۳۰

۲۰۳۵

۲۰۴۰

ر فرعونے چو من زد جامہ نیل
 ز رنگ خود چه رنگ آرد وجودم
 ستند ز نگار چرخ از تیغ من نور
 کہ از تهر سپهر سست کیش است
 سوار لشکرے زن شد یکے مرود
 مگر بهژن ز قعر چه بر آمد
 مگر ضحاک جست از حلقه مار
 مگر زرئیں تن و روئهن دژاست این
 کہ از وے شد وفا را کار زنده
 ملک خاقان ملک زاد از کهن خواست
 هم انصافش دم زان زوروزان بخت
 خودش بد هم هم اورنگ هم تاج
 بکنجه از جهان خرسند کردیم
 ز بهر خلیجش باید سر آراست
 سر ایمن کے بود از سایه تیغ
 سرخود بایدش دریائے دم ساخت *
 ولے شاهان نه خستند ایمن از کس
 بباید کرد کار پادشاهی
 کہ مارا زین بلاها بر کراں کرد
 چو شد غازی ملک را فال فرخ

چنیں مصرے کہ کردن شایدش مهل
 چون این رنگ آمد از چرخ کیوادم
 همه ز نگار تیغ از چرخ شد دور
 ز این خجلیت مرا از تیغ خویش است
 زه خجلیت که در عهدم بمبارد
 مگر رستم ز دل ناگه بر آمد
 مگر کیتخسرو آمد بیرون از غار
 مگر پولاد وند معجز است این
 مگر شه حیدر کور زنده
 مگر بو مسلم سوک از زمهن خاست
 اگرچه او هست مارا دشمنی سخت
 بود گر جان من ایمن ز تاراج
 ز تخت و تاج بے پیوند کردیم
 ولے رسعے است کان کو اندر آراست
 چو سایه کرد بر سر چتر چون میغ
 چو شیر از دم علم بر سو بر افراخت
 ز شاهان خستند ایمن هر کس و بس
 کثوں چون نیست از دشمن رهئی
 هموں را باید این کار گواں کرد
 ازین گذار خسرو خان بپا سخ

۲۰۴۵

۲۰۵۰

۲۰۵۵

۲۰۶۰

۲۰۶۵

فلک گفت از پئے عالم فوازی
ز چرخ انجم سربر آرای او باد

که شد غازی ملک سلطان غازی
سرور چرخ زیر پای او باد

سخن در رای بد رایان و یاران * بد خسرو
که آن گهرا را بردند † سوسه گمراهی رهبر

۲۰۷۰

بجای رای دانا را بود نور
چو رای از تیغ بازوی نهاد
هزیمت گشتگان را رای و تله پیر
گردیده که نمود دل بجایش
بپای لذت مرکب کردن چوب
نیافت هیچ صیاد هذر دلم
فرض القصه خسرو خان بد روز
بسے ناهش ز بخت خورشتمن کرد
پس از گه پیش خواند اهل خرد را
طریق مصلحت را ساز پرسید
سران ملک هبست خورده رزم
یکے گفتا که حد بستن صواب است
همی گفت آن دگر کس فیذ گارے
فرستیم آن طرف داننده چند
که در آرائش هنجار کوشند

۲۰۷۵

۲۰۸۰

که نبود سایه شمشیر از دور
گرانی در ترازوی نهاد
بود بعد از خلل برگردن تهر
چگونه دل بجای آید ز رایش
پس آوردن سوسه زور آوردن کوب
نهنگ پخته را از رشته خام
ز بون شد چون ز کشور گیر فیروز
دسے باهد ماں ترک سخن کرد
ز خاطر ریخت یهرون نیک و بد را
صواب از رای هر یک باز پرسید
شد قدش رهنهون در صلح و در حزم
که دل محکم به از تمیز در آب است
بمایند کرد با اندیشه بارے †
نهونار غرض را نغمه پهنه
دو سوسه اندر صلاح کار کوشند

کہ از راہ رضا با ما شود یار
 ہبہ در عہدۂ گارش سپا رزم
 ہم از شہشیر کافو ہم ز غازی
 از ان کافر کش و زان کافران نہز
 کہ چنک اقرار بر رسوائی خودیش
 سلیم * مردہ را نتوان فسوس کرد
 بسیل تند بار افتادہ کشتیم
 کہ بر ما می زند شمشیر کاری
 جہانے را بوزر یعسر خویش
 بہنجار و فسوس زو چون توان رست
 خیال بادشاہی در ہ سافش
 کجا سر قابد از سرمایہ چتر
 چو سیل تند کوه اندر بیابان
 چلیں تند از دہاے کے رون باز
 ز ہر ک گل نسا زند اسپر تیر
 بہمکش کشت بان را چیسست تاویل
 چراغ از زیر مقلع یک دہک نور
 بدرع گاندہیں چوں رو توان کرد
 ہزر چیرگی با یک سخن گفت
 فوو تو کردد از ترساں شود مرد

گر آن سرکش در آرد سر درین کار
 ز ہانسی ہرچہ زان سو عرصہ داریم
 شویم آسودہ دل زہن کارسازی
 شویم ایمن بدین تدبیر و تمہیز
 دگر گفت از سر رعنائی خویش
 چو سارا عجز حال ما ز ہوں کود
 چو کار افتاد و کار افتادہ کشتیم
 چہ جوئیم از کسے در کار ہادی
 کسے کو زد باندک لشکر خویش
 جہانے لشکرش چون کشف ہمدست
 نشاند اقبال و بغت با فرافش
 نیاید تا سرہی در سایہ چتر
 بتغدی می رسد انکہ شتابان
 بافسوے کہ خواند مرد دم ساز
 بود چہلت ز بوتان را ز ہوں گہر
 بہکشت سوز چوں بد خو شوں پیل
 چو باد تند رو در جنبہ از دور
 چو باران از هوا ناوک روان کرد
 حریفے کو بود با چیرگی جنت
 ہشطنج از یکے بازی فرہ کرد

۲۰۸۵

۲۰۹۰

۲۰۹۵

۲۱۰۰

چو کار افتد که بایدند جان باخت
 همان بر دل که زین سر می رسد تو ز
 نه بر جان لرزه کرد و نه بر اسباب
 نه تلها کرد چون شهران مهان چست
 چو او بوداشت قهغ لا اباله
 کنون سارا هم از دروازه غیب
 پس انهم را صبا کردن بدان سوه
 چو تو بر مسند شاهان نشستی
 علم بهرورن کس و زایوان بیرون آه
 کوزه بکشا کورت در سینه عقدیست
 چنان زن بر سوه موج ز پرتاب
 زره را کافتاب عالم افروز
 شهان را گر چه گلج افروز باشد
 گاه کار چون ناید بکاره
 بده گلجی که به + انفتختت تست
 چو شد بازوه لشکر آهن از زر
 کورت فتح الهی یار باشد
 وگر بر عکس گشت آئینه کار
 نو برده داده باشی هر چه زال کام
 یکے بود این و دیگر آن که باره

۲۱۰۵

۲۱۱۰

۲۱۱۵

۲۱۲۰

مقام و ار با ید خان و ماں باخت
 نخست از هستگی خون شد سبک خیز
 از اندر گل فگند و دیوه * بر آب
 ز تن شهشور و تیرش لا جرم دست
 خدا از غیب فتعش داد حاله
 ببايد خراست نقد فتح در جیب
 شدن صد رویه همچون گل بیک روی
 کمر هم بر مهان شاهانه بستگی
 ز دست خوابگره در دشت خون آه
 فرو ریژ آنچه در گنجینه نقدیست
 که مستغرق شود بل غرق سیراب
 چشم مهر پرورد از سر سوز
 و لیکن از پئے این روز باشد
 چرا سنگی نگه دارند باره
 دگر گان جست و اکنون بختت تست
 برآورد آهن از بازوه لشکر
 فتوحات زین نوط بسهار باشد
 بدیگر آئینه رفت این نمودار
 چو آئینه بماند روشنت نام
 بهاند + خصم را آئینه داره

روڈا چون آئیلمہ بو دست ہرکس
 سوے زر پشت چون آئیلمہ دارد
 بسوے در ازین رو می کلد پشت
 نہ سوے پشت سوے روے بوے
 صفا سوے دگر زر سوے دیگر
 بزودی دست شو تا رکف تست *
 کہ بنماید ولے بو کف نہاید
 شدہی خون در دل افکار در جوش
 ولے چون دید سود خوک فرو خورد
 شدہی در مصلحت یاری رسان دل
 مراتب ز اختر پنجم کشیدن
 نمودار دل از بیرونش پر بود
 برون سخت و درون سولزر ہر لزر
 درون صد سہم و بیرون چرم رنگین
 برون جوشن درون سو خار خارش
 تلخ در شہر و جاں درنہارو ماندو
 کہ صد فرسنگ جاں بگریزک از تن
 کہ او از جاں رسد جان وے از وے
 جہانے پر شد از چابک سواران
 فراوان پیل جنگی پهل تن ہم

کہ ہست آئین زرکار پیش و از پس
 کسے کائونہ در سہنہ دارد
 ہمہ آئیلمہ کش گیرند در مشمت
 زر از آئیلمہ را بہ نمودے
 ہم اندر آئیلمہ ز انصاف بلگر
 ہر آن آجے خواہی دست ازوشمت
 چو آبست آن کہ سہمت بو کف آید
 ح-ن را گاند این گفتار در گوش
 رخ از داروے تلخ ار چہ ترش کرد
 بناموے کہ دانندش کساں دل
 علم فرمود بو انجم کشیدن
 درون سوش ار چہ پالں بر شتر بود
 بساں حقہ سہماب در طرز
 چو گوش تہر بود از بخت سنگین
 چو ماہی بوہ نفس از بہر گارش
 خوے او در کھلی و جاں در دوا در
 گریہی ہوں چہ ساں باشد ز دشمن
 چنوں تر سے کسے را کے ہون کے
 برون آمد ہرسم تا چاداران
 صف آریاں بگردش صف شکن ہم

۲۱۲۵

۲۱۳۰

۲۱۳۵

۲۱۴۰

صد الہرز گراں بل پاتصد الوند
 ہمد چون کوہ لیکن کوہ بے سہگ
 ہوان زانچ چہراں چون یکے ہوم
 چو غریقتان ہائل کوہ الماس
 ہسان سا یہ گشتہ یار ہمد و
 کہ خدیوات مسلمان با گناہاں
 کہ زان شد کبر و مومن در تصدیق
 نہاندہں ہیر چنہبدن مسانت
 سرا پردہ بر آمد ہو طرف تیز
 رسد با سہل و اندک فوج از راہ
 با نیو ہ فرود آمد چنان تلگ
 صبرا را جائے جلسہش بود دشوار
 بلورے مار پیچے ہد خویہدہ
 کہ ہاد از وے سو آید در تگ خویہش
 سپہ را در درونہں دل کشدہ
 ز ہر پادے ہوی پوشد جوشن
 کہ ہمیش از جنگ جوشن داشت از ہم
 ہمد لشکردراں حوض آب و خورداعت
 کہ انکہ می رسد آن مرد کون توز

ز دیلان در خرامش چند در چند
 ہمد چون دیو لہکن دیو با جنگ*
 برادر خانخانان مرتد شوم
 بگردش ہندوان پر ز تلپیس
 مسلمانان کہ خدستگار ہندو
 چنان آمیختہ با آن سیاہاں
 ز ہندو و مسلمان لشکرے پر
 خرامش گر شد از دارالخلافت
 بر آمد پیش حوض خاص دہلہز
 ز تشویش ملک غازی کہ ناگہ
 سپاہی کو نمغجد بست فرسنگ
 کہ اندر خمہاے فلجہ کردار
 صفے + کز از دہاے شد گزیدہ
 لوی † کردند ناہموار در پیش
 پس پشتش الہگ § گل کشیدہ
 درون سوے الہکش حوض روشن
 سپہ کوئے گونت از حوض تعلم
 اگرچہ حوض دورے مختصر داشتہ
 ہگرسی می رسد آوازہ ہر روز

۲۱۴۵

۲۱۵۰

۲۱۵۵

۲۱۶۰

* ک: پاچنگ = کش - † (کذا) ‡ مشکوک - لور = کڑھا یا بل -

§ الہگ (بفتختین) = دیوار مور چال -

از و یک ذات و از دیگر شہاں سی
جہاں بر ہندوان تاریک سی شد
بود بر شب پرک تاریک و دیبجور

گزشت از سرستی و آمد بہانسی
بدہای ہر چہ او نزدیک سی شد
چو خورشیدے کہ بارد بر جہاں نور

خزینہ دانن و تاراج بہت المال از خسرو
ہران گنجے کہ جمع از باختہ کردند و از خارور

۲۱۶۵

کہ نہرود سینہ لرزان در فشاندن
کند نام بزرگی را فرو مال
نہ آن کس کو برد منت پوہرود
چو زر بر بست ہم بر وے بخاندن
ز بن ہر شاخ بیرون افگند یار
کہ ہم بندرہ شون نقصان وہم بدر
چو بیرون شد ز قصر از بخت قاصر
کہ در شہر خدا فوغا بر آمد
بسنگ انداز باد سی خوردن
کہ سنگ انداز در شہر خدا داشت
سر با تاج ہم بے تاج گردن
مراد عالیے را در کشادن
ز زر و نقرہ، گوئی فزوں قر
چو بادے کو برد خاشاک یا خس

بقدرت بہ زر و گوہر فشاندن
ز ہم دشمنان بخشیدن مال
نہ آن کس کو فشاند نام گہرود
چو گل گاز شاخ زر در غناچہ بلدن
چو زانے کو خورد مہرہ ہملقار
چنین نا دادہ بہ گنج گران قدر
غرض اللصہ نا منصور و ناصر
جہاں را بین چہ سودا پر سر آمد
دل افگندہ کہ خونہا کوش سی کرد
دلش بہن کوچہ بے دینی روا داشت
ز بیم آن کہ زر تاراج گردن
اشارات کرد گنجے زر کشادن
برون زد کوہ ہاے نقرہ و زر
ز اندازہ فزوں سی برد ہر کس

۲۱۷۰

۲۱۷۵

* کذا - نامفہوم - دوسرے مہرے میں تیسرا لفظ آ کر گیا ہے مولوی رشید احمد مرحوم
نے "گوئی" تیس کیا ہے -

چراغ کام ہر کس شد فووزان
 چو نونے کو پر آرد سر ز آتش
 چو ماران سہہ غلطودہ بو گنج
 بیک بدوہ ہزاران بدر کامل
 بدوں می ریخت صد گل مہ یک ساح
 بواصل داشت نہ بیوسے شمارے
 بہ بعضے کان زر بے ہہیچ رنچے
 کسے از فقرۂ کان، صحن و خواں بود
 کسے از تزکۂ بد مہ علف کرد
 کسے نو سکہ سہم زرد رو یافت
 ہمی شد مال بہت المال غارت
 ز دریا موج بد بے سہل باران
 کرور تنگۂ زر بود نے لک
 کہ کرتودہ زلفک از بہر محتاج
 نہ بو بالا کند شاہنہش پرواز
 رواں شد چوے زر در پوہش زر چوے
 ہہہ تہال برنجش تہال زر شد
 کہینہ ہندوے دو چند آن برد
 ولہکن بیم آہن ہم گواں بود

ازان زر ہاے چون انگشت سوزان
 ز زر والا شدہ ہندوے ہر کس
 ز مال بے کوان گبران زر سنج
 شدہ از سکۂ زر بدوہ حامل
 ز چرم خام دینار دی و بلع
 بقدر واجب خود ہر سوارے
 بہ بعضے قوم می دانند گنجے
 کسے نہ قرص زر پختہ ناں بود
 کسے * را چند زر کلہا بکف کرد
 کسے از مہر کہیدہ وجہ نو یافت
 ہا تہلے کہ ناید در عبادت
 بخنان و ملوک و کار داران
 متاعے کز خزانہ بود ہر یک
 رسید آن گنج ہاے پر بتا راج
 نہ شاہین ترازو سنجدش باز
 بخواروی روے شد نقرہ بہر روے
 ز بومی + بسکہ ہندو سہر خور شد
 مسلہاں زر اگرچہ بے کوان بود
 اگرچہ برون زر بے کوان بود

۲۱۸۰

۲۱۸۵

۲۱۹۰

۲۱۹۵

* مشرک۔ بد مہ = پیرہ [؟] † ٹرہنگ جہانگیری میں یہ لفظ سیری درج ہے

کہ ایڈک ڈ ہرہ * زن شد صفدر دھر
 فہکن عوزہ دین الہدیہ
 مدیہ جھدر کراز نو ریافت
 ولی عہد نبی شد ڈر ولایت
 بدہلی شد دہویہ نصفہ صورت
 و فرالہرہ من امّہ و اخوان
 بچشم ہلک وان شد قہرہ عالم
 شد آن سنگ از صفارخشنکہ چون طور
 منارہ حلہ بست از ظل ممدون
 سپاہ ہندوان زہر و زہر شد
 ز تیغ آلیش یک رزم زان شہت
 ہمہ صحرائے لہراوت ز لشکر
 کجا بارہ ستان جہش دہلی
 ظفر با خوش دلی می کویت پائے
 چو شہراں برتنش ہو سوے لشکر
 ربودہ خواب بیداران بیک بار
 ہر انگشتے بدستش از دہانے
 کہ گردہ فرقہ در گبر کنشتے
 ہمہ تدبیر کار رزم می کرد
 نہی خفتند بیداران لشکر

ہمیشہ دم بدم آوازہ در شہر
 گزشت از ہانسی آمد در مدینہ
 ازان آہند دین مقدار نویافت
 چو در رھتک سمہ پاید کرد رایت
 چو در مندوتی آمد جہش منصور
 چو زندہ فان فرامش کرد برخوان
 چو گرد آن سپہ پڑ شد پیالم
 چو نور افکنک بر کواہ کسنپور
 علم کر حوض سلطان عکس بقمون
 چو میلے چند ازان نزدیک تر شد
 ازان جا سوے آب حوض رہہ جست
 پڑ از دہلہز و خرگہ شد سراسر
 پس پشت آب جون و پیش دہلی
 ز رود جون ہمی آمد ندائے
 ملک فخرالدول بر روئے لشکر
 جوانے ہم چو بخت خویش بھدار
 بگاہ تیغ ہر زخمش بلاے
 پھوں * ہر پوکھں چون بھل کشتی
 بھر سوئے بتندی عزم می کرد
 ازان سپہے کہ زد در سینہ خنجر

۲۲۰۰

۲۲۰۵

۲۲۱۰

۲۲۱۵

سپاہ و لشکر آنجا کیست بارے
 کڈوں نیدیم ز ایزن بر شہ عصر
 کہ چون از دست در آمد شاہ فازی
 کہ فردا رایت افزاد بہ پیکار
 نہائی رفت مہن الہلک بیرون
 عزیمت شد بشہر خود اُجیلہ
 سوان و سرکشانش نیز بر پای
 زمانہ فتلل خو نیز برداشت
 زحل آبی و مریخ آتشیوں داشت
 ازاں ہر روز تر تہب آہنیوں تر
 بر آمد چوں سمان یک نیرہ ہلا
 بکین سترے ملک فازی کیوں توز
 تو گوئی خواست کردن با فلک حرب
 کہ جز سبح شدادش من نکویم
 در صوفی نوش خون را شستہ سافر
 کہ مصرے گیرم از شمشیر چون نیل
 کھر بستہ بکین چوں میم کوفی *
 کہ ہون از مایستی + ہر افزاز

کسے کلیند بلندش خواست کارے
 بدان سان کایت فیروزی و نصر
 چنان ہون این حدیث تیغ بازی
 شب جمعہ حسن شد ہر پئے کار
 دران غوغا کہ ہر کس ہون مغتوں
 چو بنیادے ندید از ملک عینہ
 ہمہ شب ہون خسرو لشکر آرائے
 چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت
 ہمہ تن سہر کردن تیغ کھن داشت
 بعزم رزم شد ترتیب لشکر
 چو خورشہد درخشان در تالا
 روان شد تند خسرو خان بہ روز
 سپاہ آراستہ از شرق تا غرب
 صفے چوں ہفت جوش آہن نکویم
 ز دست راست گشتہ کینہ گستر
 بکے خاں یوسف صوفی بہ تعجبہل
 دگر ہا او کمال الدین صوفی
 ہما نجا قرتسار اندر تگ و تاز

۲۱۴۰

۲۱۴۵

۲۱۵۰

۲۱۵۵

* کوفی خط کوفی۔ ن : لوفی۔ † ترة قمار نامی ایک امیر کے بیٹے کو "شائستہ خان"
 خطاب دیا گیا تھا۔ یہاں اسی سے مراد ہے اور غالباً مصرعہ یوں ہے :
 "کہ بود از خان شائستہ سرفراز"۔

بہر ف مہر داری گشتہ مشہور
 شہاب آن بار بک را نایب کار
 ہمانجا پہلوے کافور عنبر
 بہاء الدین د پیرش ہم سدک بود
 ہوا د'ران خسرو خان کم بخت
 ز دیگر خوک خواران جسٹ یاری
 دگر کیج بومہ وناک + از تیرہ رایاں
 امیر حاجب سلطانہش خواندندہ
 کہ رفت و باز گشت از بہر خون ریو
 شدہ دیوان عارض ہم بدان ضم
 ہمانجا نیوڑ رضار گشتہ کیج جوے
 کہ این جا یک بہ یک را بہزخواند
 بخون رازی چو خون خویش جو شاں
 سناں سر تہوڑ گشتہ خنجر الماس
 چہ مست معبری چہ پهل پنگی §
 سوارے دہ ہزار از رانہ وراے
 سیاہانے بسان دون سرکش
 شدہ دشت از سیہ روہاں سیہ درے

ہمانجا با وکھل باب کاور
 ہمانجا راست کردہ فوج ہیکار
 ہمانجا خاص حاجب بود قیصر
 ۲۲۶۰ ہاں جانب بکین میو اوہ بود
 بدست چپ ہم انبہد لشکرے سخت
 یکے مرتد * گاہ خوک خواری
 دگر رن دھول یعنی رائے رایاں
 دگر سقبل کہ حاتم خانہش خواندندہ
 ۲۲۶۵ دگر آن مال دیو آفت انکیو
 دگر اصحاب دیواں جملہ باہم
 دگر بد تہلنائے یندہ زان سورے
 اموران دگر را کس چہ داند
 شہہ نو میو گشتہ پارہ گوشاں
 ۲۲۷۰ فلاساں را چون نام خون دران پاس
 خواہاں پدش صف پیلان جنگی
 برو گرد پیلان شد صف آرائے
 سپاہ دروزخی چون کوہ آتش
 ز زنگ روئے شاں ظلمت بہر سورے

* مراد حسن کے بھائی خاننڈاں سے ہے، جسے بونی بھی لکھتا ہے کہ مرتد
 ہو گیا تھا۔ † (کذا) ممکن ہے کہ صحیح لفظ کیج بومہ ناگ ہو۔ ‡ ن: پیو (۹)۔
 § بنگالی۔

نشان کفر شان در چہرہ پیدا
 ابادالہ کلا دیو بر دیو
 ز بر خوردن نشستمہ سیہ بر سیہ
 سخن شان مار مارو سردسور مار
 ز خجالت خشک گشتہ صندل تر
 بد آن جا گرد ماراں صندل قاب
 چو آہوے سیہ بالا زندہ شاخ
 بہ تیغ بہر مانی گشتہ خرسند
 کہ بر سر بہر مانی بندند در جنگ
 ہسان صبح کاذب در شب تار
 طلوع صبح صادق چشم می داشت
 بسے پایک گراں زخم و سبک پایے
 ز رایت بردہ در روئیں نئی نام
 دگر روئیں تن اندر پیش شان نال
 بر پیش گار دم صہ اشتم بست
 کہ از شیراں نہ ایم اندر وفا کم
 ہم از سر خاستہ ہم از ہمہ چیز
 چو افسوں گو بگرد ساہ داراں
 خروشاں چون نمک در آتش نیز

دراں تاریک چہراں عقل شہدا
 اہر دیو و ابر دیو و امر دیو
 دگر * نوسہ سائیں سہہ برسہ
 ہگر ہر مارو بہری مارو دیو مار
 بوئی صندلی کالودہ در بر
 خوردن در گرد صندل ماراں اگر قاب
 رواں باخشت و زویدیں ہندو گستاخ
 ہمہ از بہر مردن بہر مان + بند
 بلے رسے امت ہندو را در آہنگ
 سکے مرتد ہراں گبرال سپہ دار
 فلک کو جز بمومن مہر نگماشت
 بسے رات بگرد رانہ و رائے
 برنج خوردہ در خوردہ در اندام
 یکے روئیں تن اندر پیش شان تہال
 از اں پرچم کہ ہندو گار دم بست
 بسے زندان خوگ آریختہ ہم
 بسا کس بہر برد ہندوئے نھز †
 بہت § پیکار با آن ناپکاراں
 بسے گندہ نمک ہم گشتہ در خیز

۲۲۷۵

۲۲۸۰

۲۲۸۵

۲۲۹۰

* (کذا) - † ایک ریشمی کپڑا - ‡ ک : ہیڑ - بمعنی نصف مرد بود کی رعایت سے - § بہات (جنگی) -

سپہ فیضی مسلماں نہمے گہر
 بعکس کار کیتی دادہ منہور
 بدین ترتیب لشکر دانہ خسرو
 ہماں رو رو کہ آن بد حال می زد
 سپاہی کس چہ دانند وصف آن کرد
 ز آہن آسماں در تاب گشتمہ
 بلرزہ چرخ سپہا بی ہم از تاب
 عنان دادہ بجولان شیر مردان
 زہ پوشان نمودہ زیر پولاد
 نمود اذہر زہ ہندو و لالا
 بجوشن مرد گاہ کینہہ جوئی
 بجوشن گوتی ہر تیوہ چنکے
 بسا پختہ کہ زہر خامش اقدام
 چو در پیش سلک غازی رسیدند
 نمود آن روز پر دل در پئے جنگ
 چو دیدہ آل ہمہش خیل خاص راخواند
 کہ کارے سعادت پیش افتاد مارا
 بہر خریدش چون خوبشان دل سوز
 کفوں ولعیمست کاندہر حق یاری
 ہمہ مردانہ گاہ خفتن و خورد
 بسا مردان کہ جلیبہ از زر و زور

۲۱۹۵

۲۳۰۰

۲۳۰۵

۲۳۱۰

بہم گشتمہ سپہ ابر و سپید ابر
 بیک جا جمع کردہ ظلمت و نور
 کشیدہ ہر فلک با ننگ روا رو
 ز بہر رفتن خون فال می زد
 کہ یادش وہم وا کرد دل گراں کرد
 ز لرزانی زمین سپہاب گشتمہ
 بسا عکس سپہاب از تہ آب
 طلب کار فبرک از ہم فبردان
 چو جوے آب روز جلمیش بان
 چو عکس آب سرتہ پیاے بہلا
 خیالے ہون در آئینہ گوئی
 درون رفتہ است در ماہی نہنگے
 چو پختہ کو کند جا در دل خام
 بغوفا خنجر کین ہر کشیدند
 چہ چارہ چون رسدش گشتمہ و تنگ
 درین کارے کہ پیش آمد سخن دانند
 زمان یاری است از ہمت یارا
 ہما را پروردیم بہر این روز
 کنید آن پرورش را حق گزاری
 و لیک این جا شوہ پیدا حد مرد
 نہک گندہ کنند اندر شر و شوہ

کہ بودند این عمل بسیار دیدہ
 کششہا کردہ کوششہا نمودہ
 بچہد و جان سہاری مہم کردہ
 خیال جان و مال از دل سحر دند
 نہادند از سلامت سر بد تسلیم
 بیاید مرد را شکر کرم کرد
 نہ جان ما بہ است از جان پاکت
 برغبت خون خون ریزیم صد پے
 سر از حکم کلاہت چون توان تانفہ
 ز تو بر گردن ما ماندہ وام است
 بگردن کردہ آن فجاہیش رسانیم
 بافک سی زنیہم آن قلب بسیار
 سپہوش مزیدہ تاج و نگہن داد
 سپاہ کویہ وہ را کرد پے سنگ
 جوادش بہرچہاں بخشش طرب کردہ
 ہمی گفت آسماں الہ بہرک
 بہرچہا لشکر آراے پر آراسف
 بہادالدولہ خواہر زادہ خاص
 ملک بہرام ابہہ رستم رزم
 علی حیدر بہر دور قام کرار

۲۳۱۵ سران زور مند و کار دیدہ
 ملک را جا بجا ہمہ سست بودہ
 بخندست پیش از آن سو گلد خورده
 ہمہ * دل را بجان بازی سپردند
 بہویدند خاک از راہ تعظیم
 ۲۳۲۰ کہ ما را چون کرم ہائے تو پرورد
 چو جانے شد مہم ہولناکت
 در آن جاے کہ از رخشت چکہ خورے
 سر ما چون کلاہ از دولتمت یافت
 سرے کز نیغ ہر روزش سلام است
 تو در ہر جا کہ کوئی تا ترا زیم
 ۲۳۲۵ ہمیں دم ہمیں کہ در یک حملہ کار
 چو لشکر گار راں را پاسخ این داد
 سبک بازی ملک شد در پئے جنگ
 چو او از فتح و فیروزی طلب کرد
 ۲۳۳۰ ہمی جست او مدد ز ایڑن تبارک
 بآئین نخستہن لشکر آراست
 سر صف مہمند حاضر باخلاص
 بفرج درنہیں شیر سبک عزم
 بدیگر فوج از آن پس پهلوانے کار

ملک فخرالدول شایسته فرزندی
 اسه والا برادر زاده خاص
 جوش * فوری شهاب اسفندیار
 به تیر و تیغ هم باران و هم برقی
 ملک غازی سپه دار جهان گیر
 توکل هم عنان خویش کرده
 سلیم از عصمت یزدانش بردوش
 رسیده سر بگردون های برجای
 سماک رامع و اعزل چپ و راست
 گذشته ز آسمانها نیزه بالا
 چو سعد اکبر اندر برج ماهی
 پر طاووس را بسته نشانه
 همایون داشت بر خود پر طاووس
 پزانیدم بسے سر با پر بوم
 بهر بوم مغل رفعت خبرها
 چنان در بوم ها گشته همایون
 کله با پر بوم افکنده سر هم
 ز بال نور کرده آرایش خاک
 به بندد بر علمها پر طاووس
 ز روایات ملک با راهی غیر

بسوی میسرده در کهن کهر بلند
 بدیگر فرج هم چون سعد و قیاص
 بدیگر فوج بود آماج داری
 سر صف میر عالی صندرز شوق
 بقلب انهر کزین خاص تقدیر
 ز عون حق یزک در پیش کرده
 نه هم چو دیگران ز آهن چغل پوش
 دور محض در چپ و در راست در نای
 تو پنداری که خورشید فلک راست
 سنان نیزه هاش انهر تلالا
 علم ماه و او با فر شاهمی
 بهر سو شاه پازان برانده
 که آن غازی ملک هر جا که زند کوس
 که زان یمن از سپاه کافر شوم
 ز طاووس که زین سان دان اثرها
 حدیث آن پر طاووس مهور
 که این آواز زان گهران در هم
 غرض آن روز چون طاووس افلاک
 ملک فرمود تا هر صاحب کوس
 که تا فرقی بدانند خصم بد سیر

۲۳۳۵

۲۳۳۰

۲۳۳۵

۲۳۵۰

چو شهبازے که از قوت نه از کید
 سپاه از هر دو جانب گشته در جوش
 بجهت آن طائر فرخنده رزم
 اجل دندان بظردن نیز کرده
 ز خون خود هر دوان دست شسته
 مبارز چو و چوآن گر بهر سو
 غران را بس آمد از خود بریده
 ز بردها بود ز انسان سرد کشته
 ز جنبش های لشکر غرب تا شرق
 دران جنبش که عالم پر بلا بود
 ز آواز "قلا" هلمکام خونریز
 چنان شد گرد بر خورشید منظور
 ز بهر مومنان کا فتنه در خاک
 ملایک فاتحه آواز کرده
 ستاده حورو غلمان بهر آشام
 ز بهر روح چندال و میوان
 ز ننگ سوزش ایشان بلاموس
 ملک غازی درین دم پر دل و شان
 درون شد بے هر اسی بے تمعجیل
 بمیوانی که باشد صلبران را
 که چون در حمل جنبه هر یک از جا

۲۳۵۵

۲۳۶۰

۲۳۶۵

۲۳۷۰

۲۳۷۵

همه طارِس هندوستان کند صید
 جهان کرده سلامت را فراموش
 به پرواز شکار انگهخته هم
 اماں بهر گریزش خیز کرده
 سندان و تیغ شان ز اندام رسته
 سر بے خون را بالا زده سوس
 ز سهم قییر پیران جان پریده
 که لب شان خشک دروشان زرد گشته
 زهن سی خواست در دریا شون فرق
 نشانیء ملک غازی "قلا" بود
 جهان در چشم خسرو گشته شبیه
 که نورش خاک گشت و خاک شدنور
 رسیده مژده های رحمت پاک
 در فردوس رضوان باز کرده
 رحیق سلسبیل افکنده در جام
 که هم در سوختن گردند دیوان
 سقر بر آتش خود خورده افسوس
 به تنها سوس پیلان رفت چون باد
 کجا هیبت خورن پیل افکن از پیل
 هوی سلجید هر کوه گران را
 چسان بایه فرود افکلدن از پا

کہ تیر از کوہ چون گرده ترازو
بصید پیل نہر و کرد بالش
علان فتح کردہ آسمان گیر

ز دل سہجید نے از زور بازو
چومیزان بست شاہین خیالش
بقلب خویش باز آمد جہاں گیر

مظفر کشتن قازی ملک بر لشکر خسر و
بازدگ فوج و لشکر پیل و صف در ہم زدن لشکر

بعزم دست برون موعے در موعے
بروں زن ہم چو از دریاے پر موج
کہ یک فوج ملک قازی ز جا برد
ز فوجا خلق ہر یک دہگر افتاد
عنان را ہر کسے موعے دگر تافت
کہ گیرن از نہر د خو پشتن ذوق
نہانده دہگر پیش از پیش و از پس
ز خشم آوردگی با حاضران گفت
نخواہم باریء ہارم خداہست
کش از ہر سو در آمد صفہرے چند
کہ از ہر گزری اندازن گرا زے
برادر زانہ در معنی برادر
بہاء الدین دلے پر صدق و اخلاص
بفرزندى است مقدے بستہ محکم
بصیلہ پانصدے شد بلکہ زہن کم

چو آمد ہر در لشکر روعے در روعے
ز سوعے خسرو مدبر یکے فوج
چنان در حملہ با تندی پے افشرد
ز صف بگزشت و در بلکہ در افتاد
بسے فوج گراں ہم روئے بر تافت
نوقت از جا ملک قازی بھک چوق
سوارے سی صدش دنباہ و بس
چو دید این حال با تندی پر آشت
کہ سن تنہا فہ ام تا ہر بجایست
ہموز این را ز ہوش ہا خداوند
یکے بہرام ابہہ رزم سازے
دگر دین را اسد کھن را چو آذر
دگر شایسعہ خواہر زانہ خاص
دگر والا ملک شادی کہ او ہم
چو گشتند این ہمہ یک جا فراہم

۲۳۸۰

۲۳۸۵

۲۳۹۰

ہمیں مقدار فوجے اندک و بس
 کہ گرد چرخش آمد ک، تصور
 بہ تند ی سورے چتر و چارور گرفت
 کہ گشت از حمل آن صحرا خروشان
 پریشانی دران جمع پریشان
 بذات انعمش کردند از ثریا
 نہ دل ہل سنگ خارا شد ترازو
 سواران را بدان دہ ہمت می کشت
 صلا می داد کر کس را کہ پھوش آئے
 ولے زاغ کمان را طعمہ جان بود
 بقفل دل کلیدے تازہ می کود
 کلود نے بقفل آھنیں ہون
 چکر می شد چو سوروی پارہ پارہ
 ز ہر تن لالہ دست و ارفوان ہم
 ہزار انگلہ در ہر بازئی خوبش
 ہم اندر دیدنہں بد خواہ جان داد
 خرید از بیلکش زخمے بجائے
 نگوں گردش ہنرق آن نگوں بخت
 مراتب را ہمد ترتیب بشکست
 دگر سر گم سوانش نہز در دم

ملک فازی چو دید از پھوش و از بس
 نیندیشید ازان ازبھٹنی پر
 سہک تکبیر گفت و تند بر گرفت
 بران سان حمل آورد جوشان
 فغان از حملے آن خوب کوشان
 نجرم فتح کانجا شد سہا
 ز تھران کوان سخت بازو
 کمان یک مشت بود و تھو نہ مشت
 گرفته زاغ پر شاخ کمان جاے
 بہ زاغان طعمہ چرم و استخوان بود
 طعمانہ سینہ را دروازہ می کود
 دران دلہا کہ بادش سخت کھن بود
 ز سورے گل نہ کم بود از کتارہ
 ازان کلمر * کہ دل برد و روان ہم
 یک انداز از ہزار اندازئی خویش
 ملک ہر سو کہ مرکب را عنان داد
 یکے کاغذ پھشش نا گھانے
 ز بس کز پر دانی بر چتر زد سخت
 فغان آن چتر و آن ترکیب بشکست
 حصن سورے گریزان رمت سر گم

۲۳۹۵

۲۳۰۰

۲۳۰۵

۲۳۱۰

۲۴۱۵ گزان سو گشته گم در گم نرفته
 هم آخر دور چرخش اشعلم کرد
 ملوک از بس که خون آلوده رفتند
 حسن بس کان غبار غم فرو خورد
 سرا سیه سپاه پشش فوج
 نه پهله را بجنبش زور پا بود
 ۲۴۲۰ علم از تیر بر باله پهلان
 هزبروان پشت سره تیغ کرده
 گریزان هر یک افتان و خیزان
 اجل با جمله باره کرد زان جنگ
 ۲۴۲۵ یکی را بود زخم نهزه بر پشت
 یکی را جان شیرین گشته ره گهر
 یکی را چاک پهلو خنده در کام
 یکی را هر دهان انگشت زاری
 یکی را تیغ بر زانو رسیده
 ۲۴۳۰ یکی را خون ز شه دگها کشاده
 یکی افتاده بود و زخم خورد
 یکی را آمده شمشیر بر روی
 یکی غلطهده جان می کند در خون
 یکی از تشنگی مرگ بے هوش

سره کم گشته از سر کم نرفته
 چو پاکم کوده بھ سر نهز کم کرد
 ز گرد کم غبار آلوده رفتند
 شدش رخساره چون گل چون گل زرد
 گریزان گشته دریای ز موج
 نه پهل افکن یله را دل بجا بود
 شده پر خار چون شاخ مغولان
 بسوی پشت روی تیغ خورده
 تنه از جان و جان از تن گریزان
 چو دیوانه که بازد شیشه برسنگ
 یکی را حربه در دل رفعه با مشت
 یکی در آلتی جان کندن از تهر
 یکی را زخم خون گریبان در اندام
 یکی انگشتوارش زخم کاری
 یکی را آئینه زانو بریده
 یکی بے خود مهان خون فتاده
 یکی می شد یکی را زخم کرده
 یکی را نهزه در رفته بے پهلو
 یکی را جان ز تن می رفت بیرون
 یکی سهراب خونهای جگر چوش

یکے در لورو لو * در می شک از بهم
 یکے هم در میان خار بن مرد
 دواں بے دست و پا مانند ماراں
 کہ شک هر مرد سے را دست و پاگم
 همه سو پشت گشتن از همه روے
 ز زخم تهر خورد ان گشت جو جو
 همی شد ریگ ریگش سلکدانه
 ز نهر روزی چو بخت خویش خنداں
 دلاور در قغایش کرده آهنگ
 کہ اندر نقره کم می گشت چو لاد
 مدارز در زمین می گشت سرها
 شراب مرگ شان داروے نافع
 تو گوئی عاریت بودست بردوش
 ز دلها خون ز سرها مغز می کاست
 کہ در پشت استخوان هارانه گرد آرد
 خورشها پخته شد بهر دد و دام
 کہ روزی گشت تهاجی ز حد بیعی
 دل و چشم امت خورد کردس از مرد
 چنان بر چشم و پر فل گشت کردس
 نه چشمش رفت سوے دل کشیدن

یکے از عجز تن داد به تسلیم
 یکے در خار پنهان سو درون برد
 نهنک آهنگ از درها سولراں
 چنان در دست و پا افتاد مردم
 اگرچه پشت شان رو بود هر سوے
 بسا پوینده را کاندرا در او
 اگر می جسم مرغی در میانه
 سوار قدر صف فیروز منداں
 گوینده قفا کرده سوے جنگ
 چنان از تهن داد زخم می داد
 پلارک تخم می شد در جگرها
 یلان را زخم خنجر مست مانع
 سو گبران ز شه شیر اغزا کوش
 تراقی کز عهد و ترک می خاست
 ز ننده هیچ سوے گرز نگارند
 ازاں در خون سوخته آرد خام
 شالان سیخ کرده سبلیت خویش
 شنهدستم کہ در مصرعے ناورند
 دران دشت از دل و از چشم هر کس
 کہ نے دل می شدش در چشم دیدنی

۲۳۳۵

۲۳۳۰

۲۳۴۵

۲۳۵۰

به یک جا گبر و موسی در بلا بود
 مگر هندو که کوهکوه کین قدم زن
 بخوردند و مسلمانان شده تیز
 مسلمانی خراب و جنت آباد
 کما من یثا بیع دماء
 سوا سر جو ز هندی کاشت در خاک
 بروی خاک هم چون فال زان
 عجب بهن تیر در روزن نهاده
 چو قد دلبران در دلربائی
 کهان رستم و بداران بهمن
 چه بیژن پر از خون سیاوش
 زبان می داد و دل سی بود ازایشان
 بروی پهل گفتی سرور پائی
 بزاری گذت "ه هه تهر مارا"
 ز دین دیان و دیان دین و دیان
 سواران روے در غارت نهاده
 یکے فوج کسین که کرد بر کوب
 برو سرخی ز خون خویش رو شوی
 ز گبر آواز ناراین هوا گیر
 روان شد خنجر هندی بخون ریز

دوران هنگام کالت را صلا بود
 مسلمان بر مسلمان تیغ کم زد
 معاذ الله که گر شمشیر خون ریز
 شده روشن که چون گشته ز بنهاد
 ولے می شد ز هندی بوار
 از آن سوهائے هندو گوئی افلاک
 فتاده هر سو آن نا خوب فال
 ز هر تن تیر روزن ها کشاده
 خدنگ تری و تهر خطائی
 بهر سو سهل خون رانده ز هر تن
 شده در هکال هر دیو در جوش
 سنان در سینے آن تیر کوشان
 بهن روت که در زور آزمائی
 چو بکشاند تیر بے خطا را
 ز خون گبر و مسلمان هر دو زبان
 ملک فازی درین رزم لهستاده
 که نا گهان ز هندوے پر آشوب
 هزار افزون بواؤ سیه روے
 شد از فازی ملک بر چرخ تکبیر
 در آمد زان سپاه آن حمله تهر

۲۳۵۵

۲۳۶۰

۲۳۶۵

۲۳۷۰

بسے کلک علم ہا شد قلم ہا
 ہمہ ماہ علم شد با زہن چنت
 کہ با آن ہولہ جاے خویش فکراشت
 ازاں دوزخ روزں گمشد آتش انکھو
 چو کنجشک از تنگ زاغ از کورہ *
 سیاہ و لعل رام از کشتگان دشت
 کہ در خارا نشہند لیگ نہست
 ہمی زک تیر و روسی کرہ زویون
 فراواں گھستہ گشت و اذکے رفت
 ملک غازی کرے را پھش خرد خواند
 بر آرد کش ملایک خواند اخلاص
 شد از نصب علم چشم بنداں کور
 ملک غازی ستاد آنجا علم وار
 ہمی داکھن نوید بادشاہی
 بفرمودش کہ شیدک بفرس چست
 دہل پہلوے این یو دل فکھدار
 بدین بانگ دہل بر آسمان کوس
 بریں شب چہرہ گہوان سیہ روز
 دہل پیشم زدی در نوبت جنگ
 دہل پر زرفشانم در کلمات

۲۳۷۵ زہ آن فوج یوارو بر علمہا
 عام ہاے ملک غازی فرود خفت
 تعالے لہمہ ملک غازی چہ دل داشت
 در آمد پھلک پھلک زبان تھو
 ہمی غلطید ہر کورہ ز کورہ
 ۲۳۸۰ ز زخم تھو در یک چشم زک گشت
 ز ہندو تدر زویونے ہمی چست
 بنداں نہرو کہ ہر ترک ہلر بہن
 ازاں ہندو کہ جان ہر بگے رفت
 چو آن فوجے شکستہ پوشتر راند
 ۲۳۸۵ اشارت کورہ با یک ماہی خاص
 کرے چوں کورہ در نصب علم زور
 سہک برداشت ماہی را علم دار
 طلوع آفتاب از بوج ماہی
 دہل زن را ہم آمد در پھش خود چست †
 ۲۳۹۰ بگفتش گاہ تھی سیدہ دہل وار
 نگر چوں می زند فکھم بغاموس
 چوسن قادر شوم از بخت نہروز
 بمزک آنکہ در جاے چلیں تنگ
 ز بہر عہس روز و روزگارہ

که گرد آوی تو ماهی هم برین آب
 موان تکه چون ماهی کدم فرق
 کلم صد صف بپاهم ماهی و خویش
 سوار آب ز برگستان باخه است
 تن تنها علم را داشت بر پای
 علم بر پا زهر سو در رسد ند
 بهاد الدوله خواهر زاده خاص
 ملک بهرام سوارے دیگر آمد
 دگر شیران پیکار از در آسا
 که فتحش زان گره بهرون دهد بخت
 که زان پس بر که باید رخس بر کرد
 به پیشش فیله پیدا نهمه مستور
 مسلمان نهز نازک زن چو بد کیش
 ز کوب حمله به آسپب مانده
 کز آشوب صف ما به زبانند
 که گشتند از پئے مردی سقنقور
 قهام جنگ را چون نیزه بر پای
 چو خاشاکه که باشد هم ره موج
 که چون ماندند گهراں فارغ الپال
 پس اندر حمله شد با چند شه سخت
 چو در روز قیامت کوه بر کوه

بهاهی دار هم گنت اندوان تاب
 ترا زان پس که ساکن گردد این بوق
 سن و این ماهی و باذگ دهل بهش
 صف از پهم چو سیل همت شاخست
 برین سان چون سپهدار صف آراے
 سواران پراگنده که دیدند
 رسید از یک طرف با صدق و اخلاص
 ز دیگر سو ملک فازی بر آمد
 علمی حیدر هم آمد حیدر آسا
 گره بستند شد جده همتی سخت
 بهر جانب ملک فازی نظر کرد
 ز یک سو دید فوجی محکم از دور
 سواره انبوه و پهلے چند در بهش
 بسے بالا بسے در شیب مانده
 ملک پرسود کین لشکر کیا نند
 چو پرسود ند سبلل بون و کلور
 همن جا یوسف صوفی صف آراے
 ز هندو نیز با امشان یکے فوج
 نغور کرد باز آن را دران حال
 ماک با جمله صف خاجر بر آهتص
 بسختی زد بران شوقاے انبوه

۲۳۹۵

۲۵۰۰

۲۵۰۵

۲۵۱۰

۲۵۱۵

ہمہ گھنٹہ ہر سوے عنان تاب
 بہ پہلو جز پُر کرگس نمے دید
 قعدہ گردن بیاں قند ہر خس
 شدہ شانہ شکاف پُرگرافاں
 ساک آورہ سوے آرہ کہ روے
 بجز ہر سمت منزل راہ نسپرد
 مسلمانان ہم افغانان ملکز
 ز سر خود از کمر خلیج کشافند
 بہ بردند آب و آتش بہ زجان ہون
 روانے تیغ راندہں بہر نقدے
 فرس ہون از مسلمانان و ہر چیز
 کہ گُشتمہ، مودہ، زندہ بے اسان ہون
 سنان و ہر چوں بر دھریاں دہر
 زر و اسپ و جواہر سی ربوندند
 دہان زخم شان تلمبول خوردہ
 یکے از گوش گوش آویز زر ہون
 یکے سلکے کہ شہرے را ہون قوت
 یکے انکشتدین نامور ہافت
 کہ عہن الہرہ ہون از موش بازو

نہاررد آن سپہ این جہاد را تاب
 برفتہ ہرچ مردے پس نمی دید
 تہی دل پھش پھش و پردن از پس
 خدنگ موشکاف موشکافاں
 چو بشکست آن سپاہ و رفت ہر سوے
 معارف ہست در تاراج کم ہون
 ولہکن تہی * بے راہ و کہو کر
 بہر سو دست غارت بر کشادند
 مسلمان را بجانے کُر اسان ہون
 ز مومن نیز اگر نس دید عقدے
 فراوان نو مسلمانان مفل نیز
 و ایک آفت ہرے ہندواں ہون
 ہمی راند ند بر ہمدو ہصد تہر
 سون چنتوانان † می در و ند
 قعدہ گہر و مومن غول کردہ
 یکے از را و قان ہار کہہ ہون
 یکے بکشاد بازو بفتد ہاقوت
 یکے عقدے ز مروارہی پر ہافت
 یکے با رائے شد ہم ترازو

۲۵۲*

۲۵۲*

۲۵۳*

* کوم خوردہ - سات نہیں پڑھا گیا - سکن ہے تہری (صحراے تہر بندہ کی قوم) مراد ہو۔
 † کذا - غالباً چٹھ کی جمع بمعنی توبہ۔

ہوس ہر تاج بردن نیست راہے
 ہر روزی ہر شون نے از ہوس جیب
 نہ ہر تن را لقب ظل الہی است
 نہ ہر پیشانی را مہرہ یابند
 نہ ہر سر تاج ملک آراے یابد
 نہ ہر کس در کف پا دارن این خال
 کہ شد خالش سواد چشم ہر کس
 گرفت آن پا نگر بردہا جاے
 بغرق آن چتر شد سایہ فشانش
 چسای ہر فرقش آمد چتر شہگون
 ہماں جا بد بغیروزی ہمہ روز
 شب آمد در مہارک منزل خویش
 مہ نو ہم کلاہ خویش بکشاد
 ملک را بہر ملک آورد پیغام
 کہ ہم تاجت مہارک باد ہم تہمت
 یہ برج باد شاہی شمع نو نہ
 سرو پاے ترا انلیل اوزنگ
 ہنوز این انتظار ہر نو قائے
 بروں کردہ زبان گوہر انداز
 تو بخش از روے خون یورایہ چتر
 وراہند ایستادہ ہر یکے پاے

سرے کو را بود قسمت کلاہے
 آراں نقدے کہ سی سفجند در غیب
 نہ ہر فرقے سزاے چتر شاہی است
 نہ گوہر ز اہن ہر دہرہ یا بند
 نہ ہر درے ہر افسر جاے یابد
 نہ ہر پا چشم شاہاں کرد پاسل
 کف پاے شہ غازی است آن بس
 چو بود آن خال ملکش در کف پاے
 چو از چتر سہہ آن بود نشانش
 کلموں بشنو کہ از نہ چتر کردوں
 ملک غازی چو شد ہر چتر فیروز
 مہارک روز ہفت مقبل خویش
 چو شب چتر سواد خویش بکشاد
 دم باد از ہماے چتر شب وام
 کہ بسم اللہ در آاے صاحب ہفت
 جہاں را ز اختر خون نور فودہ
 فراواں منتظر ہی - وہ در چنگ
 چو ملک دہر بگرفتگی پہاچے
 در نشان دور باہں گوہریں ساز
 ہمی گوید ہم ہم پایہ چتر
 علم ہاے سیاہ و اعل ہر جاے

۲۵۵۵

۲۵۶۰

۲۵۶۵

۲۵۷۰

<p>بہ ترک اوزنگشت * اقبال دم ساز پزیزفت آن عمل ناچار و ناکام ولے نگزارد او را بخت مقبل شدش بہر جہاں گہری عنان گہر کلم روشن کہ چوں بالا بر آمد</p>	<p>جوان چنداں کہ گداز ترک خود راز دہائی چون نبرد از خاصہ و عام گزارد بخت خود را مقبل از دل چنانکہ اقبال و بخت این جہاں گہر چنہن صبحے کہ با جوزا بر آمد</p>	<p>۲۵۹۵</p>
---	--	-------------

دخول موکب غازی ملک در قصر سلطانی
چنانکہ آری بہ برج خرویشتن سہر ضہا گستہر

<p>نمود از تخت گاہ آسہاں رخ چندان کز اوج مسند تاجداران سلیمان وار کردش موکب خویس بدارالہلک شاہی کردہ آہنگ کہ زان ماہ علم جوزا بہر نور بنظارہ ہمہ حوران فردوس مسوح السعد خوانان در دہدن کشودہ صف دلہران صف انداز ز آب تہغ و باد کین بزنجہر ز سر می برد ہوش و باز می داد سہابت را بلند آوازہ می کرد کشادہ چابک را چابک از تن</p>	<p>چو صبح غرہ شعبان فرخ بر آمد شاہ انجم نور باران ملک باک سلیمان جست در پیمہ روان شد نوم نرم آن باک کل رنگ بر اختر سایہ کردہ اعلم منصور بفراک چشم بد را دوختہ قوس خضر تسبیح گویان در دویدن دو سوے مملکت گہر سر افراز دوان در پیش صف دیلان نوگہر غر نیان کوس فتح آواز می داد د امہ نغمہ ہائے تازہ می کرد دوال چارہ شان چابک افکن</p>	<p>۲۶۰۰ ۲۶۰۵ ۲۶۱۰</p>
--	---	-------------------------------

زمندہ مرد ساس چون سایہ از نور
 کماں کش گشته پیش رخس رقص
 ز پیکان شعلہ آتش فرزان
 شدے پر کم ز پیکان سبک خیز
 کہ خورشید از فروغش حربہ می خورد
 درون چرخ بوق افکن برون ہم
 ہمہ تہنغ و سلسل بد باشہ عصر
 درون آمد بقصر بادشاہی
 بجای آورد حق را سجده فتح
 ملوک و میر باقی ماندہ پیش
 دران بخشش زبلی را پھروی کرد
 ہمہ منشور کار خود فرو خواند
 ز سہر و سہ چشودہ گرم و سردے
 مقرب کرد نزدیک خود از دور
 بہ بہداری فراوان داشتہ پاس
 دلہ گشت از درینش در تب و تاب
 کہ کے باشد شب شوح مرا روز
 چہاں را داد فیض روشنائی
 دران پر تو نگددم خویشعن را
 ہمی افزون ہر روزم چہا لے

ز آواز نقیبان کو گزر دور
 کہان گیران پس و پیش عدل خاص
 کہان در مشمت و حاضر دیدہ دروان
 کہ گر پرنده ہالا پر زدے تہز
 سمانہا برہنہ پوشودہ در کرد
 برہنہ تیغ ہاے آبگون ہم
 ز آرک خاص تا دروازہ قصر
 بدین تو تہب در حفظ الہی
 فرود آمد ز رخس و ہم بران سطح
 پس انگہ خواند با لطفے ز حد بہش
 دل ہر یک بجان بخششی قوی کرد
 برابر جملہ را با خویش بنہاند
 کہ من بودم یکے آوارہ * مردے
 بلطفم شہ جلال الدین مغفور
 گرفتہ بر سرش تہنہ چو الہاس
 چو آن سلطان گیتی رفت در خواب
 بسان شمع می بودم درین سوز
 کہ ناگہ صبح اقبال علانی
 ز بہر نور کار جان و تن را
 چو پیش ہر او گشتم ہلالے

۲۶۱۵

۲۶۲۰

۲۶۲۵

۲۶۳۰

کفون کهن بدر من لامل جمال است
 الفخ خاں کو برادر بود شه را
 چو پاینده برحمت بود گاری
 چو او بگزشت گهتم باز یک چند
 از آنکه تا کفون کلنجار رسدم
 چو بشنیدند گفتش نیک رایان
 که چون مرزشته خود بیرون فکندی
 چو سی دانیم کز تیغ تو آن خاصیت
 چو خاں بر حصن رفته بود پرتاخت
 بران شد رای کاره حملاه چون باد
 فرستاد از درون سو لشکرے سخت
 به لشکر گاه خاں شورے در افتاد
 تو فرمود خاں تا پیش رفتی
 نمودی زان نهط جهد اندواں جنگ
 بهنجارے سران را ره نمودی
 هم از شهسور موسن پاک شد زنگ
 سو حصه کشته شد از لشکر رای
 ازان جا چون مظفر باز گشتی
 نخست آن کلر زان گو نه بیادش
 گشاد کار اقبالست همان بود
 چو او در عالم دیگر سفر کرد

۲۱۳۵

۲۱۳۰

۲۱۳۵

۲۱۵۰

ازان آثار مهردم این کمال است
 ازو افزوختم چندے کله را
 چه خد ممع ها که کورم بلندوارش
 به پیش شه علامه الدین کور بند
 ازان شاهنشہ والا رسیدم
 بگفتند آنچه گفتن راست شایان
 کور از خویش بر فورے چه بلدی
 که ناید و صفش از نوک قلم راست
 ز اشکو گرد کردش دلمقه ساخت
 برد آن حلقه آهن به پولاد
 چو سهل کوه کو غارت کند رخت
 چنان کاین خاکی دریک دیگر افتاد
 فزون از هم سران خویش رفتی
 که در آید گل کردی جهان تنگ
 که زان گردن کشان سرها ربودی
 هم از خورن های کافر اعل شد سنگ
 بصد حیاء یکے شد باز بر جاے
 بدست خاں یکے شهناز کشتی
 که زان پرتو قوی گشما اعتقادش
 هالوع صبح بختت زان زسان بود
 اسیدت سوے دیگر رخس پر کرد

یسان * تغلق خانی بججا ہوں
 ہوی ہوں ہی برسہ بندگی پیش
 رسیدی ہو غرض باز آمدی عباد
 مسلمان را چو ہندو بردہ می ساخت
 نہ ماندم داندی از خون ہائے شاں جوے
 ہمہ شہزادگان ملک قاتار
 باندک مزد کردی آنچه کردی
 ہواں ہم قدرتت ہوں از مقدر
 ہم افکندی بسے سرہائے چون دیگ
 ہم از تو قتل گہراں یک پہ یک ہوں
 صف کافر چو دریا شد مہیا
 زمین دریا صفت زایشان بوزال
 ز بار ہندوان کردہ زمین خم
 مغل ہم نام تغلق داشمہ ز ایام
 چو او تغلق بگبری † تیر درشتت
 لکد بر فرق ایشان کولت ہورت
 اسہر و بندہ کردی ہم گفان را
 ز دریا ہر چہ باشد عبرۃ * سال
 صف آن صغدران ہم تو دریکی
 کہ در ہر ہژدہ فیروزوی ترا ہوں

شدے ساطانے اما چون وفا ہوں
 میان بندگی دولت اندیش
 شہ آن سوے کہ چون تہوت فرستاد
 دگر کافر چو سوے ہرن ہوتاخت
 ترا چون شہ فرستاد اندران سوے
 تمن ہا چار ہوں و مہر ہم چار
 چو با آن لشکر پر باز خوردی
 ورت شد عزم بر اقبال مدبر
 دگر در رزم ترماتی و علی بیگ
 وگر بر جاش تہو و کہک ہوں
 دگر در بونہیل † نزدیک دریا
 سپاہش یک تمن گہراں قعال
 ہوں مقدار رائے بونہیل ہم
 معظم تغلق غازی ترا نام
 چو تو تغلق غزا را تہغ در دست
 چو بہر نصرت ہین است زورت
 نشاندی در دل گہراں سلاں را
 ز رائے بونہیل ہم بستندی مال
 دگر بر جہدر و زہرک رسودی
 ہوں ساں ہژدہ رزمست جا بججا ہوں

۲۹۵۵

۲۹۶۰

۲۹۶۵

۲۹۷۰

* ک: بشان - † بونہیل؟ - ‡ ن: مگیرے - § عبرۃ = محصول راہ داری -

بد فترها سخن را ساز جویند
 که تا دیگر چه بخشد بخت مقبل
 بچنگ اول دهلی شدی چیر
 ز ملکی بستدی انلیل و اورنگ
 جز از بو مسلم آمد این قدر بس
 برین دیبا چه نامه کرد تعیر یو
 تو از بهر چندین کارمی داشت
 چه سان یابد خلاص از خنجر تو
 بفرما خوان شاهی را صلاها
 به برج مهلکت نو ساز خورشید
 که قاج و تخت من تیر و کهان است
 نه دل بے جمله مانند صندران را
 فروغ کار من شد گیتی افزو
 ادای حق انعام و مواجب
 بکنوان نسل او را کرد معدوم
 که چون چشم خردش میداشت بر چه
 ستایش گبزو موسی را علف کرد
 حرسها کشت و بعضی را برون داند
 کله گل مرغ بود و حله دراج
 بکون خواند آشکارا و نهانها
 ز حل راه تمه ران سیه داد

گر این هر یک شرح باز گویند
 هلموزت انتظارے بود هر دل
 که فتح نوزده زاد از پس دیر
 مضاف بهستم بود این که در جنگ
 چو حیدر شهر یونان رفت از آن پس
 از آن پس شکر یونان را که تقدیر
 خداوندت که بے آزار می داشت
 وگر نه کس بچندیین قتل و خونریز
 کلبی گزاد ماندی ران بلاها
 برابر تخت چون هوشنگ و چه شهید
 ملک گفتا که گفت من همان است
 نه کار رزم باید سروران را
 چو از لطف علانی روز تا روز
 مرا پاداش لطفتش بود واجب
 چو بشنیدم که کافر نعمتی شوم
 خلیفه قطب دین را با چنان بهر
 بوخم د شامه گبیر آن را تلف کرد
 بر اخلاف دگر هم تیغ خون راند
 چنان باغی ز گبران شد بتراج
 حرم بشکست و حورے چند از آنها
 دگر بعضی بگبران تبه دان

۲۶۷۵

۲۶۸۰

۲۶۸۵

۲۶۹۰

ہاں مرتد برادر خانگاہان
 پچشم زین غضب تاریک شد دھر
 نشستم تفکدل چون درد مندان
 ز دم از سوز چون آتش فغانے
 بران دلہائے فوخیز دل افروز
 پس این غم با دل خود کردم آغاز
 کہ این قصہ کہ رنج تازہ ماست
 بزور گانے کہ پروردند مارا
 سپہ دادند و مہری و ولایت
 پس اندر مہد ما جمعی پدیشان
 روا باشد کہ مارا خون در اندام
 زہہ سستی کہ مارا جان بسینہ
 چرا بازوے مارا زور کم گشت
 چہ شد مارا کہ چون مردان نکوشم
 شد این افدیشہ ناچارم عدان گہر
 وگو پرسنی نہ تلہا این نیت ہوں
 عقالہہ بلکہ گاہ تیغ و تیورم
 نفسست آن کہ اندرہیں خاک خطرناک
 بگوشم بہر دین مصطفیٰ را
 دوم آنکہ این ہمایوں عرصہ و ہوم
 کسے گر ماندہ باشد زارچسندان

۲۶۹۵

۲۷۰۰

۲۷۰۵

۲۷۱۰

ملوث کرد چندین پاک جانان
 ز دود قصہ من تہرہ شک شہر
 گزیدم پشت کسست خود بدندان
 کہ شد بے شمع زان ساں دود مانے
 بسے بگریستم چون ابو نرور
 کہ اے دل خانہ از شادی بہر دہا
 فرو خوردن نہ در اندازہ ماست
 بصد تیمہار غم خوردند مارا
 بہیروی ہانگ کوسی و نصب رایت
 خلاف آرند ہر اخلاف ایشان
 بہانہ خون شان فاکردہ آشام
 پس از ما سپرد این آزار و کینہ
 چرا پیکار مارا نیوہ ہم گشت
 بہردی خون شان چون مے نفویشم
 کہ گشتم در عدو دوزی سلان کیر
 کہ خون بے گناہان را دہیت ہوں
 سہ نیت گشت مستحکم در ضمیرم
 ز گرد کفر نور ہیں شون پاک
 کہ از سر گردن اسلام آشکارا
 کسم از دست ہند و زائدہ شوم
 بلندان را دہم جاے بلندان

چو نسل شاہ را بدیدہا ہر گندی
 کہ خوں گریہد بر ایشان تیغ شاہی
 کہ خاکش لعل گردد سنگ، یا قوت
 بہ پاداش نیست کارم ہو آمد
 کلمیدے گشت و باب فتح بکشاد
 من و تو ہر باقی، شکر این روز
 جز از بہر فزا خلیجہ گزاری
 بنامہں بہید این منصور نو خواندہ
 بسے ہستند امہوان خطر ناک
 سریو شاہی انگہ ہر کہ جوید
 دران بیوانہ نور من پسند است
 بہوسیدند پایش را از مہن وار
 کہ اے ہو ملک دیوار تو فرخ
 کہ مخصوصی بتائید الہی
 بدو دادے قضا زہن گو نہ معراج
 بہبالے دگر کس کے شود راست
 ہوں زو لود خواران را طمع خام
 شکالان ہم خورد اما چو شد سیر
 کہ از قرا نیاید افعابی
 نگوں سر کے سزا باشد ہر افسو
 سزای تاج، طاؤس سو افواز

سے لہکر آن کہ بکتر نعرے چند
 چنان شان سر ز نم لہر کہ بہ خواہی
 چنان را دہم از خون شان توست
 نہمت چون بہر یزداں در سر آمد
 چو ہمت ہوں مستکم ہمچو پولاد
 چو گھتم بر مراد خویش نہروز
 نسوی جویم سریر کامگاری
 ز نسل شاہ سرخروم ار کسے ماند
 و در از لوح چہاں شد نام شان چاک
 من و رخشکے ہر بہرانہ پوید
 مرا لہو پال پور من پسندہ است
 بزرگان بر زمہن سودند رخسار
 بعدر بدگی دادند پاسح
 ترا زیبک کلاہ بادشاہی
 سزائے دایگرے ہونے گر این تاج
 قبائے را کہ دوران بہرت آراست
 بطے کو طعمے یارست در کام
 گوزنے را کہ شیر آورد در زہر
 فروغ تست این آزمائہابی
 چو ما ہستہم دو خدمت نگوں سر
 نگوں سر شب پرک لب ہا بہ پرواز

۲۷۱۵

۲۷۲۰

۲۷۲۵

۲۷۳۰

کہ بستے پرہلم پرہائے طوس
 بانسہ سر فرازی ہم ترا داہ
 کہ من ہستم کہیں ساز و گہاں گیر
 چگونہ جایکہ دارم پر اورنگ
 شہا دانید تاج و تاجداری
 بسے کوشش بخواہش در فرزند
 عدو را مرگ و مارا زند گانی
 عہارت یافت عیش دین بدیدان
 کہ ہستی بعد جان دہ جان دہ ما
 نہ بخشہ گو نہ گویاں بخشہ - و دیم
 مکن این زندگان را باز خاکین
 کہ جان بخشہ خداوند جہاں بخش
 کفم بے صبر و سلگ این گار سنگین
 کمان - مردمان خواہد شدن راست
 یکار خود پر آمد برقم از میغ
 ہمہ فا کردہ گردن کردہ من
 بسوے چارہ دیگر شتابم
 بگرد کار دلہا کے پر آہم
 دیدہ از دہ رسمہ یک بز نیارند
 ہروں داہ ند گوہر ہا - چو قواص

ہماں روزت رسوہ این نام و ناموس
 چو یزدان این سرافرازی ترا داد
 دگر رہ گفتہ دارائے جہاں گیر
 کہ چون من صلدری جوہم کہ جنگ
 من و فرق مغل و این توغ کاری
 دگر رہ مہتران خواہش نمودند
 ہمی گفتند گاہ از لطف جانی
 شد از تیزاب قہمت کفر بہراں
 مہدا جز تو کس فرماں دہ ما
 چو یکبار از تو جان بخشہ دہ بردیم
 دروں صورت تو مارا جان پاکی
 دگر رہ گفتہ ملک آرائے جان بخش
 نہ من طغلم کہ زین گمتار رنگین
 اگر من خواہم این مالک از خود آراست
 کہ نے من بہر دین و کھن زدم تیغ
 دریں نقش فرض پروردہ من
 پس آن بہتر کہ من زین سر بتابم
 چو من بہ دل دریں کار اندر آیم
 شبانے کشی ستم ہو بز گمارند
 دگر بارہ خرد منہاں باخلص

۲۷۲۵

۲۷۳۰

۲۷۳۵

۲۷۴۰

۲۷۵۵

کہ این کارے کہ از دستہ بر آمد
کسے کو جز تو خواہد رفتی بر تخت
چو بوند این دلیری ہم و نمانت
در آن کوشی نماید چاز و ناچار
حدیث رزم بو مسلم نہان نیست

۲۷۶۰

خلافت را سزا بود ارچہ در زور
بجعدہ داد تدبیر خلافت
دل جعفر رواں در خونش آویختی
ملک را گرچہ خامی بود از آن جوش
درین اندیشہ با خود کار می پختی

۲۷۶۵

کہ ناگہ گشت پودا پیشش از دور
چو آمد بر سوزن سہ ابر در بار
بسے بگر یست بر شاہان بصد مہر
پس از سہ ماہ پد آورد و دریافت
بدل دانست کاکلن جاے رف نیست

۲۷۷۰

عنان کار در دست قضا داد
ہمان روزے کہ چندین ماجرا بود

نہ مردم کاسمان را ہم سر آمد
گرفتیم حالہوت پوزش کند سخت
چگونہ خستہ ایمن از ستانت
کہ از ہاون خود برچہند این خار
کہ تا اگلن چلونے درجاہن نیست
ہزور انگند حرد را دور ازین شور
ہمان تدبیر او شہ بروے آفت
چو آب جعفر ازوے خون برور ریخت
نروہشت اندرین پختہ سخن گوش
حہیت پختہ دیگر بار می پختی
سہ چتر ملک چون سہ پارۂ نور
ملک سرگرد خم چون شاخ پر بار
کہ بود نہ این فلک ہا را مے و مہر
از آن خوابے کہ سہ ماہش بسر یافت
حفر از بخشش ہزدان خود نیست
ضرورت در چنہن کارے رضا داد
ز چرخش بانگ بر بستہ بر آبد

جلوس شہ فہات الدین و دنیا تغلق غازی

فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

* مردم کاسمان یعنی آسمان جیسے افراد -

کہ ہنگامے است ہا انوار بپوش این
 کہ و مہ سببہ و سببہ جسدہ
 جماعت صف بمسجد پرکشیدہ
 ہراں ماعت پرآمد ہر سر تخت
 فہات دین و دنیا شد خطابش
 دعاء خدادار حسن ملکہ
 دل بد خواہ را زہر و زہر کرد
 مخالف ہم ولہک از دایدۃ خورش
 جہاں را مژدۃ اسن و اسن داد
 کہ زان طالع جہانے گشت فردوس
 کہ ہر جان بد اندیشاں زند قہر
 بہازرے شہ آرد زور مندی
 بہ بہت الہال مال اجزائے گشتہ
 رساند کو خزینہ گنج در کنج
 شدہ دلو لہا لب را رسن کس
 ہلز دیکل و خورشانش دہد آب
 ز مہر و دوستی چون نوح ہا شہت
 بلندی خورے شاہ ارجمند اسم
 نہادہ شہر را زنجہرے از جہد
 بشر صہت و از ہر سو خبر دار

سبارک روز شہہ گاہ پھوش
 جہاں از چشمۃ خود روز شستہ
 مودن قامت خود برکشیدہ
 ممالک گہر سلطان جہاں بخت
 سریر آراسم ماہ و آفتابش
 ملایک جملہ گنجاہ ہمانکہ
 خروش کوس گھتی را خبر کرد
 موافق رخت گوہر ہا ز حد بوش
 فلک شادی بدوران و زان داد
 دگر پرسی ز طالع طالع قوس
 شدہ مریخ نازک زن کمان گہر
 کمان ملک را بخشد بلندی
 ہر ہر چوس ہرج آرائے گشتہ
 کہ مال ہنت کشور سلج برسلیج
 پیسوم خافہ زاہر مشتری وش
 دلہاں آن بود کو چوخ دلو لب
 ز ہل کو پردہ و ناظر بہ تعلیمت
 چو آن سہارہ ہلا و ہلاہ است
 ز مستی شہر گہرے زہرۃ سعد
 بتثلیت از نہم * او ہم نظر دار

۲۷۷۵

۲۷۸۰

۲۷۸۵

۲۷۹۰

<p>کہ داکھ خوشہ گدھم ن قہقہ شود پختہ باتشہای خورشید بفرمان ہم زیدک وہم بہرند بخوشہ کردہ در ہوت الشرف خواب ز بہر بخت شاہی راست چون تہر عدو را نہیں عقرب زد بہ پہلو زند در چہم ہد خواہ آن سلمان را کہ دایم ماند این تابندہ خورشید</p>	<p>بہاشر قرصہ خور بالحققہ دلہاش این کہ کار ملک جمشید سران مملکت فرمان پورند عطارک نیز در عاشر طرب باب شود زان تیر و کار رائے و تدبیر تیر ہر عقرب و خانہ دہ و دو سنان سازک تیر نہیں چلمان را ازین طلع زمانہ دارک اسعد</p>	<p>۲۷۹۵ ۲۸۰۰</p>
---	--	---

حدیث مرتد مدبہ کہ چون ہوش گرفتاری
وزان پس کشتہ کشتن بعد رسوائی بہر اندر

<p>خندہ کرد از سنان و تیر چون تیر بہر گوشہ خزان مس گشت چون ہوم وزو زدی بہر دیوار اثر کرد در و دیوار می زد خندہ ہر وہ چو جان مس گشت و چون اندیشہ پنہاں نہانے یافت جاے کاہج زالے برخندہ ہم چو ماراں سرنگوں رفت سوارے چند ناکہ آن طرف تاخت کہ نتوان خانہ حر را گرچہ درداد</p>	<p>چو ناصر گشت بے نصرت ز تقدیر پراہر شد جدا زو مرتد شوم در آمد در سرائے با رخ زرد ز رنگ زعفران گونش پیماپے ہراں گونہ وہ از اندیشہ جان درین حال انجھل ہر کشتہ حالے دراں بیرانہ آن بہراں دروں رفت چو لہکر ہا ز کشتن باز پرداخت نہانے † ہر کسے شان را سپر داد</p>	<p>۲۸۰۵ ۲۸۱۰</p>
--	--	---

و لہک این جا است زالے پوز دستان
 و گو مرفہش در دام او فتاح است
 رود گز رستمہ در کنج آن زال
 اہشان رستمہ بر زال بہتافت
 چو نہکوی از شامائی نظر کرد
 کہ جائے ہست مرتد خانخانان
 شب این روشن شد و خان رفت کہ را
 سوارے چلک رفت از پہش در حال
 رسانوندند در دم پیہی خانش
 کہ شاہنشاہ ماچوں ہست جان بخش
 بچاں بخشوی چو دل داہی زمالے
 چلای فرمای شد از فرمان دہ دہر
 بگردانند در شہرش بخواری
 بدرمان خان اعظم عزم آن کرد
 چو او آلودہ داسن ہائے مستور
 سبک پردہ ز کارش بر فکندند
 خود این شہ را حق آن شاہ انکلی داد
 پس انکہ خان اعظم سرور دہر
 بگردانہدش از ہر شاہ راہ
 بشوریدہ ہمہ دہلی زن و مرد

۲۸۱۵

۲۸۲۰

۲۸۲۵

۲۸۳۰

کہ گرسی مرغ می جوئیش ہست آن
 چوسی مرفش بکنجے جائے داد اسمع
 شود صید وے آن سوی مرغ بے بال
 چو سوی مرفے بکنج آن مرغ را بہتافت
 شہابان رفت الغ خان را خبر کرد
 سر اندر کس ز بیم قیغ دانان
 وزان تارہک روشن کرد شہ را
 کشکوندش ز محبت خانہ زال
 برہمت داد خان اول زبانش
 بہ بہتشد جان و مالے از جہاں بخش
 روان کردش بسوے شیو والے
 کہ باخویشش بود خان * جانب شہر
 کہ این باشد حق ناحق گزارے
 کہ راندہ پروے آنچه او باکسان کرد
 ز ستر پاک دامانان دین دور
 بمعجزش دامنے بر سر فکندند
 کہ بر سر ہائے شاہان دامنے داد
 ز دہر گشت شہرش برود در شہر
 پر از نظارگی ہر راہ شاہ
 بھیرانی دور نظارے می کرد

<p>ازان فتمح و ازان نصر و ازان زور زمین را سایه او به کراں گشت ر گشت آن جهان گدتمک رازش چو در بوش خیالش سر فگندند که شویید کرد رسوائی ز رویش که مرتد را چنین به سرخروئی فکونسارش بکنگر بر کشیدند بلند پیش این چنین باشد بفر جام که در خورشید بلند می را چو خورشید</p>	<p>گزان دست تعصب را دران شور نکون هر مرتد رسوا دران کشت ز گشت شهر چون بر دند بازش بفای کفر کدران بر فگندند روان شد خون که کشتن چو جویش بهاں می کرد خونش از چهره شوئی پس از خاکش بخواری در کشیدند بلندی چون بجهنم کس به هنگام شه مارا بلندی بان جاوید</p>
---	--

۲۸۳۵

گرفتاری و خسرو از الفخ خان مخالف کش

۲۸۳۰

چو مرتد شوم کش بازی کند صید از برای خور

<p>که نبود پرتو اقبال ازو دور همه بر عکس کردن صورت کار دگر آئینه بیلد گیردش رنگ حریرش ز پر پا خاشاک کردن و کر بر دست گیرد گل شود خس سر خود را بود زان خلیج تیز پرد مرغابیه بوهاں ز خوانش ز پهلویش گر بزند آشنایان فرص دزدان بزند از پایگاهش</p>	<p>بکار مرگ چندانے بون نور چو رفت آئینه بکشت از نمونار اگر گوهر بدست آرد شود سنگ ز نقدش بهاسن خاک گون فرس گر پیشتر راند نقد بس اگر خنجر کشد بر خصم خونریز گر بزد مرغ جوشیده ز نانش بد آموزی کلدهش نهک دایان دمه گر گان رهاوند از سپاهش</p>
---	--

۲۸۳۵

کنگدش باز کم کم ہم بر آنسان
 کہ آرد ہردم آئیے دگر پیش
 مگر آنکہ کہ خواتم بر تو این حال
 چو از فازی ملک بگریخت واپس
 چکونہ کرد گہتی پامے مالش
 شکست و کرد راه چارہ سازی
 براؤ نیز چندے سخت پیوند
 خیالش مزدہ تیر و سماں گہر
 اجل می داد پیچش در مہانش
 کہ زن پیچ با کردد مہاں ہیچ
 سوار گمہش نیز اشتم کرد
 خس گہرہ چہ گویم ناگسے چند
 برہ جوے کشاں از چشم بے نور
 نہاد از سوز در ہر لالہ دافے
 چو برگے در خزان از چنہش باد
 کہ در باغے است باقی ماندہ مقہور
 کہ کردد باد سوے آن چمن گاہ
 بسوے آن چمن چوں باد نو روز
 سپہر از برگ و بارش بر فکندہ
 دسیدہ نو بہار گلخن از دے

چنان کش ہوش بر ہوش آید آسان
 ز دور روزگار است این کم و ہوش
 تو نہداسی طریق دہر قتال
 کہ خسرو خان کلر نعمت خس
 چہ سان شد ز اختر گردندہ حالش
 چو او از پیش شاہشاہ فازی
 برابر بود کافر نعمتے چلد
 فوض را ہر طرف لختے مہاں گہر
 مہاں ہر سو کہ می پیچیدہ جانش
 دران پیچاک جانش امکان نہد ہیچ
 چو کم رہ ہوے رہ را نہز کم کرد
 جدا گشتد ازان گمراہ خسے چلد
 چو آن گہرہا نماند از ہم رہاں دور
 خزان در رفت در بہرانہ باغے
 گہے مانک و گہے رفت و گہ امتداد
 خہر ہرند پیش شاہ ماصور
 اشارت کرد الفخ خان را شہشاہ
 شتابان گشت الفخ خان عد و سوز
 خزان دیدہ درختے دیدہ کندہ
 رسدہ بلبلان گلشن از دے

۲۸۵

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۶

* یعنی ایک خزان دیدہ درخت کو اُس نے اکھڑا ہوا دیکھا۔

بہ نسبتیںش نہسہہ گرد نفرین
 کلاغان فوکہا را تہو کردہ
 وزاں سو ہزار ہرورے راند تو سن
 بہ ہسہہ چشم ہاے خویش را آب
 نوازش کرد چون دل پارہ دیدہ ہی
 کہ از تہمت رسد اطف زبانی
 بتخواہد جانت بخشود و جہاں ہم
 رواں کردش سوے شاہ عدو مال
 ز سین ہو سیک پوہش مسند شاہ
 چرا کردی جفا پر منعم خوہش
 تو بفشردی رواں در خون او پایے
 کہ عالم ہمکنان راہست معلوم
 ز من نا آمدے و اہی فن نرفتے
 و زو آن آہد و این آہد از من
 نہ اہی تہمت ز من ہلک از قلم زاہ
 مرا ہم حرف او خواہد قلم کرد
 کہ حرف از خط نخوہد چون قلم خفت
 کہ اے با فتنہ جنت و با بلا طاق
 تو بندہ سرزدی آزادگان را
 کہ آنجا من نرفدم * خلعجو تیز

۲۸۷۰ شدہ زو پر منہاں باغ نہروں
 ز بہر خونش زغان خہز کردہ
 ازیں سو تیغ بیروں کردہ سوسن
 ز بیم دیدن روہی دراں باب
 الف خان چون چناں بہ چارہ دیدہی
 کہ ملدیش ارچہ تو در خوردہ آئی
 دلے شہ مگرم امت و سہربان ہم
 بکفت این و نوازیں کرد در حال
 چو آن برگشتہ روز آمدہ بدو گاہ
 شہش گفت اے ستم گار جفا کیش
 رعیت کرد از عزیزوی دو چکر جائے
 جواب اہی داد کافر نعمت شوم
 اگر نا رفتنی ہر من نرفتے
 قلم چون رفتہ بد کاہی ز آہد از من
 قلم نا چار حرف خود بروں داد
 چناں کہ حرف شمشیر از قلم خورد
 قلم آسود نتوان پیش ازہی گفت
 دگر رہ گفت شاہشاہ آفاق
 چرا گشتی دگر شہزادگان را
 ہزاری باز پاسخ داد خون ریو

۲۸۷۰

۲۸۷۵

۲۸۸۰

۲۸۸۵

زبان بدسکالان تهغ خونی
 بهاید خار کندن تا شود پاک
 چرا خود بو سر مسند نشستی
 که یک شهزاده را شانم پُر آرونک
 شدند اذخاص بد را کار فرمای
 بود سلطان نشان را خطره * پیش
 که دیگر هر که شینک دشمن تست
 ز بیم سر نهام پناے بو تخت
 چرا آهنگ من کرده بتعراج
 که یک رویه زند تهغ کو رویم
 که کس باتو نیارک شد برابر
 کشاده بند مت حد نا بهالم
 که باید زون برکشت آتش خرد
 ملی رقم من این دولت قراباد
 که گرده جانم آزاد از ره ده
 ز شزر خاک شان در خاک شوری
 بگری گردم از دو دیده قانع
 ولے چون باتو درک کین توان کرد
 بهاید کرد کین کاین کار دین است
 به بخشیدم همه اسامهان را

و لیکن شد برپیش در ز بوفی
 همی گفتند ازین راه خطر ناک
 دگر گفتش چو تو پائین پرستی
 بگفتا رائے من هم داشت آهنگ
 و لکن مصلحت بیجان بد زائے
 که چون سلطان نشان باهی تو در پیش
 به تخت مملکت خود گن قباچست
 ضرورت چون در آمد یاری بخدمت
 دگر گفتش که چون کردی بسر تاج
 لرستادی همه لشکر بسویم
 بگفتا دو ششم بود این سراسر
 کلم سوئے تو اقلیهمی ز عالم
 و لپک این گفت ایشان آب من بود
 کفون کز من سگد پزدان ترا دان
 همین † جان بخش و دهمی ده
 که ما از پئے شامخ و گوری
 نخواهم گندم سلطان ضائع
 شهن گفتا که سهامست این توان کرد
 چو باتو کار بهر دین و کین است
 چو چلد این جان که در خور بد زیان را

۲۸۹۰

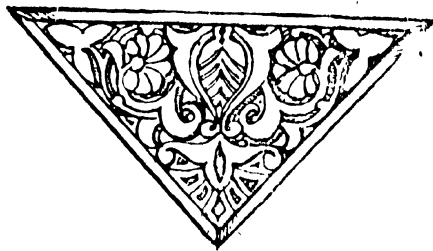
۲۸۹۵

۲۹۰۰

۲۹۰۵

<p>کہ چاندین فتحہ نے از تو ز من زاہ رضا ہر کفر و کفران دادہ ہاشم روٹ برباد ہر چہکے کہ کردم کمر بستہ ہسان خوب کیشاں ز روح پاک شاں شرمندہ مافم کہ سی باید نہاں سزتم تیغ کہ کردندش رواں مردان قتال مخالف را ند شمشہر پلارک چو تیغ آسمان گویں شک زمین سارے کہ ناپاسال شک چوں دائہ در طعن ہمی گفتند کا حسرت اے جہانگیر</p>	<p>۲۹۱۰ شود حمل از کدم جانت ہم آزاد پس از اسلام دور افتادہ ہاشم فتحہ در خاک ہر گردے کہ خوردم بوزگالے کہ بہر کین ایشاں قصاص خون اگر ہو تو نوانم * ۲۹۱۵ برو سرفہ چو آتہ در تہ تیغ بگنڈا میں و اشارت کرد در حال ہماں جائے کہ بر سلطان مبارک سر آن نا مبارک ہم ہماں جائے فرو بردند و افگندند در صحن ۲۹۲۰ بظارہ عوام و خاصہ و ہیر</p>
* ن : ندانم -	

(ترک صفحہ آخر :- زہ)



صحت نامہ

یا درداشت :-

کتاب کے حواشی میں ”ن“ سے نسخہ حبیب گنج -

”قر“ سے قیاس مولوی رشید احمد -

”ک“ سے کاتب الحروف (سید ہاشمی) کا قیاس مراد ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	خرائن الفتوح	مفتاح الفتوح
۳	آخری	عبرت	عبارت
۴	۱۶	،	تھا
۱۵	۱۲	تاریخی ہٹنوی	تاریخ
۲۰	۷	دیپال پورا	دیپال پور
۴۴	۶	بھکا	بھاگا
۴۸	۲	بڑھا	بڑھ
۵۳	۲۰	قلعہ گبران	قلع گبران ، نے -
۶۶	۱۷	سرسا ک	شرسناک
۶۹	۱۶	۔	کہ
۷۱	۱۵	۱۹۲۰	۲۹۲۰
۷۷	۱۹	عشقیہ	عشقیہ
۷۸	۱	”	”
۹۱	۲۰	نام	نام سے
۹۳	۷	ما شاء	ما شاء اللہ

متن مثنوی

صحيح	غلط	صفحہ	سطر	صحيح	غلط	صفحہ	سطر
سر	سو	۱۸	۸۸	x ن	x	۲۲	حاشیہ
تلبش	قبلش	۱	۹۱	مرد	مود	۲۳	۹
تیز وتند	تند وتند	۱۲	۹۴	میہمانی	میہمان	۲۴	۱۴
ستادہ	ستارہ	۱۹	۹۹	۱۹ وین ۲۰	۲۰ ۱۹	۲۴	حاشیہ
سپردن	سپدن	۹۸	حاشیہ	ك : كن	ك : ن	۳۱	حاشیہ
به زردی زد	زردی زد	۴	۹۷	بسپرد	بسپردہ	۳۲	۲
در	دو	۷	۹۹	یکبارگی	بیکبارگی	۳۶	۱۱
”	”	۱۲	۹۹	گردد	گردد	۵۱	۴
زربن	زربی	۱۳	۱۰۰	چہ می بافی	چہ بافی	”	۱۶
برائے	بنائے	۱۳	۱۰۲	قلع	قطع	۵۳	۱۲
زورمند	درمند	۱۷	”	شمشیر	شمشیم	۵۷	۶
زنجیم	نجم	۱۳	۱۰۶	سوئے	سرے	”	۱۱
ز	و	۱	۱۰۷	هر يك - ریزد	هو يك - رود	”	۱۵
برآن	بران	۵	۱۱۳	غزا	غرا	۵۸	۴
فشاندن	فشانندن	۶	”	وگر	دگر	”	۱۶
هر پیکش + هر بیدکش	هر پیکش	۱۸	۱۱۵	بیدرائے	بیداری	۶۰	۱۲
به گاہ	گاہ	۶	۱۱۸	گو با	گویا	۶۴	۱۵
ز گوہ	ز کوہ	۵	۱۲۹	ور این	درین	۶۷	۶
کروہ	کروہ	”	”	پا بر	یابد	۷۳	۴
ك	ن	۱۳۸	حاشیہ	کارمے	کاری	۷۷	۴
افزائے	اجزائے	۱۳	۱۴۷	بیدار	بیداری	”	”
وگر	دگر	۱۴	۱۴۴	گفتند	کفند	”	۷
پس	س	۱۶	”	اختر	احتر	۸۱	۶
				بستن	مستن	۸۲	۱۱

ملنے کا پتہ : —

دفتر مخطوطات فارسیہ

لال ٹیکرو - حیدرآباد دکن

— * —

قیمت فی نسخہ (مجلد) چار روپیہ

” ” ” بیرون ہندوستان چھہ شلنگ

(تاجروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا)

